TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222452
UNIVERSAL
LIBRARY

کہ دیں وہاں تماشا آفریں نقش اول ثانی زہرو آں سراپا جادو دشمنی بہ

دیباچہ

منتخبِ آبرو

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

مطابق سنہ ۱۸۸۸ عیسوی

من تصنیف شاعر مشہور نامدار کیا بیانی اُستاد حضرت حقی دہلوی جناب مولوی منشی حکیم سید محمد اصغر علی صاحب [illegible]

۸۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد حمید خلاق عالم و نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم تحیۂ ہیچمدان کج مج زبان
زلہ ربای مائدہ ارباب معانی خوشہ چین خرمن اصحاب خوش بیانی خاکسار ازلی سید اصغر علی برو
خلف زبدۃ الفضلا قدوۃ الحکما حکیم سید محمد انور علی حسینی مصطفے آبادی غفر اللہ تعالے
لہ بخدمت صاحبان علم و دانش و فاضلان سراپا بینش کہ خطائے زیردستان سے
دیدہ و دانستہ اغماض کرکے بہ اعراض پیش آتے ہیں براہ خطاپوشی و عطاپاشی عیب
کو ہنر سمجھتے ہین عرض پرداز ہے کہ بعہد عدالت مہد غریب پرور عدل گستر سکندر زمان
حاتم دوران خداوند نعمت دارا حشمت ہلال رکاب خورشید قباب ماہ صورت ملائک
سیرت انجم حشم جوزا خدم مریخ صولت مشتری خصلت سلالہ سلسلہ فرمان روائی
زیب ارائکہ دولت و بختیاری موجب امن و امان کافۂ انام باعث درستی مہام خاص و عام
فاتحہ کتاب کرم مورد الطاف قدم مشید ارکان شرع و اسلام ماحی طرق بدع و ظلام متقن
قوانین سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام حرز بازوے حسن انتظام قابل عطا قاتل
جفا حضور فیض معمور لامع النور معدلت نشور ظل الطاف رب غفور رونق بخش

نزدیک و دُور، جناب مستطاب معلےٰ القاب ۔ امین الدولہ وزیر الملک
نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ والی
ریاست خداداد محمد آباد عرف **ٹونک** حرسہا اللہ عن دوائر الدہور و فساد الازمنۃ
والشرور، کہ جسکے کلام فصاحت انضمام کا شہرہ دور دور کوس لمن الملکی بجا رہا ہے اور رائحہ مضمون
بلاغت مشحون سے مشام دل و جان اہلِ سخن معطر ہوتا ہے دریائے سخاوت اوسکا وہ موج زن ہے
کہ ہر ایک طالبِ گوہر مقصد سے پُر دامن ہے، شجاعت مین یہہ کمال دسترس ہے کہ وقت
مقابلہ رستم بشکل بیزاران سکیں ہے، عدالت کا وہ طرفہ ڈہنگ ہے کہ آہو کا نگہبان پلنگ ہے
شیر و بکری ایک گہاٹ پانی پیتے ہین، باز و کبوتر ایک دوسرے کو دیکھکر جیتے ہین، رزم مین ہمان
حیدر کرار، بزم مین مثل سکندر نامدار، مروت مین مشہور دیار و امصار، فنون سپاہگری مین
فرد روزگار، عتاب و سکا وہ سیلاب ہے جسمین سفینہ دشمن غرقاب ہے ۔ یا آلہ العالمین
جب تک گنگا جمنا مین پانی بہے یہہ رئیس دریا دل آبروبخش فلک رخش باین اقبال لازوال سلامت رہے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

قصیدہ دعائیہ

فروغِ صبح جبتک مطلعِ خورشیدِ خاور ہو
سوادِ شام جبتک صورتِ زلفِ معنبر ہو

قرانِ مشتری و ماہ جب تک سعدِ اکبر ہو
درخشان نجمِ دولت تا برنگِ مہرِ انور ہو

کفِ نوابِ ابراہیم خان گنجینۂ زر ہو
ضیائے ماہِ حشمت آفتابِ ذرہ پرور ہو

ریاضِ دہر تا جلوہ گہِ صناعِ اکبر ہو
دماغِ اہلِ عالم بوئے گل سے تا معطر ہو

نہالِ آرزو جب تک جہان مین بار آور ہو
قدِ خوبانِ دل جو تا کہ محسودِ صنوبر ہو

ترا باغ جوانی ابر جوشش عیش سے تر ہو
امنگو نپہ بہار سبزۂ رخسار انور ہو

دہن مین تا زبان ہے اور زبانمین تا ہے لسانی | کرے مخلوق تا وقتیکہ خالق کی ثناخوانی
فلک پر تا ہین اختر اور اختر مین ہو لمعانی | رہی کونین مین جب تک کہ باقی شان یزدانی

تری جلد پیسے ای مہر عطا عالم منور ہو
حشم کو اوج ہو اور اوج پر طالع کا اختر ہو

چمن مین تا کہ گل ہی اور گل سی رنگ ہے ظاہر | اور اس پر اشک سے شبنم بہا ہو تا کہی دھر
گلونپہ والہ و شیدا ہے جبتک بلبل مضطر | جہانمین حسن اور الفت کا چرچا تا کہ ہو گھر گھر

ہوا خواہان دولت کا تری دل تازہ و تر ہو
نہال قد حاسد صورت فرش مشجر ہو

رہی جب تک جبین آسمان تا روشنی پر افشان | رہی طالب ضیائی مہر کا تا ذرۂ بیجان
زمین افلاک کی تا ہفت اختر تابع فرمان | عروس گل پہ تا باد بہاری زر کرے قربان

تری بزم غنا شمع طرب سے نور گستر ہو
ترنم قلقل شیشہ ہو اور پروانہ ساغر ہو

رہی گیسوی سنبل گلستانمین تا کہ جوبن پر | پڑی جب تک کہ چشم نرگس بیمار گلشن پر
لگائی تازیانہ برق تا بادل کی توسن پر | کمان کھینچے ہوئی قوس قزح ہی تا کہ دشمن پر

ترا خیر خواہ دولت فوج عشرت پر مظفر ہو
ترا بدخواہ ابتر ہو ترا ہمسر نگون سر ہو

رہی آمرزش ایزد کا جبتک موج زن دریا | سر مخلوق پر تا رحمت خالق کا ہو سایا

رہی تا لحنِ داؤدی کا شہرہ سامعہ پیرا | خلیل اللہ کی مہمان نوازی کا ہی تا چرچا

ترا خوانِ ضیافت خوانِ گردون سے بہی طرہ کر ہو
ترا جشن مبارک جشنِ جمشیدی سی بہتر ہو

رُخ خوبان پہ تل جبتک برنگِ سنگِ اسود ہے | دلِ عشاق تا پابندِ گیسوی معقد ہی
بپا تا عالم ہستے ہین ذوالقرنین کے سد ہے | عرب مین مشتہر تا برّشِ تیغِ مہند ہے

تری تیغِ دودم دشمن کی حقمین قہرِ داور ہو
جو ہو سینہ سپر اوسکا معاً وعدہ برابر ہو

دوستی مہر و مہ کی تا فلک مشعل کری روشن | دکہائی اوٹہہ کی مستانہ گہٹا رندو نکو تا جوبن
رہین منتِ بادِ بہاری تا رہی گلشن | گہر ریزی ابرِ تر سی تا ہون جابجا خرمن

تری تیغ نظر مین آبرو بخشنے کا جوہر ہو
تری شمشیرِ ہمت سے سدا ملک سخا سر ہو

منتخب آبرو کہ تاریخ ترتیب دیوان ہے و خیابان خیال ہے.

تاریخ طبع برآمد ہوتے ہے [۱۳۰۲ھ] طبع ہوا آمید ناظرین با تمکین سے یہ ہے کہ اگر کہین [۱۳۰۵ھ] غلطی بمصداق اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ۔ معائنہ کرین بنظر عیب العشی تصحیح فرمائین

تعز من تشاء وتذل من تشاء

الحمد لله والمنة کہ درین ایام سعادت انضمام دیوان بے مثال المسمی بہ

خیابان خیال

سنہ ۱۳۰۵ تحریری

معروف بہ

سنہ ۱۸۸۸ عیسوی

منتخب آبرو

تصنیف شاعر نازک خیال محمد سید اصغر علی صاحب آبرو خلف حکیم سید انور علی صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ

در مطبع محمدی ٹونک باہتمام غالب علی خان طبع شد

شمار غزلیات - ۱

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

تعداد اشعار ۱۶

ہوا ہی شرق حمد مطلع میرے دیوان کا
کروں میں کس زبان سے وصف اس محبوب یزدان کا
رہوں مداح جب تک ہی تعلق جسم سے جان کا
کیا مضمون رقم میں نے تمہارے روئے تابان کا
پھرا کرتا ہے آنکھوں میں تصور کوئے جانان کا
گیا کو میں [illegible] ان ہوا جو کوئے جانان کا
تصور حاضر و [illegible] ہے مجکو روئے جانان کا
دل پروانہ کیوں جلتا ہے تصور چشم جانان کا

بنا ہر نقطہ پر نور [illegible] راہ عرفان کا
لقب قوسین او ادنی ہوا [illegible] کے ایوان کا
ابوبکر و عمر عثمان علی [illegible] شیر یزدان کا
ہوا ہی مطلع خورشید مطلع میرے دیوان کا
نگاہوں پر نہیں چڑھتا ہے نقشہ باغ رضوان کا
نہ دنیا کا نہ دین کا [illegible] ان کا نہ وہ وان کا
فقط میں ناظرہ خوان [illegible] حافظ ہوں قرآن کا
یہ آہو [illegible] کے بیابان کا

عجب اے آبرو عالم ہے اپنی چشم گریان کا
کہ ہوتا ہے یقین ہر اشک کی قطرہ پہ طوفان کا

رقم ہو جاوے وصف آہین اگر حنائے جانان کا
تو چمکے صورتِ خورشید مطلع میرے دیوان کا

تصور بسکہ دل مین ہے تمہارے دورِ دامان کا
بہت آسان ہے اب چاک کر لینا گریبان کا

گدا وہ ہون کہ تکیہ ہے میرا الفقر فخری پر
نہ خواہان تاجِ شاہی کا نہ مین تختِ سلیمان کا

یہ وقتِ امتحان ہے ہم کو ہے بار دکہین تو
گھٹا دیتی ہے کیونکر زور تو اس انبیان کا

خدا لائے نہ چکمون مین بتون کے اپنی بندون کو
کہین ملتا نہین ہے پھر ٹہکانا دینِ ایمان کا

جما کر پان کا لاکہا دکہا وا اپنے ہونٹون کو
لہو پانی کر دیوین ایک تم لعلِ بدخشان کا

تمہاری زلفِ پیچان نے مجھے بہی مار رکہا ہے
تماشا دیکھنے کیا ہو مرے حالِ پریشان کا

وہ بیشک حور ہے جنت مکان ہی اوسکے رہنے کا
جہان مین نام ہے مشہور رضوان اوسکے دربان کا

نہ یہہ عشق نہ یہ غمزہ نہ انداز و ادا اوس مین
فقط اک روشنی سے نام ہے مہرِ درخشان کا

تصور مین جو اوس مژگان کی مین رہتا ہون سرگردان
تو خوش آتا ہے چبہنا پاؤن مین خارِ مغیلان کا

پریرویون کی آمد رفت رہتی ہے سدا اسمین
ہمارا خانہ دل ہے درِ دولت سلیمان کا

ہمیشہ نوک کی اغیار سے لی عشق مژگان مین
گروہ عاشقان مین یون ہوا مشہور مین انکا

نہال آرزو ہی کچھ ہلا ہم بہی تو پہل پائین
ملے او سرو قد بوسہ کوئی سیبِ زنخدان کا

نہ لے گا کوڑیون کے مول کوئی عود و عنبر کو
جو شانہ ہاتھ آیا اون کی زلفِ عنبر افشان کا

٣

پریرویون کو تم تقریر سے تسخیر کرتے ہو
پڑا ہے تم پہ سایہ آبرو شاید سلیمان کا

١٥

سرِ دیوان لکہا ہے وصف جو ابرو و مژگان کا
میرے ہر ایک مصرع مین ہے عالم تیغ و پیکان کا

جلاتے ہو مجھے ناحق ہی ٹہنڈی گرمیان کر کے
صنم پوچھو نہ مجھسے حال میری سوزِ ہجران کا

جو مین چشمِ سیاہِ یار کی لکھون صفت اے دل
تو بیشک دائرون پر ہو یقین چشمِ غزالان کا

دیا بوسہ دہانِ تنگ کا آج اوس پریوش نے
ملا قسمت سے بارے ہمکو چشمہ آبِ حیوان کا

نہ پڑتا عکس گر اسپر ترے پاے نگارین کا
تو پنجہ خون مین ڈوبا ہوا ہوتا نہ مرجان کا

اوڑائین دھجیان تیری بدولت ہمنے اے وحشت
نہ رکھا تار دامن کا نہ ٹکڑا تک گریبان کا

چھڑکتا ہے نمک ان پر اگر وہ غیرتِ گلشن
دکھاتے ہین تماشا زخمِ دل گلہاے خندان کا

پلٹ کر پھر نہ آیا قاصد اپنا روزِ محشر تک
گلی بھی یار کی ناکا ہے کیا شہرِ خموشان کا

ہمین اوس دشتِ وحشت ناک مین وحشت نے پہونچا ہے
نشانِ راہ گم ہے خضر تک سے جس بیابان کا

نسیمِ صبحِ جنت کو اوڑا لیجاے اک دم مین
سبک تابوت ایسا ہے شہیدِ تیغِ ہجران کا

جو روتا ہون خیالِ عارضِ گل رنگِ جانا مین
تو رنگِ گل دکھاتا ہے مجھے تکمہ گریبان کا

اوڑا کر سر سبکدوشی عطا کرتی ہے اکدم مین
الٰہی دم رہے قائم جہان مین تیغِ جانان کا

رفوگر بخیہ کرنا زخمِ دل مین غیر ممکن ہے
رفو تو نے کیا ہوگا کہین چاکِ گریبان کا

دلِ عشاق باندھین گے یہ عقدہ کھل گیا ہمکو
وہ جوڑا باندھتے ہین اسلئے گیسوے پیچان کا

۴ ۹

نہ دنیا مین کوئی باقی رہے گا آبرو ہرگز
رہے گا کچھ اگر باقی تو ذکرِ خیر انسان کا

سراپا ہمین ہے مضمون رقم زلفِ پریشان کا
جو دیوانہ بنا چاہے سبق لے میرے دیوان کا

تصور دل مین رہتا ہے کسی زلفِ پریشان کا
تماشا ہے کہ غنچے مین ہی عالم سنبلستان کا

خبر ملتی ہے اس سے آمدِ فصلِ بہاری کی
جنون مین تار برقی ہے ہر اک رشتہ گریبان کا

جو ہین اوصافِ چشمِ سرمگین یار کے اے دل
ضرور اک دن وہ لینگے راستہ شہرِ خموشان کا

تمہارے ہجر مین پیکان ہی محبکو تار پیراہن
گلے پر چل رہا ہے دیکھ لو خنجر گریبان کا

قیامت سر اوٹھایا ہے ہمارے نالۂ دل نے
گمان ہے شعلہ ہاے آہ پر برقِ درخشان کا

نہ کیون صرفِ رہِ خارِ جنون ہون پانو کے چہالے | ہے وقفِ دستِ وحشت تار تار اپنے گریبان کا
تو ہی دستِ جنون کی وحشتِ دل دستگیری کر | نہین یہہ جانتا ہے رستہ کوئے گریبان کا

۵ غزل اک اور بہی ہے آبرو اسطرح مین پڑہیے ۱۱
یہ وہ صحبت ہے جسمین ذہن کہلتا ہی سخندان کا

لکہا ہے وصف جو امین رخِ رنگینِ جانان کا | جوابِ باغِ رضوان ہی ہیر اصفحہ دیوان کا
لگا دو تیر تا بوسہ ہان زخم سے لے لون | کہے سوفار کا گاہے سہرے کا گاہ پیکان کا
شہیدون کو تمہارے آبِ خنجر آبِ کوثر ہے | چمن رشکِ ارم ہے جوہرِ تیغِ صفاہان کا
بتری خلخال مین شاید صدائے قُم باذنی ہے | ہر اک خفتہ ہوا بیدار جو شہرِ خموشان کا
او لجہتا پاؤن مین سنبل ہے اپنی بیڑیان ہوکر | بغیر اوس گل کے نقشہ ہے گلستان مین زندان کا
تجلیِ رخِ انور نہین کچہہ مہر سے کم ہے | مقابل روے جانان کی ہو کیا منہہ ماہِ تابان کا
بہلا پہر کسطرح سے دین و دل کو نہ مین کو سون | کیا پردہ انہون نے فاش میرے رازِ پنہان کا
مکان یار مین جاتا تو ہون چپ چپکے راتونکو | مگر کہٹکا لگا رہتا ہی دل کو زورِ دربان کا
گرت دردِ سر باشد مرا بر گردِ سر گردان | کہ صدقے سی مرض ہوتا ہے اکثر دفع انسان کا
بلا کے کارگر باشد سنان خار بر خارا | دلِ سنگین بت مین کیا اثر ہو آہِ سوزان کا

۶ اسد کا مین ہون پیرو آبروے صحرای وحشت مین ۱۳
مرے نالون سے دل ہلجائیگا شیر نیستان کا

کیا کیا نہ تیرے عشق مین اے دلربا ہوا | کن کن مصیبتون مین نہ مین مبتلا ہوا
جو دل اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا | گردابِ بحرِ مرگ سے وہ آشنا ہوا
نکلا جو خط وہ پہول سا رخ بدنما ہوا | رنگِ بہارِ باغ خزان سے ہوا ہوا

عاشق ہوئے ہم اوسپہ تو وہ بیوفا ہوا
روزہ رکھا غریب نے تو دن بڑا ہوا

گر آبرو سے کوچ بدار البقا ہوا
سمجھون گا مین بخیر میرا خاتمہ ہوا

جلوہ سے یار کے نہین کوئی بچا ہوا
کعبہ ہوا کنشت ہوا میکدہ ہوا

وحدت کی آنکھ گر ہے تو دیدار کے لیئے
کثرت کا درمیان ہے پردہ اوٹھا ہوا

ازخود برقت تنگ میرا دم اولجھ گیا
مضمون کمر کا حلقۂ زلف دوتا ہوا

کوئی نہ کوئی جان پہ کھیلے گا منچلا
رہتا ہے تیغ یار کا ڈورا کھلا ہوا

ہوئے میان یار سے واقف جو گویا
وہ ہم جلیس مجلس اہل فنا ہوا

ساقی کی چشم مست نے مجکو کیا شہید
قسمت سے میکدہ بھی مجھے کربلا ہوا

میری طرف سے دیجیئے نذرت کہ خنجر
تصویر کا بھی اون کی ہے نقشہ کھنچا ہوا

١٢

اے آبرو نہ ملک عدم سے پھرا کوئی
کیا جانیے کہ اپنے احبا کو کیا ہوا

آئی نظر اگر نہ آئے تو کیا ہوا
رہنا نہین ہے کام کسی کا رکا ہوا

ہوا [illegible] سے جو یہ سے دل لگا ہوا
جو شعر حسب حال لکھا مرثیا ہوا

آخر سبب بھی ہے کوئی غصہ کا رنج کا
کیون منہ بنا سے میٹھے ہو بولو تو کیا ہوا

لوگون سے کہتے ہین وہ مجھے غش مین دیکھکر
فقرا یہ ان کا خوب ہے ہم پر منجھا ہوا

ہوگا یہی کہ جان سے جائینگے جائیے
غصہ ہوا نہ آپ کا قہر خدا ہوا

بھولے سے بھی نہ لین گے کبھی نام غیر کا
منجاو خیر جانے دو جو کچھ ہوا ہوا

کی تنکدہ مین عمر بسر میکشون کی ساتھ
لو زاہد اپنی جان کو اب پارسا ہوا

وہ [illegible] دل ہون بھولتا ہون اپنا درد سر
صندل کو دیکھتا ہون اگر مین گھسا ہوا

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است
دولت دران سراست کہ از میہمان پرست
از خویشتن گم است کرا رہبری کند

مدت کے بعد یار جو تو آشنا ہوا
دل داغہاے عشق سے دولت سرا ہوا
کیا ہے جو خضر کہنے کو یون رہنما ہوا

۶

اوٹھ اوٹھ کے جو ہلتے ہو زانونکو آبرو
شاید کہ آپ کا ہے کہین دل لگا ہوا

۱۲

عشق ہوے کمر یار مین ہیہ زار رہوا.
مسکن خاص میرا کوچہ دلدار رہوا
وعدہ وصل کیا یار نے پہر از سر نو
کر چکا جان کو خال نمکین پر صدقے
جہانکنے مین جو پڑا اوس رخ پرنور کا عکس
تپ فرقت سے پھر اک آگ لگی سینے مین
ہنس پڑا دیکھکے وہ غنچہ دہن شکل میری
تیرہ بختی تو ازل سے مری تقدیر مین تہی
نسبت ذرہ بہ خورشید اسے کہتے ہین
درہم داغ جگر ساتھ ہین ہان محشر تک
انکھہ پڑتے ہی ہوے قلب و جگر دو ٹکڑے
تین تیرہ ہوی ہوش و خرد و صبر میرے
تم جو پڑہ پڑہکے سناتے ہو ہر اک کو احوال

رونگٹا تن پہ ہر اک کوہ گران بار ہوا
داخل خلد برین آن گنہگار ہوا
بخت خفتہ میرا پہر خواب سے بیدار ہوا
حق خدمت سے ادا آج نمکخوار ہوا
مشرق مہر ہر اک روزن دیوار رہوا
گرم پہر اس دل بیتاب کا بازار ہوا
تن خاکی نہوا قہقہہ دیوار رہوا
چہوٹکے اوس زلف کو ہاتھ سے خطاوار ہوا
ہر گدا شہر مین شاہی کے سزاوار ہوا
گل فقط باغ مین دو روز کو زردار ہوا
عشق ابرو کا مرے واسطے تلوار ہوا
عشق خال و خط و گیسو نہ سزاوار ہوا
میرا نامہ نہوا پرچہ اخبار ہوا

آبرو روئی جو ہم یاد در زندان مین

٩ داغ اشک ہراک گوہر شہوار ہوا ١٢

کم نگہہ سے ہو گئی اوس کی کمر اچھا ہوا
وان نہ پہنچا صدمۂ بار نظر اچھا ہوا

یاد مرگ و زیست کا تمکو ہنر اچھا ہوا
چشم سے بیمار ادہر لب سے ادہر اچھا ہوا

لیلی کاکل پہ مجنون ہو گیا جب سے یہ دل
پھر نہ صحرا مین ہوا اچھا نہ گھر اچھا ہوا

روبرو کہتا ہے جو وہ آئینہ رو آئینہ
دیدۂ حیران کا میرے ہان اثر اچھا ہوا

رشک عیسی آپکو جانینگے سب اہل جہان
اک مریض عشق بہی صاحب اگر اچھا ہوا

خار وحشت بن مین دشمن سنگ طفلان شہر مین
پا کبہی اچھے ہوے اپنے نہ سر اچھا ہوا

کچہہ نہ کچہہ آفت رہی تیرسے مریض عشق پر
ہوک اوٹہی دل مین اگر درد جگر اچھا ہوا

ہین برے ہمتوا وٹہاتی ہین جو صد سیکڑون
سر پہ فرہاد ایک تیشہ مار کر اچھا ہوا

دیکہکر ہوتے خجل بادام و نرگس چشم یار
پر ہوے پیدا یہ دونون بے بصر اچھا ہوا

خون روان ہے جرم گردون سے نہین ہے یہ شفق
وار شمشیر نگہ کا اسے قمر اچھا ہوا

روز نیک از دست دادن نیست کار عاقلان
شام سے چہوڑا نہ اونکو تا سحر اچھا ہوا

١٠ جو برا انسان کو سمجھے آبرو وہ ہے برا
اپنی اپنی وضع پہ ہراک بشر اچھا ہوا ٧

لیلیا یون جلد بوسہ ہمنے اونکے خال کا
جیسے دانہ پر کوئی گرتا ہے مار کال کا

گوہر مضمون بہت ہین وصف دندانین ترے
ذکر کیا راجہ کے گھر مین موتیونکے کال کا

بعد مردن بہی یہ تاثیر جنون جاتی نہین
ہے ہجوم اب تک ہماری گور پر اطفال کا

خفتگان خاک کیون چونکین نہ تیری چال سے
شور محشر سے زیادہ شور ہے خلخال کا

عمر سے ظالم کی کوتہ یہ مثل مشہور ہے
پہول گرتا ہے فزون تلوار کا کم ڈہال کا

نامۂ تقدیر بھی ہو پیش گر انصاف ہے
دیکھتے یون گیا ہو نامۂ ترمیم اعمال کا

۱۱

جم گیا دل مین خیال اونکی کمر کا آبرو
کہتے ہین معیوب ہے شیشہ مین آنا بال کا

۷

واللہ نہ خنجر کا نہ ہے تیغ کا چرکھا
دل زخمی ہے اوس ترک تیری چھپی نظر کا

صحرا مین بہلتا ہے نہ گھر مین دل وحشی
رکھا ہے مجھے وحشت نے ادہر کا نہ ادہر کا

غیرت دہ خورشید ہے یہہ دل کا سویدا
جب سے کہ خیال اسمین ہے اوس رشک قمر کا

اے درد جگر تجھہ ہی سے تسکین ہے دل کو
مرجاؤنگا پہلو سے اگر تو میرے سرکا

پر نور ہین ہر چند پر اوس رخ کی مقابل
جمتا ہی نہین رنگ کبھی شمس و قمر کا

جاگو تو ذرا نیند سے اے قافلے والو
شب کم ہے چمکتا ہے ستارہ وہ سحر کا

۱۲

جاؤگے سوئے بتکدہ یا جانب کعبہ
ای آبرو کہیے تو ارادہ ہے کدہر کا

۱۰

قاتل عالم ہے دم خم ابروئے خمدار کا
کاٹتی ہے باڑہ ہوتا نام ہے تلوار کا

آب خنجر آب کوثر ہے شہیدون کو ترے
صورت فردوس ہے اون کو چمن تلوار کا

سنگ اسود مردمک ہے چاہ زمزم ہے دہن
نام کعبہ ہے صنم کی ابروئے خمدار کا

غمزۂ و انداز سے مشہور و قاتل ہوا
جیسے لڑتی ہین سپاہی نام ہو سردار کا

واسطے عشاق کے زہر شکر آمیز ہے
گالیان دیدیکے ہنسنا اوس بت عیار کا

ایک کاٹھی مین نہین دیکھا ہے دو شمشیر کو
ہے تصور دل مین کیونکر ابروان یار کا

امتحان کردیم و حال ہر کسی معلوم گشت
ہمنے عالم مین نہ پایا یار کوئی یار کا

غرق دریا شیوۂ فرعون موسیٰ پیشوا است
بخت خفتہ ہو نہ پیرو طالع بیدار کا

۱۳

آبرو کی وار بست تاک مین تربت نے
تا کہ سب سمجھین یہہ مدفن ہے کسی مئخوار کا

لپکا ہے دل کو الفتِ چشمانِ یار کا
اس یوز کو ہے شوق ہرن کے شکار کا

گوشہ جو ہاتہ نہ آیا ہے دامانِ یار کا
ملتا نہین مزاج ہمارے غبار کا

ہے عشق اوسکو طائرِ جان کے شکار کا
رکہتا ہے دام یار نگاہون کے تار کا

تیرے بگاڑ مین بہی ہزارون بناؤ ہین
ہر گل سے ہے رشکِ باغ ترے باسی ہار کا

اک مہروش کی عشق مین جلکر ہوا جو خاک
ہر ذرہ آفتاب ہے میرے غبار کا

گہ دلمین یادِ ہجر گہے شوقِ وصلِ یار
عالم ہے اس چمن مین خزان و بہار کا

پہلو سے اوٹہہ کہڑا ہو ہمارے غبارِ دل
پاسِ ادب ضرور ہے ابرِ بہار کا

جنگل مین سر اوٹہاے جو بہی قیس کا غبار
کیا منتظر ہے لیلیِ محمل سوار کا

چہایا نہین ہے باغ پہ اُرد مین ابرِ تر
آیا ہے پیش خیمہ یہہ فصلِ بہار کا

زیبِ گلو ہے گاہ گہے گوشِ یار مین
ہے اوج پر ستارہ دُرِ آبدار کا

آتی ہی یہان شباب کے شیبِ آشکار
جب گُل کہلے تو ختم ہے موسم بہار کا

اے زاہدانِ خشک یہہ دامانِ تر میرا
خاکا ہے شکلِ رحمتِ پروردگار کا

اونکے سمندِ حسن کی اللہ رے گرمیان
چشمِ فلک مین سرمہ ہی جسکے غبار کا

تاثیر میری آتشِ وحشت کی دیکہنا
چونا ہے بعدِ مرگ بہی پتہر مزار کا

اے نامہ بر کدورتِ دل صاف ہے عیان
عالم ہے خطِ یار مین خطِ غبار کا

وہ بادل آئے جہوم کے ای میکشو چلو
ہے جوش بحرِ رحمتِ پروردگار کا

اوس بت کو منہ پہ مل سی بلائین لی آبرو

۱۴ توڑین گے کفر آج شب انتظار کا ۱۵

یہہ ہی ثمر ہے الفت مژگان یار کا — پہلو مین دل نہین میرے پہل ہے کنار کا

کیونکر سنین وہ نالہ دل داغ دار کا — ڈر ہے کہ مدعی نہو خون بہار کا

مرآت دل مین دہیان ہے گیسوئے یار کا — شان خدا کہ آئینہ مسکن ہے مار کا

آئی بہار ہوگیا گلشن ہرا بھرا — طوطی چمن مین بول رہا ہے ہزار کا

کیونکر نہ چشم مہر ہو پایان دین کلیم — ذرہ ہے برق طور ہمارے غبار کا

لیتا ہے آنکہون آنکہون مین دل کو وہ خال چشم — دین پڑا ہے زنگی ابلق سوار کا

پُر پڑ کے پاؤن صاف کیا ہمنے یار کو — توڑا طلسم لوح جبین سے غبار کا

شوخی تو دیکہو سینہ عاشق پہ رکہکے ہاتہہ — پھر پوچھتے ہین حال دل بیقرار کا

گھہ لیتا ہون جماہیان انگڑائیان کبھی — ہے شوق وصل یار مین عالم خمار کا

جو چشم فتنہ زا پہ تمہاری ہے شیفتہ — شاکی نہین وہ گردش لیل و نہار کا

مس شعلہ رو کے عارض تابان کا ہون شہید — پروانہ مہر ہے میری شمع مزار کا

زیور مین ہے گلو نکے یہہ ایسی لدی ہوئی — اوٹہتا نہین ہے پاؤن عروس بہار کا

ہوتا نہین ہے خط کی تعشق مین جسم زار — نقشہ اوتر رہا ہے یہ خط غبار کا

نیرنگیون کا اک بت نوخط کی ہون شہید — مرجہا کے لہلہاے گا سبزہ مزار کا

۱۵ مشہور شش جہت مین غزلہای آبرو ۱۳
دیوان وسکا رکھتا ہے حکم اشتہار کا

کافر تیرے آنکہو نمین وہ سرمہ ہے بلا کا — ہوجاے جسے دیکہکے دم بند قضا کا

ہے برق تجلی تری تصویر کا خاکا — اور خاک قدم مین ہے اثر خاک شفا کا

ظاہر مین یہ پابند ہے جو حکمِ خدا ہے
ہے اشک مین تاثیر نہ نالے مین اثر ہے

آغاز اور انجام ہے الفت مین برابر
شمشیرِ ادا کا نہ بچا ایک بہی زخمی

اب خاک گزر کوچۂ سفاک مین ہوگا
نالے کو مین روکے ہون مگر اشک روان ہیں

تسلیم ہر ایک بات ہے اوستکو ہماری
سن کوچۂ سفاک کا قاصد یہ بتا ہے

اوس بادشہِ حسن کے در کا مین گدا ہون

از بر ہے مگر مسئلہ واعظ کو ریا کا
کچھ نیل ہی بگڑا ہے میری آب و ہوا کا

جملہ نہین محتاج ہی یہ شرط و جزا کا
خالی نگیا وار کبہی تیغِ قضا کا

روکا ہے وہان تو ملک الموت نے نا کا
یہہ کاروان محتاج نہین بانگِ درا کا

خالی نہین جاتا ہے کبہی وارد عا کا
چھڑکاؤ وہان رہتا ہے خون شہدا کا

گلشن سے جہان تر بہ ہے کم بالِ ہما کا

۱۶

کیون آبرو یہ اوڑ گیا پہلو سی ہمارے
جب دل کے نشانے کو سینے نہین تا کا

۵

نگینہ کیون نہو عالم سے اب روپوشِ نیلم کا
یقین ہو شاخِ صندل سی نکل آیا گلِ سوسن

یہ ایما ہے کسیکے فندقِ پائے نگارین کا
پہن کر کان مین مُندہ یہہ فرمایا نزاکت سے

ہسی مالیں لب نے تیرے کہو یا ہوش نیلم کا
جو ساغر ہاتھ مین لے وہ بتِ مینوش نیلم کا

کرے اب تذکرہ صاحب میری ناپوش نیلم کا
اوٹھا سکتا نہین ہے بارسر اگوش نیلم کا

۱۷

ہسی مالیدہ لب ای آبرو اونکے اگر دیکھے
تو اوڑ جائے ندامت سی بلا شک ہوش نیلم کا

۷

دم گہٹا دیکہا جو اوس زلف کے سودائی کا
عاشق اوس کان ملاحت پہ ہوا ہون جب سے

پہر نہ دم مارا مسیحا نے مسیحائی کا
شور ہے خانہ بخانہ میری رسوائی کا

عشق گیسو مین رہے جو یو نہین اُلجھن اسکو — شہرہ ہو جائیگا ہر سو تیری سودائی کا
وہ بیان اسکا بھی رہے ای صنم جامہ زیب — پرزے پرزے ہے گریبان تیری رسوائی کا
اونکی انکھون سے اسے دعوی ہم چشمی ہے — کیا ہے دیدہ ہے بڑا آہوے صحرائی کا
آفتین ڈہاتی ہے کیا کیا یہ دل عاشق پر — کالا موہنہ اور ہو یا رب شب تنہائی کا

۱۸ — ۱۲

آبرو آئے گا غرت مین مقرر دہبا
عشق بدنام کریگا تمہین ہرجائی کا

روپ تیرا ساتہ چرخ کہن ہے کسکا — یہ دمکتا ہوا کندن سا بدن ہے کسکا
شل چلتی ہوی سیفی کے جہانین اوترک — تیغ ابرو کی سوا اور چلن ہے کسکا
ہو کے ای حضرت دل مائل چشم ساقی — نشۂ ہوش و خرد کہئے ہرن ہے کسکا
روبرو جسکے ہے خورشید چراغ سحری — اسے پریرو یہ بہبوکا سا بدن ہے کسکا
دیکھہ تو غنچۂ و سوسن کو چمن مین گلچین — یہ زبان کسکی ہے نادان یہ دہن ہے کسکا
یار شاطر کی عوض لکتے ہو یار خاطر — پوچھہ دل پر یہ کہو مشفق من ہے کسکا
اوسکے اقرار کو سچا دل نادان نہ سمجھ — ہوش مین آ وہ بت عہد شکن ہے کسکا
کسکے چتون سے ہے گلزار مین نرگس بیمار — وحشی چشم بیابان مین ہرن ہے کسکا
فرق پستی و بلندی کا فقط ہے ورنہ — یہ زمین کسکی ہے یہ چرخ کہن ہے کسکا
روبرو قامت جانان کی قیامت کیسی — چشم فتان کی سوا ساحری فن ہی کسکا
کیون نہ شیرین سخنی کا ہو جہانین شہرہ — اپنی دیوان مین رقم وصف دہن ہے کسکا

۱۹ — ۱۳

دل ہزارون کے جسے دیکھکے ہین ڈانوان ڈول
آبرو کہیئے تو یہہ چال ڈہن ہے کسکا

بعد مرے اوس گل نے گجرا غیر سے منگا پہولونکا
طرّہ اوسپر یہ ہی کہ میری پہول نہ دیکہا پہولونکا

نذر ہے تجکو جو ای گلفام تماشا پہولون کا
گل کہا کر یہ سلیقہ ہے اپنا بنگیا تختا پہولونکا

ڈالی جب وہ رشک گلستان کا مین بالا پہولون کا
کیون نہ عنادل سمجہین جی مین رتبہ دو بالا پہولونکا

جامہ اوس گلرو کی طرح یہ کب ہے زیبا پہولون کا
دیکہہ چلی ہم باغ مین جا کر تختہ تختا پہولون کا

کہاکے جو گل عشق گلرو مین جان حزین برباد گئی
باد صبا نی گور پہ میری ڈہیر لگایا پہولون کا

گلچین مین اوس رشک چمن کی کیون نہ گلی کا ہار ہون
عشق مین جسکے اپنا گلون سے جسم ہے گجرا پہولونکا

میرا دل پہ داغ نہین ای رشک چمن ہے تیرا انعام
سینے مین مینی تیری لئے یہ باغ لگایا پہولون کا

ہاتھہ مین لیکر ای گل خوبی دیکھہ بچشم غور ذرا
کیا ہی گلون سے ہاتھہ مرا ایکدست ہے دستا پہولونکا

تاک بہار زیست ہے اپنی گل کیطرح ہم خندان ہون
ہنستی ہی ہنستی ہوگیا دشمن پتّا پتّا پہولونکا

آمد آمد کون سے گل کے وقت سحر ہی گلشن مین
باد صبا نی جسکے لئے یہ فرش بچہایا پہولونکا

جب سے نظر آیا ہے اونکو تیرا دہان تنگ صنم
تب سے ابتک باغ مین حیرت سے ہی دہن وا پہولونکا

رکہی اپنی ہوا خواہی مین میری دل پر داغ کو ہی
آپکو ہو مرغوب جو صاحب لیجئے پنکہا پہولونکا

۲۰

کیسی آبرو پہول کہلے تہی کیسا ہجوم بلبل تہا
حیف خزان نے آکی اوجاڑا تختہ کا تختا پہولونکا

۹

عاشق کو سر زلف معنبر نہ ملے گا
افعی سیہ کا کبہی منتر نہ ملی گا

جینے کا مزا مجکو ستمگر نہ ملے گا
جبتک کہ گلے سے ترا خنجر نہ ملی گا

لے جاینگے جو چیز زمانے مین ہے مجکو
پر تیرا مزاج ای بت کافر نہ ملے گا

جو اسمین صفائی ہے کہان پائی وہ اوسنے
آئینہ تیرے رخسے مقرر نہ ملے گا

ہم آپ سا سردار نہ پائینگے ولیکن
ہمسا بہی کوئی آپکو نوکر نہ ملے گا

جز میرے اگر لاکھ ملا کوئی اوس کو — ہرگز نہ ملا ہے وہ ستمگر نہ ملے گا
آتا ہے یہ اپنا دل گمراہ اوسے پر — جس کو کہ سمجھتا ہے مقرر نہ ملے گا
منہہ دیکھہ کے رو دیتی ہین ہم مانگ کے بوسہ — جب کہتی ہو تم صاف یہ ہنسکر نہ ملے گا

۲۱

سب عمر کٹی بادیہ پیمائی مین صد حیف
اب آبرو جز گور ہمین گھر نہ ملے گا

۹

پھر بہار آئی عنادل کو چمن یاد آیا — پھر ہوا جوش جنون پھر مجھے بن یاد آیا
تیرے رفتار نے دیوانہ کیا پھر مجھکو — پھر ترے چال سے مجنون کا چلن یاد آیا
دست وحشت نے گریبان کی کئی پھر پرزے — پھر کسی شوخ کا بیساختہ پن یاد آیا
آگئی ہستی مین ہوکے ملک عدم کے خواہان — جب سفر مین ہوئے تکلیف وطن یاد آیا
صید بسمل کی طرح پر مین جو تڑپا از خود — مرغ دل کیا تجھے وہ تیر فگن یاد آیا
رخ شفاف یہ دیکھی جو ترے خط کی نمود — مجھکو اسے رشک قمر چاند گہن یاد آیا
پھر ترے غم نے کیا تازہ پرانے غم کو — زخم نو سے مجھے پھر زخم کہن یاد آیا
زور وحشت سے سلاسل کے کیے سو ٹکڑے — قید خانے مین جو وہ عہد شکن یاد آیا

۲۲

سنکے عنقا ہوئی پھر آبرو ہوش اپنی گم
پھر کسیکا ہمین مضمون دہن یاد آیا

۱۵

شیشۂ دل چور چور اے بندہ پرور ہو گیا — دل تمہارا میری جانب سے جو پتھر ہو گیا
ہجر مین مرنا مجھے جینے سے بہتر ہو گیا — میرے گردن پر ترا احسان خنجر ہو گیا
ہے بہار حسن بھی سرمایۂ ناز و غرور — چار ہی دن مین وہ گل جامے سے باہر ہو گیا
عکس رخ کا اون کے بوسہ لیلیا آئینہ مین — اپنا مطلب دیکھنا اوپر سے اوپر ہو گیا

مر گیا مین دیکھکر چہرے کا یہ جب بکھری وہ زلف | طائر جان کے لئیے ہر بال شہپر ہو گیا
غیر کو بوسہ مجھے دشنام دیکر یہہ کہا | کسلیئے ناخوش ہو تم حصہ برابر ہو گیا
اوس نے جہانکا تو فروغ چہرہ پرنور سے | روزن در یہ ہوا روشن کہ اختر ہو گیا
دیکھکر زلف سیہ تیری یہ رنگ اوسکا اوڑا | سنگ موسیٰ اے پریرو سنگ مرمر ہو گیا
ہمسے آزادون کو جسدم شوق مینوشی ہوا | دل صراحی اشک صہبا دیدہ ساغر ہو گیا
اوڑ گئی رنگت مقابل ہو کی ہونٹون سے ترے | صورت الماس اب یاقوت احمر ہو گیا
نام سنکر اوسکی گریزان ہوتے ہین مار سیہ | ذکر زلف یار بھی کالے کا منتر ہو گیا
ایک بوسے کی عوض تمنے سنائین سو مجھے | کیون خفا ہو اب تو بدلہ بندہ پرور ہو گیا
درمیان ہوتا نہ یہ تو دیکھتا جی بھر کے مین | مجھہ مین اوسمین آئینہ سد سکندر ہو گیا
روبرو تیرے لب و دندان کے اے خورشید رو | لعل بہیکا پڑ گیا بے آب گوہر ہو گیا

۲۳

کچھہ اوسے ظل ہما کے آبرو پروا نہین
جسکے سر پر سایۂ زلف معنبر ہو گیا

۹

عشق ابرو مین مجھے خنجر گریبان ہو گیا | یاد مژگان سے یہ دل سینے مین پیکان ہو گیا
دل مین بسا کن خیال روی جانان ہو گیا | ایک غنچے مین نہان گویا گلستان ہو گیا
دین وحدت سی سیر گلشن عالم جو کے | غنچہ ہر اک میری انکھون مین گلستان ہو گیا
میری دریائے سرشک چشم طوفان خیز مین | بلبلے کی شکل یہ گردون گردان ہو گیا
اوسنے جو شہرہ میری دیوانگی کا سن لیا | دامن صحرا مین ذکر قیس پنہان ہو گیا
فاتحہ پڑہنے پری پر وا آتے ہین ہر سمت سے | تختہ تربت مجھے تخت سلیمان ہو گیا
دل یہ کہا لئے اسقدر الفت مین اوس گلرو کی داغ | رفتہ رفتہ غنچہ یہ رشک گلستان ہو گیا

معرکے مین عشق کے ایسا جری ہی میرا دل — شوق سے آماجگاہِ تیرِ مژگان ہو گیا

۲۴ ۱۱

سر بسر دیوان مین لکھے وصفِ کاکل آبرو
اسلئے مجموعۂ خاطر پریشان ہو گیا

میری دلکا کوئی نالہ اگر آتش فشان ہوتا — جہان جلتا تہ و بالا زمین و آسمان ہوتا

بارِ نامہربانی ہم فدا کرتی ہین جان اپنی — خدا جانے کہ کیا ہوتا اگر تو مہربان ہوتا

ہر بت کعبہ جو ہی بات تجھمین ای بت کافر — نہین اوسکا بیان ہوتا نہین اوسکا بیان ہوتا

نہوتا سر بلند اوس سے بھی وہ برگشتہ قسمت ہون — لیسان ہوا گر سر پہ ہما کا آشیان ہوتا

یہ ستے سی بہ تنگ آیا ہون ہوتا بس اگر میرا — تو مین کونین سے ٹلتا نہ یان ہوتا نہ وان ہوتا

سفر راہِ عدم کا ہر کسیکو ناگوار ہے — نہوتا یہ تو غم سے زرد کیون برگِ خزان ہوتا

نکرتا آئینہ ہر وقت منہ دیکھے اگر باتین — تو رہتا اوسکا ہر دم روبرو تیرے کہان ہوتا

تیرا دیدار ٹھہرا حشر پر یہ بھی غنیمت ہے — غضب ہوتا اگر آنکھون سے تو وان ہی نہان ہوتا

بھلا کیا فائدہ تھا جو مین عرضِ حالِ دل کرکے — سبک ہوتا نظر مین غیر کے اونپر گران ہوتا

ہماری روبرو یون آئینہ اگر مقابل ہو — اوسی ہم دیکھتے جو منہ نہ تیرا درمیان ہوتا

۲۵ ۱۹

پتہ ملتا وہانِ تنگ کا اونکی تجھے کیونکر
نہ جب تک آبرو کونین مین تو بی نشان ہوتا

خال سے اونکا معرا رخِ زیبا دیکھا — یہ وہ قرآن ہے کہ جسمین نہین نقطہ دیکھا

ہمنے اولٹا خطِ تقدیر کا لکھا دیکھا — نامہ واپس کیا اوسنی نہ لفافا دیکھا

اسکے گردش سے جہان کو تہ و بالا دیکھا — طرفہ گردون کا یہ عالم مین ہنڈولا دیکھا

اسنے ایمانگہِ یار کا ہے کیا دیکھا — کہ زمانے کو ہمیشہ تہ و بالا دیکھا

ہمنے چشمِ بتِ خود کام کو گویا دیکھا
اک اشارے مین ہوا حل یہ معما دیکھا

آرِنی بھول گئی ہو گئی ایسے بیہوش
ہی کیا طور پہ ای حضرتِ موسیٰ دیکھا

ہمسر اوس گوہرِ دندان سے ہوا تو لیکن
آیا موتی کی بھی دانتون سے پسینا دیکھا

موجین اوٹھتی رہین اشکونکی بدولت اس سے
خشک ہمنے نہ کبھے چشم کا چشما دیکھا

دسترس بادِ صبا کا بھی ہونے دین گے
ہمنے اک بال جو اوس زلف کا بیکا دیکھا

قیسِ مجنون نے اُنا لیلے کہا شوق سے خود
دیدۂ دل مین جو پردہ نہ دوئی کا دیکھا

ای خدنگِ نگہ و ناوکِ مژگانِ صنم
تمنے دیکھا نہ مرا دل نہ کلیجا دیکھا

چاہ کہتے ہین جسے کھیل نہین حضرتِ دل
کیا نہ دیکھو گے ابھے او نہین کیا کیا دیکھا

اپنی وعدہ پہ نہ وہ ماہ دو ہفتہ آیا
چودھوین رات کو بھی ہمنے تو غُرّا دیکھا

موتیونکا ہوا اشک صاف تر آب ای دل
خندہ زن ہمنے جو اونکو لبِ دریا دیکھا

بُت جنازی کو لیئے جاتی ہین کیا تا تون ہاتھ
ہمنشین خاتمہ بالخیر ہمارا دیکھا

نیل آنکھونکا ڈھلا چھوٹ گئین نبضین تک
اپنی بیمار کو تمنے نہ مسیحا دیکھا

بول اوٹھا جوشِ محبت مین اَنا الحق منصور
تیری تصویر مین جب اپنا سا نقشا دیکھا

صدمہ ہجر کا کچھ حال نہ پوچھو صاحب
تمکو کیا اس سے غرض خیر جو دیکھا دیکھا

۲۶

سارا دن آپنی کاٹا ہی جو رُو رُو کے یونہین
آبرو کبھی تو منہ آج ہی کس کا دیکھا

۹

عاشق ترا پیوندِ زمین ہو ہی چکا تھا
زندہ رہا وعدہ پہ نہین ہو ہی چکا تھا

ہی دیر و حرم مین وہ یقین ہو ہی چکا تھا
برباد مرا ملت و دین ہو ہی چکا تھا

ملجاتا اگر بوسہ خالِ بُتِ بی دین
تو ہند مرے زیرِ نگین ہو ہی چکا تھا

یوسف کا بہا حسن ترے شہرہ سے ورنہ
مشہور عالم مین حسین ہو ہی چکا تھا

دو چار قدم اور جو تم ناز سے چلتے
تو حشر بپا زیر زمین ہو ہی چکا تھا

وحشت نے نکالا مجہے اب گھر سے وگرنہ
مین خانہ نشین مثل نگین ہو ہی چکا تھا

مفتون نہین کچہہ آج کا مین روز ازل سے
عاشق ترا ای ماہ جبین ہو ہی چکا تھا

گر ضبط نکرتا مین کبہے نالۂ دل کو
تو زیر و زبر چرخ برین ہو ہی چکا تھا

۲۷

ای آبرو کیا حاجت تعمیر حرم ہے
اس دل کی مکانین وہ مکین ہو ہی چکا تھا

۱۲

وفا کو چہوڑ دین یہ اپنی جی سے ہو نہین سکتا
جفا چہوڑی یہ اوس سرو سہی سے ہو نہین سکتا

یہ ذلت لیتی ہین عشاق ہی کچہہ تو سبب اسمین
جو ہو یون جانکر رسوا کسی سے ہو نہین سکتا

اگر لطف خدای پاک ای واعظ نہین شامل
تو پہر کچہہ بندہ پرور بندگی سے ہو نہین سکتا

نہ جانے دون کہین اونکو نہ آنی دون رقیبونکو
مگر مجبور ہون کچہہ بی بسی سے ہو نہین سکتا

اوٹہا کر آنکہ وہ دیکہین بہلا کیونکر مرے جانب
نہایت بار ہے یہ نازکی سے ہو نہین سکتا

ہوا قیس الفت لیلیٰ مین مجنون ورنہ کوئی بہی
دوانی مین سڑی اپنی خوشی سے ہو نہین سکتا

برنگ بدر روشن ماہ نو ہوتا ہے کب صاحب
جو کار منتہی ہے مبتدی سے ہو نہین سکتا

یہ دلکو توڑ جالے وہ کرے اندام کو زخمی
جو ہے کار مژہ ہرگز چہری سے ہو نہین سکتا

بناین ریش و عمامہ کرتے ہین باتین بناوٹ کی
سوا شیخی کے کچہہ بہی شیخ جی سے ہو نہین سکتا

رہا زندہ ہون جب مین الفت دندان قاتل مین
زبان پہر مجکو ہیری کی کنی سے ہو نہین سکتا

بہلا کیا فائدہ ایدل ہے بی تاثیر آہون سے
کہ کار تیر بی پیکان سری سے ہو نہین سکتا

جو ہے دلمین صفائی آئینہ مین آبرو کب ہے

داغِ دل گور میں چمکا پسِ مُردن اپنا
برجِ خورشید بنا گنبدِ مدفن اپنا

الفتِ ابروی قاتل میں گئے جانِ حزین
چاہئی کوچہ شمشیر میں مدفن اپنا

صفِ مژگان سے تری ہوگی مری تُرکی تمام
دار خالی نہ کبھی دیگے یہ پلٹن اپنا

ہوگئے ہوش و خرد ایک نگہ میں رخصت
نہ رہا برق سے محفوظ یہ خرمن اپنا

رنگِ رخ بنتا ہے گاہے گہی سینے کا اُبھار
حُسن ہر طرح دکھا جاتا ہے جوبن اپنا

عشقِ مژگان کی سبب چاک قبا کرتا ہوں
تنِ عُریاں نہ ہو کیوں صورتِ سوزن اپنا

کیا ہے دلکش ہے تری تیغِ نگہ کا ڈورا
کہ ملا جاتا ہے تارِ رگِ گردن اپنا

دیکھکر دھوپ کڑی وادیِ وحشت میں ہوا
سایہ افگن سرِ ہر خار پہ دامن اپنا

ناز سے کہتے ہیں وہ دیکھکی سینی کا اُبھار
چشمِ بد دور امنگوں پہ ہے جوبن اپنا

ہوچکا گرمیِ خورشیدِ قیامت سے خشک
تُرشِ عصیان کے سبب تر ہے جو دامن اپنا

تھی نہ چوٹی کے خبر خاک نہ کنگھی کا خیال
مہربان بھول گئے آپ لڑکپن اپنا

ہو نہ میں شعر کی کیسی ہے اگر ناہموار
کہیں رُکتا نہیں یہ طبع کا توسن اپنا

۲۹

آبرو دل میں بندھا رہتا ہے زلفوں کا خیال
دم خفا کرتے ہے رات نکو یہ اولجھن اپنا

۹

میں دیوانہ یہ سمجھا کاکلِ شبگیر کو کاٹا
جو پاؤں سے مرے حدادنے زنجیر کو کاٹا

جگر پر نیشتر ماری یادِ مژگانِ ستمگر نے
خیالِ تیغِ ابرو نے دلِ دلگیر کو کاٹا

خطِ شبگون کو کترا مصحفِ رخسار سی تمنے
غضب یہ کیا کیا والفجر کی تفسیر کو کاٹا

زبان منہ میں ہے اوس سفاک کے چلتی ہوئی قینچی
سخندانوں کی جسنے بیشتر تقریر کو کاٹا

ملی جب سے ہوس خاک پای سیم تن ہمکو — بیاض دل سے ہمنے نسخۂ اکسیر کو کاٹا

سمجھکر عنبر کا نامہ لیا اوس شوخ نے خط کو — لکھا دیکھا جو میرا نام سب تحریر کو کاٹا

مٹا سکتا ہے کوئی سرنوشت اپنی بھلا کیونکر — کہین تدبیر نے بھی ہے خطِ تقدیر کو کاٹا

عیان جوہر ہوئے تیغ زبان کی ہر سخندان پر — جو ہمنی معرکہ مین عنبر کی تقریر کو کاٹا

۳۰

بگڑ جائین نہ وہ ای آبرو خاموش ہو جاؤ
بھلا کسنی ہے اوکی آج تک تقریر کو کاٹا

۱۳

طرفہ مضمون رخ و گیسوی جانان نکلا — جلوۂ صبح وطن شام غریبان نکلا

جب مین دیوانہ پئے گشت بیابان نکلا — شہر سے ساتھ لئے مجمع طفلان نکلا

وصل کے روز بھی آرام نہ پایا ہمنے — دل سے کھٹکا نہ ترا او شب ہجران نکلا

گراو لٹ دین وہ نقاب اپنی رخ روشن سے — سبکو ہو جائی یقین مہر درخشان نکلا

قتل عشاق کو کافی ہے چھری مژگان کی — لیکے وہ ترک عبث خنجر بران نکلا

چاندنی رات کا عالم ہے مری تربت مین — داغ دل نور مین رشک مہ تابان نکلا

اشک ریزان صفت شمع تھی لاکھون دلسوز — آپکی بزم سے کیا کین ہے نالان نکلا

اوسنی ہوئی تھی جہان دست حنائی اپنی — بر لی سبزی کے وہان پنجۂ مرجان نکلا

باعث ضعف تن زار نہین کھلتا تھا — دل مین آخر کمر یار کا ارمان نکلا

اب نہین زیست کی امید ہی آ ہی تو آ — دم کوئی دم مین مرا عیسیٰ دوران نکلا

یاد گیسو مین کیا دھیان لب جانان کا — شام ہو کر مین سوئے شہر بدخشان نکلا

ہو گئی وجہ پریشانی خاطر معلوم — دل گرفتار خم گیسوی پیچان نکلا

آبرو سے نہ سبکدوش ہوئی سر دیکر

۳۱ تیغ قاتل ہے کا گردن پہ کچھ احسان نکلا ۱۱

ہے گرفتار اک جہان ہم کیا — دام الفت ہے زلف برہم کیا
وہ ہے آئیگا اونکی فقروں مین — جو نہین جانتا کہ ہی دم کیا
کھا ہی جاتا ہے دلکو گھن کیطرح — جانکا میرے روگ ہے غم کیا
بلبسے شوخی کہ نزع مین پوچھا — سچ بتاؤ نکلتا ہے دم کیا
مئی وحدت کا جسنے جام پیا — اوسکے نزدیک ساغر جم کیا
تیری بیمار چشم کا اوبت — ہو معالج مسیح مرہم کیا
جب ہے اقرار بوسی دینی کا — اسمین پہر شرط بیش و کم کیا
زلف نے تیری جنکو مارا ہے — اونپہ تاثیر کرسکے سم کیا
غم عاشق کا حال سنکی کہا — ہم سمجھتے نہین کہ ہے غم کیا
ہے جو آمادہ اشکباری پر — قصد طوفان ہے چشم پرنم کیا

۳۲ شافع المذنبین ہے اپنا نبی
حشر کا آبرو ہمین غم کیا ۱۱

بار آتا نظر نہین آتا — غم یہ جاتا نظر نہین آتا
آب دیدہ سے آتش دل کو — اب بجھاتا نظر نہین آتا
مجکو جینا فراق مین تیرے — نہین آتا نظر نہین آتا
بخت خفتہ کو میرا نالۂ دل — اب جگاتا نظر نہین آتا
ہون وہ لاغر کہ اوسکی دربانکو — گھر مین جاتا نظر نہین آتا
دہن یار باعث تنگی — نہین آتا نظر نہین آتا

ابتو اس ناتوان کا نالہ ہے
سر اوٹھاتا نظر نہین آتا

اپنی انکہون مین جز تصور یار
اب سماتا نظر نہین آتا

سقف گردون کو میرے آہ بغیر
کوئی ڈہاتا نظر نہین آتا

زندگی کے یہ غم کوئی جز مرگ
اب گہٹاتا نظر نہین آتا

٣٣

آبرو کو بجز ترے ای یار
کوئی بہاتا نظر نہین آتا

١٧

ٹہوکر سی دکہاتی ہو چلن فتنہ گری کا
اس چال سے دل بیتے ہو کبک دری کا

غمزہ ترا موجد ہے صنم فتنہ گری کا
اور ناز نے انداز اوڑایا ہے پری کا

کہل جاتے ہین سینے مین گل داغ جو اس سے
نالہ ہے کہ جہوکا ہے نسیم سحری کا

انکہین تری کہولی کا سرا نالۂ دلکش
اک تیر سے بل نکلی گا سب کج نظری کا

کہلجائی گی باریکئ فکر شعرا صاف
باندہین گی جو مضمون تری نازک کمری کا

پروردۂ آغوش جنون دل رہے یارب
سر پر مری سایہ رہے شوریدہ سری کا

مین گوہر دل بی لئی بوسی کی نہ دون گا
لپکا ہے اگر اونکو تو ہو مفت بری کا

ملتی ہے رہ عشق سے سرحد عدم سے
عنقا ہو کیون نقش قدم رہگذری کا

منظور ہے اونکو دل عاشق کا جلانا
بیوجہہ نہین شوق لباس اگری کا

قمری نہوئی طوق گلوگیر سی آزاد
پایا ہے تو کیا سرو نے پہل بی ثمری کا

مقبول دربار یہ ہوتی نہین ہرگز
ہے اپنی دعائین بہی اثر بی اثری کا

تاثیر ہے پیری مین فزون نالۂ دل کی
ہوتا ہے اثر جلد دعائی سحری کا

اوس شوخ کے باتونپہ نہ بہول ای دل نادان
عاقل ہے تو قائل نہو کہوٹی کے کہری کا

اوس شوخ کے بالو سپنہ نہ بہول ای دلِ نادان — عاقل ہے تو قائل نہو کہوٹے کے کھری کا
بیو جھر چٹکتا نہین گلزار مین غنچہ — دم بہرتا ہے شاید کہ نسیمِ سحری کا
ای دل نہ اولجھ زلف پریزاد سے ہرگز — دیوانے یہ سودا ہے بڑی دردِ سری کا
ای دیدۂ دیدار طلب کیون نہو شاباش — قائل ہر اک اختر ہے تری منتظری کا

۳۲

ہر جائی سے ای آبرو دلکو نہ لگاؤ
دیتا ہے بہت رنج تعشق سفری کا

۱۴

لبریز مئی عشق ہے پیمانہ ہمارا — ہر ایک سخن کیون نہو مستانہ ہمارا
دل کرلیتے ہین حسنِ رخِ احمدؐ پہ تصدق — اس جنس کے قابل نہین بیعانہ ہمارا
یارب دلِ صد چاک اوسی مین رہی اولجھا — گیسوئی محمدؐ مین ہو یہ شانہ ہمارا
ہو عشقِ نبی دور ہو اصنام کی الفت — مسجد ہو الٰہی کہین بتخانہ ہمارا
چشمانِ نبی کی ہے جگہ شیشۂ دل مین — حورون کے عمل مین ہے پریخانہ ہمارا
سو جان سے قربان ہے زلفون پہ نبی کی — پریون پہ ہے شیدا دلِ دیوانہ ہمارا
ہے پیشِ نظر ابروی خمدارِ محمدؐ — ہے سمتِ حرم سجدۂ شکرانہ ہمارا
رخسارِ پُر انوار پہ آئی ہے طبیعت — ہے صاحبِ اسلام سے یارانہ ہمارا
تر دیکھکے کہتے ہین مژہ مردمِ دیدہ — چھڑکا ہوا رہتا ہے یہ خسخانہ ہمارا
پھر رخِ احمدؐ نے جگہ قلب مین کی ہے — اب برجِ قمر بن گیا کاشانہ ہمارا
اوس چشمِ سیہ مست کو دیکھیگا نہ جبتک — ہشیار نہوگا دلِ دیوانہ ہمارا
تشریف وہ لائین گی کبھی خانۂ دل مین — آباد کبھی ہوگا یہ ویرانہ ہمارا
مرغِ دلِ حاسد بھی پھڑک جاتا ہی سنکر — کم اوسکو چھری سے نہین افسانہ ہمارا

٣٥ مستی مئ عشق ٹپکتی ہے سراسر
ہے طرز سخن آبرو رندانہ ھمارا ١١

ہے مرے دل مین خیالِ رخِ زیبا تیرا
اوتر آیا ہے اس آئینہ مین نقشا تیرا

یہ گران مال ملا ہے مجھے سستی مولون
یعنی سر دیکی لیا مفت ہے سودا تیرا

ہے نبوت تری ای شاہ محیط عالم
لہر مین لیتا ہے کرامات کا دریا تیرا

دہن پاک کے ہونگے نہ کبہی وصف رقم
حل کبھی فکر سے ہوگا نہ معمّا تیرا

مست ہو جاتے ہین نکیون دیکھکے اللہ والے
کم نہین نشۂ صہبا سے نظارا تیرا

مردے جی اوٹہتے ہین اکدم مین ترا سنکے کلام
لب جان بخش ہے گویا کہ مسیحا تیرا

عرش پر قامت موزون کا کرین ذکر ملک
بول بالا رہے تا عالم بالا تیرا

دیکھکر حضرت موسے کو نکیون غش آئی
حسن ہے نام خدا رشک تجلا تیرا

نگہ لطف و کرم کچھہ تو ادہر بھی ہو جائے
مجکو کافی ہے فقط ایک اشارا تیرا

٣٦ خواب مین شب کو ہوا آپکا دیدار نصیب
آبرو جاگ اوٹھا آج نصیبا تیرا ١٥

کس منہ سے کرون وصف بیان شانِ عرب کا
دارا سی سوا رتبہ ہے دربانِ عرب کا

کم روپ نہین خلد سے بستانِ عرب کا
طوبیٰ ہے ہر اک نخل بیابانِ عرب کا

روشن ہے قمر سے بھی مری طالع کا اختر
ذرہ ہون مین خورشیدِ درخشانِ عرب کا

رکھتا نہین وہ شاہی دارین سے مطلب
بندہ دل و جان سے ہے جو سلطانِ عرب کا

پڑہتا لب شیرین نبی کا ہون مین کلمہ
گویا کہ ہون طوطی شکرستانِ عرب کا

وہ فرش زمین عرش برین سے بہی ہے اعلے
ذرہ ہے فزون مہر سے میدانِ عرب کا

ہی سایۂ یثرب کا فلک کہتی ہین جسکو
خورشید بھی اک قبہ ہے ایوان عرب کا

کیونکر نہون یہ شمس و قمر تابع فرمان
ہی اوج پہ اختر مہ تابان عرب کے

جب تیغ شجاعت کی کھلی آپکی جوھر
فق رنگ ہوا ڈر سے شجاعان عرب کا

اوس کان ملاحت کی صفت کرتی ہی ہر دم
پہ چہکتے یہ زبان بھی ہے نمک خوان عرب کا

تابع متکبر ہون سر سے کیون نہ عجم کے
مین تابع فرمان ہون سلیمان عرب کا

اصحاب پیمبر ہین رہ شرع کی ہادی
قائل نہون کیون بو ذر و سلمان عرب کا

وہ بات نہین طائر سدرہ کو بھی حاصل
جو مرتبہ ہے مرغ خوش الحان عرب کا

اب ذی لعین سے نہین کچھہ دغدغہ مجکو
ہی ورد زبان نام سلیمان عرب کا

آئی ہوئی آفت مرے سر سے ٹل جاتی ہی
کیا واسطہ ہے شاہ شہیدان عرب کا

وہ شان خدائی دو جہان اور مین ناچیز
کیا وصف ہو مجھسے شہ ذی شان عرب کا

۳۷

پھر آبرو قرآن کی تلاوت کا ہوا شوق
پھر آیا تصور رخ جانان عرب کا

۱۴

مسلک دین نبی پر جسے چلتے دیکھا
پاؤن اوس کا نہ کبھی ہمنی پھسلتے دیکھا

ہمنے بستان مدینہ مین برب کعبہ
نخل امید ہر اک شخص کا پھلتے دیکھا

راستہ اپنا دبی پاؤن لیا فتنون نے
ذکر رفتار محمدؐ کو جو چلتے دیکھا

گردش چرخ نے گو سیکڑون جا لین بدلین
در دولت سے نہ عشاق کو ٹلتے دیکھا

کلمہ گو ہوگئی تربت مین نکیرین مرے
نام احمدؐ کو زبان سی جو نکلتے دیکھا

چشم میگون محمدؐ کی تصور مین مدام
چشم سے چشمۂ رحمت کو ابلتی دیکھا

روضۂ پاک مین یہ کچھہ ہی صفائی بخدا
کہ وہان پائی نظر ہمنے پھسلتے دیکھا

بزم میلاد محمدؐ مین فرشتونکو بھے
پاس آداب سے زانو نہ بدلتے دیکھا

داغ عشق رخ احمدؐ مین ہے کیا یکرنگی
کبھی اس گل کو نہ بو باس بدلتے دیکھا

اوسکا شاہان عجم مان گئی سب لوہا
میان سے تیغ عرب کو جو نکلتے دیکھا

حال بیتابی دل اپنا تو کھلا حضرت پر
دلکو تھامون مرے پہلو مین اوچھلتے دیکھا

وادی یثرب و بطحا مین ادب کے جاتھے
کہ بیابان برہنہ پا خضر کو چلتے دیکھا

کیا سینہ تخت سے ہو بیبرو دین مبین
زاغ کو ہنس کی رفتار نہ چلتے دیکھا

۳۸

آبرو دونو جہان مین بخدای دو جہان
ہمنے بے عشق نبی کام نہ چلتے دیکھا

۹

یا نبی جسنے کہ دیدار تمہارا دیکھا
اوسنے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا

ذات خالق ہے جو بے مثل تو تم بے ہمتا
ہمنے اوسا نہ سنا کوئے نہ تمسا دیکھا

شیفتہ ہوگئی جبریل امین سو جان سے
قامت پاک کو جب ہمسر طوبےٰ دیکھا

کاش وہ دن ہمین روزی ہو کہ یثرب سے یہان
لوٹ کر آئین تو سب پوچھین کہ کیا کیا دیکھا

سیر فردوس کی دل مین نرہی اوسکی ہوس
جیتے جی جسنے کہ گلزار مدینا دیکھا

ماہ و خورشید کو اوس بادشہ عالم کی
آستانے پہ سدا ناصیہ فرسا دیکھا

سینۂ پاک کو آئینہ سی دین کیا تشبیہ
موج زن اسمین سدا نور کا دریا دیکھا

پائی بیمار نے صحت مرض عصیان سے
اک نظر تمکو جو ای فخر مسیحا دیکھا

۳۹

آبرو بتکدہ و کعبہ پہ کیا ہے موقوف
ہمنے ہر شی مین اوسی نور کا جلوا دیکھا

۸

جو دم بھرتی ہین دل سے شافع محشر کی قامت کا —
نہین ہے دغدغہ اونکو ذرا روز قیامت کا

لکھون جب وصف رفتار براق سید عالم
نکھر جائی نکلیون پھر رنگ شوخی طبیعت کا

محبت آپکی یون زنگ کفر و شرک کھوتی ہے
اوڑا دیتی ہے صیقل جسطرح خاکا کدورت کا

حبیب حق ہین جو چاہین گی خالق سی وہی ہوگا
اونہین مشکل نہین کچھہ بخشوانا اپنے امت کا

تصدق مین سر اقدس کی یہ رفعت ہوئی حاصل
کہ گوشہ لامکان سے ملگیا تاج شفاعت کا

زمانے مین رہیگا حشر تک یا مصطفے چرچا
تمھاری خلق کا الطاف کا مہر و مروت کا

بہت مدت سے ہون مین جلوہ دیدار کا طالب
دکھادی یا خدا مجکو جمال پاک حضرت کا

۴۰

مسلمانون سے کوئی جا نہین اب آبرو خالی
عرب سے تا عجم پھیلا ہوا ہے دین حضرت کا

۱۵

ردیف بای موحدہ

تاب الم نہ طاقت ضبط فغان ہے اب
یہ ضعف کا ہے زور کہ نوبت بجان ہے اب

بوجھہ بی سبب نہین آتے کسی کی یاد
شاید وہ مجھپہ پہلے سے کچھہ مہربان ہے اب

سب روز حشر آئین گی یکسان وہان نظر
کوئی قوی ہے کوئی یہان ناتوان ہے اب

دولت سرائے یار مین ہی کٹھی جائینگے
غماز ہے کوئی نہ کوئی پاسبان ہے اب

ہاتھون سے اپنے مشفق من دلکو تھام لو
وقت بیان صدمہ درد نہان ہے اب

دو نوجہان سے ایک نظارہ مین کھو گیا
ایدل وہ تاب و طاقت و تسکین کہان ہے اب

وہ کجروی کہان ہے کدھر ہے وہ سرکشی
چکر مین دود آہ سے کیون آسمان ہے اب

بھاگے نہ لیکے سوئی عدم خوف ہی مجھے
چمکا ہوا سا توسن عمر روان ہے اب

پہلے ہی سی ہی رشک رقیبونکا جاگزین
ای یاد یار دل مین ٹھکانہ کہان ہے اب

یان غمسے قد جھکا وہان ابرو کا بل گیا
ٹیڑھا ہوا جو تیر تو سیدھی کمان ہے اب

ہاں میں گلی میں ڈالکی سوتی تھی میرے ساتھ
کیونکر بھی وہ لطف مجھے صحبت کہاں ہے اب

جس پر کہ فخر و ناز تھا اے جانِ جاں تمہیں
وہ حسن وہ شباب وہ جوبن کہاں ہے اب

یاں جا بجا کیونکہ یہ اونہیں ہے خیال کر
اے مرگ المدد کہ دمِ امتحاں ہے اب

کشتگانِ راہِ محبت کی خاک ہے
دریا و دشت میں جو یہ ریگِ رواں ہے اب

۴۱ عزت کا آبرو کی نگہبان ہے خدا ۵
خنجر بکف ہے یار دمِ امتحاں ہے اب

گرچہ شبِ برات ہے عیش و طرب کی شب
لیکن شبِ فراق ہے ظالم غضب کی شب

اندھیرے کے سوا نہیں دیکھا جہان میں کچھ
گویا بسم اس سرا میں رہی آکی شب کی شب

ہمدم نہ پوچھ کچھ شبِ ہجر انکا مجھ سے حال
آفت کی شب ہے قہر کی شب ہے غضب کی شب

ہے سر پہ مانگ اوس بتِ کافر کی زیبِ زلف
وہ شام کی ہے صبح تو یہ ہے حلب کی شب

۴۲ ہو جلد وصل یار کا اے آبرو نصیب ۷
گزری مری بھی جیسے گزرتی ہے سب کی شب

آئی ہے یاد چشمِ فسونگر تمام شب
رکھتا ہوں اپنے سامنے ساغر تمام شب

مرغوب ہے جو الفت مژگانِ فتنہ گر
پہلو میں اپنی رکھتا ہوں خنجر تمام شب

سولی دیا نہ تیری جدائی ایک پل
کاٹی تڑپ تڑپ کے ہے دلبر تمام شب

اے دل خیالِ گیسو و رخسار یار میں
آئینہ ساں میں رہتا ہوں ششدر تمام شب

افشاں چنی جبیں پہ جب اوس رشکِ ماہ نے
جھپکائی ہیں دیدۂ اختر تمام شب

آئی کا مشک خاک ہمارے خیال میں
سونگھے ہے اونکی زلفِ معنبر تمام شب

ہوں دنگ شکلِ آئینہ کیونکر نہ آبرو
وصلت میں بھی رہی وہ مکدر تمام شب

۴۳ ردیف بای فارسی ۱۹

مشتاق ہون جمالِ منوّر دکھائین آپ
یہ لَن ترانیِ اور کسیکو سنائین آپ

عالم خرامِ نازکا اپنی دکھائین آپ
ٹھوکر سی خفتگانِ عدم کو جگائین آپ

مِسّی لگاکی ہونٹونپہ بیڑہ چبائین آپ
گل کو ہنسائین تختۂ سوسن کھلائین آپ

دل لیکی کیا کیا ہے ہمارا بتائین آپ
یون ٹیڑہی ہو کی ہمکو نہ سیدہے سنائین آپ

پی پی کی پائینگی دُعائین دہانِ زخم
گر پیاس آبِ تیغ سی انکی بجھائین آپ

صرفہ نگاہِ ناز سی گو ہے حضور کو
پر دلپہ ایک تیر تو میری لگائین آپ

مطلب کے میری سنکی وہ کہتی ہین ناز سی
بس بس زیادہ مجھسی نہ باتین بنائین آپ

نکلو گی غیب کو بہیس بدل کر تو ہوگا کیا
ظاہر کرین گی تمکو تمہاری ادائین آپ

ہنستی ہو میری گریہ و زاری پہ اسقدر
معلوم ہو جو ناز کسیکے اوٹھائین آپ

ہوتا ہون یادِ مصحفِ عارض مین جان بحق
یسین ابتو بھر ہمیر سنائین آپ

تیرِ نگاہِ ناز سی مین مر ہی جاؤنگا
ہی فیصلہ اسی پہ نہ خنجر دکھائین آپ

بادل گھرا ہی چار طرف پڑتی ہی پہار
ای برق وش ہمین کوئی ساون سنائین آپ

مین ابتو یادِ ابروئی پُرخم مین مر گیا
گہی کی چراغ طاقِ حرم مین جلائین آپ

ای جذبِ دل اثر ہی نہین تجہہ مین خاک بھی
ورنہ وہ بن بلائی مرہی پاس آئین آپ

اُلفت ہوگی غیر سی ہان ہان ہوا کرین
مین ہین نہ میری روبرو قرآن اوٹھائین آپ

مجھسے شبِ وصال وہ یہ کہکے سورہے
میرا ہی حلوا کہائین جو مجکو جگائین آپ

مینی لیا جو بوسۂ لب دل نی یون کہا
کیا خوب ہم تو پیٹر گنین آم کہائین آپ

یسین دلو مین اُٹھتی ہین جاتی ہین جانسی
یتہ عاشقو نکو نہ دین بد دعائین آپ

زلفوں نے اونکی ربط بڑہاتے ہو آبرو
کیون اپنے سر پہ لاتی ہو تم یہ بلائین آپ

ہوگیا ایسا مریض غم ترا ایکبار چپ
بیٹھی ہین چپ ہمنشین پاس اوسکی اور غمخوار چپ

ہی دہن تنگ اسقدر اوسکا نہین جائے سخن
کچھ غرور حسن کی باعث نہین وہ یار چپ

کہینچ چکا نقشہ دہن کا مانی و بہزاد سے
تک رہی ہین وحشیونکی طرح روئے یار چپ

فضل خالق سے وہ بت ہر دم ہے مجھسے ہمکلام
بات بن پڑتی نہین پھرتی ہین سب اغیار چپ

گفتگو حد سے زیادہ کہوتی ہے انسان کی قدر
آبرو یہ یاد رکھ رہتی ہین سب ہشیار چپ

ردیف تای فوقانی

کاٹی جب غیر نے تمہارے بات
ہوگئی ہمکو زخم کارے بات

اب کہان وہ رہی تمہاری بات
پیش آئی اجی ہمارے بات

کبھی اقرار ہے کبھی انکار
کوئی پوری نہین تمہاری بات

دم مین دس بیس کو پھنسا لینا
ایک ادا لینے سے ہے تمہاری بات

حضرت دل اگر وہ روٹھ گئے
خاک ہو جائے گی تمہاری بات

کسکے عزت کمان کی مہر و وفا
زر کی اے سیم تن ہے ساری بات

بولی وہ سنکی حال دل میرا
سب غلط ہے اجی تمہاری بات

سنکی وہ ہنستی ہنستی لوٹ گئے
تھی نگر گدگدی ہماری بات

روز اوڑاتی ہو مجھکو فقرو نمین
اے پری یہ دہی کیا تمہاری بات

بیٹھی ہین وہ جگر پہ ہاتھ دھری
پر اثر کیا ہے تھی ہماری بات

ایک بھی بات بن نہین پڑتے
ایسی بگڑی ہے کچھہ ہماری بات

دل کی گردن سے تیغ قاتل نے
کیا ہے سر سے مری اوتاری بات

دہن ولب پہ جان جاتے ہے
اسلیئے سنتی ہین تمہاری بات

شبکو آنا اگر نہ تھا منظور
کیون زبان دیکی تمنی ھماری بات

ہونہو کچھہ تو پانے مرتا ہے
پی گیئے سنکے وہ ہماری بات

ہوگئی صبح دل کی دلمین رہے
کہنے پائے نہ اونسے ساری بات

بوسہ مانگا تو بولے پہیرکے منہ
چڑہی ہمکو یہے تمہاری بات

قبر پر گر نہ آؤگے پس مرگ
خاک ہوجائیگی ہماری بات

خط سے گرمی رخ ہوی کافور
ٹھنڈی اب پڑگئی تمہاری بات

وہ شب وصل ہوگئے ناراض
بن کی بگڑی ہے کیا ہماری بات

رام اوس بت کو کرلیا دم مین
رکھی اللہ نے ہماری بات

کسلئے منہ تہو تہائے بیٹھے ہو
کسنے مانی نہین تمہاری بات

وصف دندان یار خوب لکھے
آبرو رکھی تمہاری بات

خوب ہمنے یہ آزمالے بات
ہو کی رہتی ہے ہونے والی بات

بوسہ مانگا تو ترشرو ہوکر
کیا کٹھالے مین اوسنے ڈالی بات

بات جالی جو ہجر مین سہتے
موت نے آکی کیا سنبھالی بات

بات کب ہم کسیکی سنتے تھے
عشق مین اب ہوئی ہے گالی بات

ہر سخن ہے تمہارا ذو معنے
بات مین تمنی اک نکالی بات

غمزہ ہے بات بات مین اوسکے — سب سی کرتا ہے وہ نرالی بات

۴۸ — ۱۱

ہر سخن اوسکا پُر معانی ہے
آبرو کی نہین ہے خالی بات

جاگا جو ساتھہ غیر کی دلبر تمام رات — سوتی تھی میری بخت مُقرر تمام رات
گروا رہے وہ زلف معنبر تمام رات — شبتو کیطرح سے ہو معطر تمام رات
یارب گزارین ہجر کی کیونکر تمام رات — ہو جائین ہم تمام نہو گر تمام رات
روتا ہون مین جو یاد مین اوس چشم مست کے — آنکھین مجھے دکھالی ہین اختر تمام رات
دیکھا کیا مین خواب مین ابروی یار کو — اپنا گلو رہا تہ خنجر تمام رات
ہے چشم سرگین تری یا رخ کی نور سی — آنکھون مین آگئے ہے ستمگر تمام رات
سویا وہ ساتھہ غیر کے تو جاگتی رہی — ہم اور بخت غیر مقرر تمام رات
رہتا ہے شغل شور و فغان یاد زلف مین — سر پر اوٹھائی رہتا ہون گھر تمام رات
شبکو وہ مہروش جو یہان جلوہ گر رہا — دن میری گھر تھا اور تھی باہر تمام رات
ہجر صنم مین شبکو جھپکتی نہین ہے آنکھہ — پڑتی یو نہین ہین نیند پہ پتھر تمام رات

۴۹ — ۱۱

ہردم خیال عارض و گیسوی یار ہے
ہی شغل آبرو یہی دن بھر تمام رات

آئی نہ آپ راہ دکھائی تمام رات — یان منتظر کو نیند نہ آئی تمام رات
دل نی اوٹھائی رنج جدائی تمام رات — پر حیف ہے کہ موت نہ آئی تمام رات
افشان تری جبین کی جو یاد آئی زہرہ وش — تارون سے ہمنے آنکھہ لڑائی تمام رات
یاد آگیا کسیکا اوترنا جو بام سی — کی فوج غم نی دلپہ چڑھائی تمام رات

کیونکر نصیب اوسکو ہو سلو کہ جو رہے
محوِ خیالِ رنگِ طلائی تمام رات

کو مبتلا بلا مین ہوے عاشقونکے دل
تمنے تو اپنے زلف بنائے تمام رات

انکھین دکھائین مجھکو کبھے زلف پر شکن
کرتی رہی وہ ہوشربائی تمام رات

اک پل بھی نیند آئے نہ انکھون مین نام کو
نالون نے دل کے دھوم مچائی تمام رات

ہم دن کو محوِ یادِ رخِ مہ جبین رہے
کاکل کی یاد مین نہ کل آئی تمام رات

شبکو نہ آئی آپ جو ای غیرتِ مسیح
چہرے پہ مردنی رہی چھائی تمام رات

۵۰ — ۷

کیفیتِ فراق کہون کیا مین آبرو
آرام دل کو نیند نہ آئی تمام رات

کھبگئے انکھون مین کس حور لقا کی صورت
کہ پری بھی نظر آتی ہے بلا کی صورت

جسنے دیکھے نہین یان شکلِ بتان ای زاہد
خاک وہ حشر مین دیکھیگا خدا کی صورت

مرکے ملجائین گی اوس جانِ جہان سے ایدل
ہمین کیا غم جو یہ مٹجائیگی خاکی صورت

تیغ نازِ بتِ سفاک سے ہو جائین شہید
کبھی آئی ہے نظر ہمکو بقا کی صورت

دیکھا بیمارِ محبت کو تو عیسے نے کہا
نہین جز شربتِ وصل اسکے دوا کی صورت

تیری بیمارِ لب و چشم کا کیا حال کہون
نہ تو ہے موت کی شکل اور نہ شفا کی صورت

۵۱ — ۷

آبرو واہ کا منہ ہی کہ ہوا اوس سے ہمسر
مہر تک جسکے نہین ہے کفِ پا کی صورت

کہان ہے ماہ کو روئے جناب سے نسبت
نہین ہے ذرہ کو کچھ آفتاب سے نسبت

تمہاری رخ کو جو ہی آفتاب سے نسبت
تو ہی نقاب کو بیشک سحاب سے نسبت

بھروسا دم کا نہین ہمکو بحرِ ہستی مین
کہ عمر رکھتی ہے اپنی حباب سے نسبت

دم مقابلہ کیونکر نہ پانی پانی ہے ہو — کہاں ہے ابر کو چشم پر آب سے نسبت
مقابل اونکی کف پاسی جبکہ بدر نہیں — تو بیر ہلال کو ہی کیا رکاب سے نسبت
سمائی دلمین نکیونکر می محبت یار — ہماری شیشہ کو ہے آفتاب سے نسبت

ڈبویا آبرو الفت نی شعلہ رو یونکی
بجاہی ہوا اگر آتش کو آب سے نسبت

۵۲ ردیف ثای مثلثہ ۹

کیون ہو تم مجھ سے خفا کیا باعث — کیا سبب کیا ہے خطا کیا باعث
آتش رخ سے تری جلتا ہے — طائر رنگ حنا کیا باعث
ناز کی چال چلا کون ای دل — ہو گیا حشر بپا کیا باعث
بن گئے دشمن جان عاشق — ناز و انداز و ادا کیا باعث
پہر لی ہے کسکی ہوا خواہ سے مین — ہی جو برباد صبا کیا باعث
بل کی لیتی ہے دل عاشق سے — آپکی زلف دوتا کیا باعث
بنت لی دین لے پس مرگ مری — سوگ میرا جو رکھا کیا باعث
دل مرا کاکل پیچان نے تری — کیون گرفتار کیا کیا باعث

آبرو دلبہ کسی ابرو نے
کام سیفی کا کیا کیا باعث

۵۳ در بیان میلاد ۱۶

پڑتا دم تحریر جو حرف یمن ہے دم آج — گفتار مسیحا ہی کہ رفتار قلم آج
ہی جوش می حسن شہنشاہ امم آج — کم جام سفالین سی نہی ساغر جم آج

خوش ہو کی سنا لی ہین ملک مژدہ میلاد ‏— دیتی ہین مبارک کہ خوشی اہل حرم آج
پیہم در و دیوار سی آتی ہین صدائین ‏— خوش ہو کہ ہی میلاد شہنشاہ امم آج
وہ بارہ کسری کی گری کنگری چودہ ‏— وہ سر ہوا اصنام کا خم سوی قدم آج
پیدا وہ ہوا صاحب صمصام کہ جس سے ‏— تہرا گئی اہل عرب و اہل عجم آج
جبریل فلک سے وہ پئے تہنیت آئے ‏— وہ ہو گیا کعبہ پہ نصب سبز علم آج
ابلیس پہاڑ دن مین چھپا خوف سے جاکر ‏— زور اوسکا ہوا قدرت اللہ سے کم آج
ہے نور سی معمور ہر اک خانہ تاریک ‏— ہر ایک ہوا مورد الطاف و کرم آج
جوبن پہ ہر اک گل ہی امنگون پہ ہی سبزہ ‏— ہر سمت سی مستانہ اوٹھا ابر کرم آج
آتی تہی ہر اک سمت سے آواز خوشی کی ‏— گم صفحہ دنیا سی ہوا نام الم آج
ابروی محمد کی مین اوصاف ہون لکہتا ‏— کرتا ہون قلم سی سر کفار قلم آج
اوس پہول سی رخسار کا اسمین ہے تصور ‏— ہی خانہ دل غیرت گلزار ارم آج
مضمون کمر ایکا ترکیب سے باندہا ‏— دیکہہ آئی ہین حکمت سے ہم اقلیم عدم آج
طی سر سے کریگا یہ رہ نعت نبی کو ‏— ٹہری کا کسی جا پہ نہ رہوار قلم آج

۵۴ — وہ صل علی میری ہر اک شعر پہ کہتا
ای آبرو ہوتا اگر حسان عجم آج — ۱۵

جو پوچہتی ہو مجہسے گنہگار کا مزاج ‏— بدلا ہوا ہی آج تو سرکار کا مزاج
نازک ہوا ہے ابتو یہ مجہہ زار کا مزاج ‏— اوٹہتا نہین ہے اوس بت عیار کا مزاج
سودائیون سے اپنی بہی لیتی ہی بل کی یہ ‏— بلبی تمہاری کاکل خمدار کا مزاج
درد و فغان و حسرت و آہ و غم و بکا ‏— ہم سی ملا ہی اب نہین دو چار کا مزاج

خاطر مین لائی کب وہ مہ و مہر کو بھلا
ہی چرخ ہفتمین یہ مہر ہی یار کا مزاج

پرسش عبث ہے زلف کی سودائی کی کہین
کوئی بھی پوچھتا ہے سیہ کار کا مزاج

اک پل مین ہمنی دیدۂ تر سے گھٹا دیا
تھا کیا ہوا یہ ابر گہر بار کا مزاج

لاتی نہین خیال مین یہ طول روز حشر
ہے کس بلا کا میرے شب تار کا مزاج

اس جستجو مین صورت عنقا ہے عقل گم
پایا نہ مینی آج تک اوس یار کا مزاج

ایسا ہی چشم یار ہے مجھ زار کی طرف
بیمار پوچھتا ہے یہ بیمار کا مزاج

ہے سر بسر یہ قاتل عشاق دلفگار
کتنا ہے تیز ابروی خونخوار کا مزاج

خالی نہین ہے رشتہ سے تسبیح کوئی بھی
زاہد ہے ایک سبحہ و زنار کا مزاج

ہے جیسی روح ویسی فرشتی ہین آگی
صاحب نکیون پسند ہو اغیار کا مزاج

اوس غنچہ لب کو دیکھی تو گلہای باغ سی
بیزار ابھی ہو بلبل گلزار کا مزاج

شٹری یہ چال چلتا ہی ای آبرو مدام
بگڑا ہی کیا ہی چرخ جفاکار کا مزاج

ردیف حائی حطی

تیر مژگان سے اوڑایا دل نشانی کی طرح
خوب کی ایجاد مینی آزمانے کی طرح

یاد خال جھروش مین جا بسی مین تنگ ہون
پیس ڈالی اسیای چرخ دانی کی طرح

درد دل سنی سے ہوتا ہے اگر برہم مزاج
قصۂ الفت ہے گوسن لو فسانی کی طرح

کیون نہ کھلجائین دل صد چاک کی اپنی نصیب
کوچۂ گیسو مین جا نکلی جو شانی کی طرح

واعظو کچھ ڈر نہین خورشید محشر کا ہمین
ظلمت عصیان ہے سر پر شامیانی کی طرح

روح گھبرا کر یہ کہتی ہے فراق یار مین
کالبد بار ہے مجھکو قید خانی کی طرح

تمنا دنیا مین کوئی ہی اور بھی ناوک فگن | دلکو پہلو مین اوڑا لی ہو نشانی کی طرح
دیکھتے ہو مجھکو جب بنجاتی ہو غصی ہی آگ | آپنی آچھی نکالی ہی جلالی کی طرح
کام آجائینگی اکدن ای بتو گو ہین غریب | آنکھ کیون ہمسی بدلتی ہو زمانی کی طرح
دیکھکر دیج اوسکی مٹجاتی ہین ملین حسین | سیکھی ہی اوس شوخ نی کیا ہی مٹانی کی طرح
بلبلو پہولو نہ اتنا چند روزہ ہی بہار | باغ مین کیون ڈالتی ہو آشیانی کی طرح

٥٦

شکل بیمارونکی جو تمنی بنائی آبرو
ہی بھی اوس رشک مسیحی کی بلاکی طرح

٧

وصل کی شب شام سے آتی ہے صبح | ہجر کی شب مین کہان جاتی ہے صبح
چاک کرتا ہون گریبان شکل گل | جب طبیعت میری گبھراتی ہے صبح
رنج دیتی ہے یہ وصل و ہجر مین | روز ہمپر اک غضب ڈہاتی ہی صبح
دنکو روز و کر کیا کرتا ہون شام | شام سی رورد کی ہو جاتی ہی صبح
وہ نہین سنتا تری ای عندلیب | گل کی آگر کان کیون کہاتی ہی صبح
جب یہان آتا ہی وہ خورشید رو | شام کی بھی صاف بنجاتی ہی صبح

٥٧

آبرو یونہین بسر ہوتی ہی عمر
گاہ شام آتی ہی گہ آتی ہی صبح

٥

ردیف خای معجمہ

اوس گل کا جو دیکھا ہی کبھی پیرہن سرخ | ہی رشک سے پہنی ہوئی لالہ کفن سرخ
کب زخم نمایان ہین تری تیغ کی تن پر | اوترک یہ پہولا ہے خزان مین چمن سرخ
ہو رشک سے دل خون عقیق یمنی کا | سن پائی اگر یار کا وصف دہن سرخ

پھولی ہے شفق چرخ پہ اے جان جہان آج — تم بھی تو دکھا دو اسے اپنا بدن سرخ

٥٨ — ٦

اے آبرو یہ جائیں ہے پھر خون کے دریا
پہنے ہو کوئی آج میں پھر پیرہن سرخ

وہاں ہے نشۂ می سے جو چشم جانان سرخ — تو خون روئی سی میری بھی انکھ ہے یان سرخ

ہوا ہے خون کسی بیگنہ کا دامن گیر — نہیں سجاف ہے قاتل کی گرد دامان سرخ

یہ کسکے اشکوں سے بہتے ہیں خون کے دریا — کیا ہے کسنی لہو رو کی رنگ مرجان سرخ

نکلیو نکر اپنہ گمان نیلم و عقیق کا ہو — مسی ہے او دہی ہین لب رنگ پان سی دندان سرخ

شہید ہو کی دو عالم میں سرخرو ہو جاؤں — میرے لہو سی جو ہو اونکی تیغ بران سرخ

٥٩ — ٧

نہ ہوگا ماہ کبھی اوسپہ آبرو سرسبز
کہ زرد رو ہے وہ اور رنگ روی جانان سرخ

کون کہتا ہے کہ خورشید سی ہمتا ہی وہ رخ — نہ کبھی سایہ دیسی رخ کا ہے ایسا وہ رخ

دیکھے آئینہ میں اسطرح سمایا ہے وہ رخ — مردم چشم کی جا انکھوں میں پہرتا ہی وہ رخ

مجھسے کیا پوچھتے ہو تم ہین کہ کیسا ہی وہ رخ — صاف تو یہ ہے مہ و مہر سے اچھا ہی وہ رخ

مہر ہے ماہ ہے یا برق ہے یا شعلہ ہے — شمع ہی گل ہے دل زار بتا کیا ہی وہ رخ

رخ روشن سے جدا ہوتی نہیں زلف سیہ — زلف زنجیر ہے فدا زلف پہ شیدا ہی وہ رخ

کیا صفائی رخ محبوب بیان ہو جسنے — دید کو اپنے خود آئینہ بنایا ہے وہ رخ

٦٠ — ٩

آبرو اوسکے صفت حد بیان سے ہے فزون
اوسکا دل جانتا ہے جسنے کہ دیکھا ہی وہ رخ

ردیف دال مہملہ

مسجودِ قضا ابروی خمدارِ محمدؐ — مقصودِ قدر طرّۂ طرّارِ محمدؐ

ہون روزِ ازل سی مین طلبگارِ محمدؐ — یارب ہو میسّر مجھے دیدارِ محمدؐ

کچھہ مجھکو ہوس ظلِّ ہما کی نہین ای دل — کافی ہے مجھے سایۂ دیوارِ محمدؐ

انسان ہی کیا جن و پری حور و ملائک — ہین عرش سی تا فرش طلبگارِ محمدؐ

کچھہ حرص نہین خلدِ برین کی مجھے واللہ — یہ سر ہو مرا اور ہو دیوارِ محمدؐ

کیا مجھہ پہ ہے موقوف ہر اک جن و ملک سے — سو جان سے وارفتہ رفتارِ محمدؐ

کب او سکے ہے شفا حضرتِ عیسیٰ سے ممکن — جسکا دل بیمار ہے بیمارِ محمدؐ

سودائے نہین حضرتِ یوسف کا عزیزو — ہون نقدِ دل و جان سے خریدارِ محمدؐ

٦١

ای ابرو کیون جاؤن کسی اور کی در پر — کافی ہی مرے واسطی سرکارِ محمدؐ

٧

یہ اک ادنیٰ سی ہے شانِ محمدؐ — کہ ہی فردوس ایوانِ محمدؐ

مہکتا ہی لباسِ جسم جس سے — ہی وہ خوشبوئی دامانِ محمدؐ

درود اوسپر فرشتی بھیجتی ہین — جو ایدل ہے ثناخوانِ محمدؐ

بشر کیا اوسکا رتبہ جانتا ہی — سمجھتا ہے خدا شانِ محمدؐ

الٰہی نزع مین لائین وہ تشریف — مین جو دیکھون مرتی دم آنِ محمدؐ

جنھین ہے آل اور اصحاب سے عشق — بلاشک ہین وہ خاصانِ محمدؐ

٦٢

خجل ہین ابرو جس سے مہ و مہر — وہ ہی پر نورِ ایوانِ محمدؐ

١٠

ردیف ذال معجمہ

شوق ہوا پرتو رخ سے جو سراپا کاغذ
چاند عارض تھا ترا اور کتان تھا کاغذ

جب تری چشم غزالین کی لکھے وصف اوس نے
چوکڑے بہرنے لگا بنکے چکارا کاغذ

لکھون کچھہ حال جو بیتابی دل کا اپنے
بنکے اوڑجائی یقین ہے ابھی پارا کاغذ

یاد لکھنے مین جو وہ روی کتابی آیا
ہوگیا اشکون سے بہکر کف دریا کاغذ

اتنے اوس غیرت بلقیس کو سے لکھتے نامے
ہوگیا صفحۂ آفاق سے عنقا کاغذ

حال وحشت کی جو مین دست درازی کا لکھون
نظر آنی لگی خط کف صحرا کاغذ

نور آنکھون کا بڑھا ضعف گھٹا پڑھکے وہ خط
قوت دل ہے کہ ہی آنکھہ کا تارا کاغذ

کیون نہ دیوانہ ہون مین دیکھکے مثل مجنون
زلف لیلی کا ہے سطرون سے نمونا کاغذ

دائرون سے تری دیدار کے خاطر اے شوخ
بنگیا ہے ہمہ تن چشم تماشا کاغذ

٦٥

نامۂ یار کو پڑھکر نہ خوشی سے ہو کیونکر
آبرو ہی مری تقدیر کا لکھا کاغذ

١٥

ردیف رائے مہملہ

گذرا وحشت مین جو مین جانب صحرا ہوکر
آگئی سر پہ بگولی سر سے سایا ہوکر

محو رخسار ہوا زلف پہ شیدا ہوکر
پھر اوجالا ہوا آنکھون مین اندھیرا ہوکر

بعد مدت کی مری دام مین عنقا آیا
پڑ گئے ہاتھہ کمر مین تری حلقا ہوکر

بینے بوسے یہ لئی اونکے کف رنگین کی
طائر رنگ حنا اوڑ گیا عنقا ہوکر

خواب غفلت سے یقین ہے کہ وہ بت چونکا ٹھی
دل کری نالے جو ناقوس کلیسا ہوکر

واہ ری حسرت دیدار کہ نکلی پس مرگ
خاک تربت سے مری نرگس شہلا ہوکر

غصہ ہر وقت کا اچھا نہین ہوتا صاحب
کیون جلاتی ہو مجھے آگ بگولا ہوکر

گھر بھی سنسان نظر آتا ہے صحرا کی طرح
رہ گیا کسکے مجھے زلف کا سودا ہوکر

اپنے عاشق سے عبث کرتے ہو بیجا گریز
چور بیمار سے بنتے ہو مسیحا ہوکر

حق تو یہ ہے کہ ہے اخلاق بھی نقشِ تصویر
غیر رہجاتا ہے اس بات سے مینا ہوکر

اوس پری رو نے دیا لکھکے اگر خط اپنا
دستِ قاصد وہین چمکا یدِ بیضا ہوکر

دم اولجھہ جائیگا عشاق کا مر جائین گے
زلف گردن مین جو پڑ جائے گی پھندا ہوکر

زور وحشت نگیا بعد فنا بھی اپنا
خاکِ تربت سے اڑے بر باد بگولا ہوکر

صورتِ قالبِ بیجان مین پڑا رہتا ہون
ہجر مین زیست بسر کرتا ہون مردا ہوکر

آبرو پھیر لے صیاد نے جسوقت نگہ
قفسِ جسم سے جان اوڑ گئی چڑیا ہوکر

۶۷ — ۱۱

جلوۂ حسن دکھاتی ہین وہ کیا کیا ہوکر
چشم مین نورِ نظر دل مین سویدا ہوکر

قتلِ عالم پہ کمر باندھ نہ اے ترک حسین
کیون جہان مین تو برا ہوتا ہے اچھا ہوکر

ہے تماشا کہ نگہ تیری نہین ملتی ہے
گو کہ آنکھون مین مری رہتی ہے سرما ہوکر

مار ڈالین گے اگر آپکی آنکھین مجھکو
لبِ جانبخش جلا دین گے مسیحا ہوکر

چین سے رہتی اگر ملکِ عدم مین رہتی
سچ تو یہ ہے کہ پڑی باغ مین پیدا ہوکر

بے سبب کسلئے مجھہ زار سے ابرو پہ ہے بل
قتل بیمار کو کرتے ہو مسیحا ہوکر

آپ جیسے ان مجھی سے ہی یہ ہون برگشتہ نصیب
دشمنِ جان ہے مرا یار مسیحا ہوکر

ق

عشق اور حسن دکھا جاتی ہین نیرنگ اپنے
ہو کی مجنون کبھی گہ صورتِ لیلا ہوکر

ہین کبھی صورتِ فرہاد کبھی شیرین ہین
بنکے وامق کبھی گہ صورتِ عذرا ہوکر

خط کی آنے سے دو چندان ہوئی رونق رخ کی
حسن قرآن کا بڑھا اور محشّا ہوکر

۶۵ ابرو طرح شگفتہ ہے بدل قافی کو ۱۵
طبع کا زور دکھا صورت دریا ہوکر

پھر گیا آئینہ رو آج مرے گھر ہوکر — رہ گیا بخت مرا سد سکندر ہوکر
روز غم باغ مین جاتا ہون جو مضطر ہوکر — سبزہ آنکھون مین کھٹک جاتا ہے نشتر ہوکر
ہوئے جاؤ نگاہان چشم جہانسے اکدن — عشق موئی کمر یار مین لاغر ہوکر
مژۂ ترک ستمگار نے مارا مجھکو — چبھ گئے دلمین مری صورت نشتر ہوکر
جذب الفت نے دکھائی ہے کشش اتنی تو — میری کوچے سے نکلتے ہین وہ اکثر ہوکر
آگیا دل مین جو اوس بحر لطافت کا خیال — اشک اٹھی میری آنکھونسی سمندر ہوکر
دُر سی افشان کی بھی بروی بہت قاتل پر — لطف دینی لگی شمشیر کا جوہر ہوکر
خاک مین ہمکو ملاکر ہوئی حسرت اونکو — آخر کار ہوئی صاف کدر ہوکر
یاد رنگ گل عارض مین جو روتا ہون کبھی — آنکھ سے اشک نکلتے ہین گل تر ہوکر
رنگ بدلیگا کسے روز جو خون ناحق — تیغ قاتل مین چمک جائیگا جوہر ہوکر
خاک ہولی یہ بھی لکھا یہ مجھے لب کا رہا — منہ لگی یار کی مٹی مری ساغر ہوکر
پابزنجیر کبھی ہون کبھی صحرا مین دوان — یہ ملا شیفتۂ زلف معنبر ہوکر
اسقدر اوس بت بدخو کی اوٹھائی مین ستم — رہ گیا سینے مین پتھر دل مضطر ہوکر
غمزہ بھی تباکو ہی آفت کا مگر پر کالہ — لی اوڑا نامۂ دلدار کبوتر ہوکر

۶۶ قافیہ اور بدل کر کہو اسمین اشعار ۱۵
آبرو [illegible] ہوش سخنور ہوکر

داغ دل نے چمک دی مری روشن ہوکر — رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہوکر

آتش رخ سے وہ پہنک جائیگا ای شعلہ عذار
تم جو گزروگی کبھی جانب گلشن ہو کر

چاک دامن جو گیا دشت مین ہین سودائی
آ گئی خار رفو کی لئے سوزن ہو کر

صورت برق چمک جائے اگر تیری نگہ
جل بجہی خاک ابھی ماہ کا خرمن ہو کر

مسی مالیدہ لب یار جو دیکھے اوسنے
رہگیا لعل بدخشان گل سوسن ہو کر

مین وہ مجنون ہون کیا جامہ دریکا جو خیال
پہٹگیا دامن صحرا میرا دامن ہو کر

شکل نا قوس لب گور سے نالان دل ہو
آئین مدفن پہ جو وہ شکل برہمن ہو کر

اثر سوزش دل بعد فنا ہے یہہ ہوا
رہگیا زرد میرا سبزۂ مدفن ہو کر

اونکے مژگان کا تصور دل نافہم نکر
کہین چبہ جائے جگر مین نہ یہ سوزن ہو کر

کسنے بوسون سے کیا آپکا نیلا رخسار
رہگیا پہول سا رخ کیون گل سوسن ہو کر

خط جو چہرے پہ نمودار ہوا اوس گل کی
رنگ رخسار اوڑا طائر گلشن ہو کر

سوزش دل نے میرا خانۂ تن پہونک دیا
گھر جلایا ہے اسی شمع نے روشن ہو کر

سبزۂ خط نے تری چہین لیا دل میرا
خضر نے لوٹ لیا ہی مجھے رہزن ہو کر

نور شمع رخ جانان کی تصور مین کلیم
ہم بھے گزرے طرف وادی ایمن ہو کر

۶۹

آبرو شکوۂ اغیار ہے اب لاحاصل
رنج دینے لگی جب دوست ہی دشمن ہو کر

۱۳

نہین رہتی ہماری آنکھ سے اک دم نہان ہو کر
دکھا دیتی ہین وہ جلوہ بہر صورت عیان ہو کر

وہ ابرو کاٹتی ہین دلکو تیغ اصفہان ہو کر
جگر پر کام کر جاتی ہین پلکین برچہیان ہو کر

جو نکلے آہ سینے سے مرے آتش فشان ہو کر
زمانے مین ہوئی مشہور وہ برق جہان ہو کر

نہین معلوم ہمکو کون مین کس جا سے آئے ہین
رہین گی کس جگہہ کس سمت جائینگے کہان ہو کر

صنم اسدرجہ بگڑی گالیو تیر جہپہ منہ کہولا
نہین لازم ہے اتنی بدزبانی بیدہان ہوکر

گیا مین ناتوان گہراونکی دربان کی نگاہون مین
ادہی بہی رہگیا اک ترمری کا سا گمان ہوکر

تمنائین ہزارون کی رہین دل ہی کی دل ہی مین
گیا کوئی نہ اس دار فنا سے شادمان ہوکر

گلہ اہل عبث ہی تجکو اونسے بیوفائی کا
وہ کس کس سے وفاداری کرین جان جہان ہوکر

پڑینگی تیر مژگان صنم سے دل مین جو رخنی
رہینگی سینہ تاریک مین وہ تابدان ہوکر

نگاہ و ابرو و مژگان ہین تیری قاتل عاشق
کبہی ہوکر چہری گہ تیغ ہوکر گہ سنان ہوکر

خیال زلف خوبان مین نکیونکر اشکباری ہو
رولاتا ہی وہ انکہونکو مری ہر دم دہوان ہوکر

کیا جو رنگ لاکہون عاشقونکو ایک ہی دم مین
تری شمشیر قاتل رنگ لائی خون چکان ہوکر

۶۸

مٹا دی ہستی موہوم کو ای آبرو دل سے
نشان اوس بی نشانکا پائیگا تو بی نشان ہوکر

۱۳

ہماری جانکی گاہک ہو تم آرام جان ہوکر
جہانکو قتل کرتی ہو مسیحائی زمان ہوکر

ہوا ہون محو رخ مین عاشق زلف بتان ہوکر
حلب کے سیر کو آیا ہون اب ہندوستان ہوکر

چمن کی سیر ہوا ای غنچہ لب گلشن مین چل پہرکر
کہڑی ہو سرو کی مانند کیون سرو روان ہوکر

سمایا ہے تصور کس حسین کا اپنی انکہون مین
کہ ہین سایہ فگن پلکین ہماری سایبان ہوکر

میری صورت کی دیکہے سے نکیون اونکو ہنسی آئی
سراپا رنگیا ہون مثل کشت زعفران ہوکر

نسب کو اور حسب کو حشر مین کوئی نہ پوچہی گا
نہو مغرور شیخ و سید و مرزا و خان ہوکر

بیان اشک گریہ کسی سے اوٹہہ نہین سکتی
توانائی یہ حال کی ہے ہمنی ناتوان ہوکر

نسیم صبح کی مانند تم آئی جو گلشن مین
تو ہر اک غنچہ گل کہل گیا ہی عطردان ہوکر

تصور جنکی دل مین ہی تمہاری ہونٹونکی مسی کا
وہ ہین خاموش سوسن کیطرح اہل زبان ہوکر

نمودِ خط جو ہے اس ہول سے رخسار پر اے گل
یہ سبزہ باغ کو جنگل بنا دیگا خزان ہوکر

لگاتا ہے جو سرمہ اپنی آنکھوں مین کیوے قاتل
تو وہ تیغِ نگہ کو تیز کرتا ہے فسان ہوکر

وہ ہے مانندِ گل مین مثلِ بلبل باغ عالم مین
کہ وِن کیونکر نہ وصفِ روی رنگین خوش بیان ہوکر

٦٩

لگا دی ابرو پر اور بہی اک ہاتھ اے قاتل
یہ کب تک ایڑیان رگڑا کریگا نیم جان ہوکر

١٠

جو نالی دل سے نکلیں گے مرے آتش فشان ہوکر
تو چرخِ چنبری اوڑ جائیگا دم مین دہوان ہوکر

کسیکے ہجر مین رو رو کی مینی جان کہوئی ہی
رہیگا ابر تربت پر ہمیشہ سائبان ہوکر

نہین کچھ اور تجھکو سوجھتا جز قتلِ عام اے ترک
ہماری جانکو آیا ہے تو چنگیز خان ہوکر

بہر صورت ہین قاتل عاشقونکی ابرو و مژگان
کبھی تیغ و سنان ہوکر کبھی تیر و کمان ہوکر

جہان ہے مال و دولت چھوڑ کر اک روز جانا ہے
نہ بیٹھو منعمو دو دن کے خاطر شادمان ہوکر

کیا عشقِ کمر نے اوسکے ایسا ناتوان مجھکو
کہ پیسی ڈالتا ہے دہیان ہی بارِ گران ہوکر

غضب ہے ہاتھ سے اس تفرقہ انداز گردون کے
ہوئی کیا کیا پریشان جمع بزمِ دوستان ہوکر

یہی اور تنہا دونون روبرو موجود ہین اسدم
تجھے منظور اوسفاک جسکا امتحان ہوکر

نہ سمجھی ہی جہلایا خانۂ دل کس طرح اپنا
کہ گرتے ہین مدام اسپر نگاہین بجلیان ہوکر

٧٠

لئے رہ جنسِ دل کو تو بغل مین آبرو اپنے
خریدیگا کبھی تو کوئی اسکو قدردان ہوکر

١٣

کس سبب سے ہین داغ اور جگر مین چکر
ہی یہی عقل کو خود اپنے خبر مین چکر

ہمکو آتے ہین سدا اپنی گھر مین چکر
واقعی طاق ہین الفت کے ہنر مین چکر

عشقِ گیسو نے پریشان دماغ اور کیا
آیا پاؤن سے نکل کر میرے سر مین چکر

دُرِ دنداں سے تمہاری جو مقابل ہو جائے | کہاں موتی ہے خجالت کے بھنور میں چکر
حال ملکِ عدم آباد کا پوچھو اون سے | عقل کو جنکے ہے مضمونِ کمر میں چکر
ہو کی پابندِ مقدر نہیں ٹکتا اک جا | سچ ہے یہ بات کہ ہے پائی بشر میں چکر
نہ ملا پر نہ ملا گوہرِ مقصود کبھی | کسقدر کہائی ہیں گرداب ہنر میں چکر
آتشِ عشق اگر اسمیں اثر کر جائے | کہائی بن بن کی دُہواں آگ سقر میں چکر
مجھسے کسطرح رہِ ملکِ عدم طے ہو گے | کہ تپِ غم سے یونہیں ہے مجھے گھر میں چکر
اونکو اغیار نے سینے سے لگایا شاید | خود بخود دلکو مرے آج ہے بر میں چکر
جذبۂ دلسے لیا اونکو بلا گھر بیٹھے | کہاتے پہر کسلئے ہم راہگزر میں چکر
ہوں وہ برگشتہ مقدر جو کبھی تہک کر میں | بیٹھ جاتا ہوں تو آجاتا ہے سر میں چکر

۱۷

آبرو ملتا ہے گھر بیٹھے جو تقدیر میں ہے
لوگ کہاتے ہیں عبث الفت زرین چکر

۱۲

جانکو صدقے کرینگی ابروئی خمدار پر | ہیں سپاہی اپنا سر رکھ دینگی ہم تلوار پر
ناتوانی ختم ہے اب مجھ نحیف و زار پر | بود و باش اپنی فراغت سے ہی نوکِ خار پر
غیر سے ہونے لگی ہے اندنوں پہرتا ک جہانک | آنکھ اب ڈالیں گے ہم بہی روزنِ دیوار پر
جوش زن بارہ مہینے یہ ہے وہ ہے چار ماہ | طعنہ زن ہے چشم اپنی ابرِ دریا بار پر
اونکی تیغِ جفا کا سیکڑوں بہرتے ہیں دم | کچھ نہیں موقوف ای جانِ جہان دو چار پر
کاٹ ایسے آج تک دیکھے نہیں تلوار میں | کیوں نہ ہو جاؤں میں قربان ابروئی خمدار پر
کُنہ باطن سے نہیں دونو کو کچھ ہے آگہی | سُبحہ پر نازاں ہے زاہد برہمن زنار پر
کرتے کرتی دوڑ دہوپ اوس کوچے میں پہنچا جو میں | وائی قسمت منہ سے سایہ چڑھ گیا دیوار پر

چمن کیا ہے کہ بلبل بھی بلا گردان رہے
پھول رکھی ہین دم گلگشت جو دستار پر

رکھہ سنبھل کر پاؤن ای سرو روان قیامت خرام
دل پسا جاتا ہے عالم کا تری رفتار پر

خواب مین گر ملا ہی مجھسے وہ پردہ نشین
کیون نہون نازان مین اپنی طالع بیدار پر

۷۲

آبرو سامان حیات و مرگ کی ہین اوسکے پاس
زندگی موقوف لب پر موت چشم یار پر

۸

ردیف زای معجمہ

مَی خوار کی ہین دشنگ ہشیار کی انداز
کچھہ اور ہی ہین چشم ستمگار کی انداز

کار رقم عیسی کیا ہو کرنے تمہاری
رفتار مین پیدا ہوی گفتار کی انداز

پریون مین ہے یہ ناز نہ حورون مین ادا ہے
ان سب سے جدا ہین مری سرکار کی انداز

پھر ایک قیامت کا ہوا سامنا دل کو
پھر دیکھتے ہین ہم کسی رفتار کی انداز

بن بن کی چلین لاکھہ یہ طاؤس چمن مین
پا سکتی ہین کوئی تری رفتار کی انداز

جو معتقد فتنۂ محشر نہوا ای شوخ
وہ دیکھہ لی اگر تری رفتار کی انداز

دم مین کبھی ای حضرت دل اسکے نہ آنا
ابروئی ستمگر مین ہین تلوار کی انداز

۷۳

ای آبرو عشق اسکا ذرا سوچکی کرنا
ہین قامت دلدار مین سب دار کی انداز

۹

کشت و خون فرقۂ عشاق ہین ہوگا اک روز
رنگ لائیگا ترا سرخ دوپٹا اک روز

عشق مین جسکی مجھی چین نہ آیا اک روز
اوسنی صد حیف مرا حال نہ پوچھا اک روز

زندگانی ہے مجھی تلخ شب فرقت مین
شربت وصل دہن کر مرا میٹھا اک روز

دیکھو عاشق سی نہین منہہ کا چھپانا اچھا
پر وہ کھلوائیگا یہ آپکا پردا اک روز

جان دیتی ہین جو ستا ہی یہ اونہین ملتا ہی
عوض تخت یہان گور کا تختا اک روز

۷۴ — ۵

آبرو جو شب فرقت مین یہی روتا ہے
گہر ڈبو دیگا تری اشک کا دریا اک روز

آئی بہار ہو گئے سب کوہ و راغ سبز
پر حیف ہے ہوئے نہ میری دل کی داغ سبز

خط زمردین کا جو پڑ جای اونکے عکس
ہو جائے سنگ سبزۂ گلشن ایاغ سبز

کافور داغ دل سے میرے مہر ہو گیا
کیا منہ جو روبرو ہو اسکے چراغ سبز

سر سبز ہوں وہ کیا جو ازل سے ہین تیرہ دل
رنگت سے خاک ہونگے پر و بال زاغ سبز

۷۵ — ۵

یہ سبزہ رنگ تھرکے پتلی ہین آبرو
عاشق کو دکھاتی ہین ہر روز باغ سبز

ردیف سین مہملہ

عمر بھر رہتی ہے انسانکو خزینے کی ہوس
مرگئی جب ہو دفن تب جای دفینی کی ہوس

عشق چشم والے سب ارمان پوری کر دئے
اب نہ مرنیکی ہوس ہمکو نہ جینے کی ہوس

چرخ دو دن مین سیکڑون گھر لوٹ کی ویران کئی
اسپہ بھی اب تک وہی ہے اس کمینی کی ہوس

خون دل پیتی ہین غم کھاتی ہین تیری ہجر مین
اب نہین اسکے سوا کچھ کھانی پینی کی ہوس

۷۶ — ۵

جو ہوا فارغ رہا وہ آبرو آرام سے
وہ رہا گردش مین دائم جسکو سینی کی ہوس

ملا زمانے مین ہمکو نہ کوئی یار افسوس
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار افسوس

تمام رات رہے روز ہجر کا دھڑکا
وصال مین بھی نہ دلکو ملا قرار افسوس

اس آرزو مین ہوئے گور کی کنارے ہم
مگر نہ یار ہوا ہمسے ہمکنار افسوس

ہماری جان گئے جسکے درد فرقت مین
وہ ایکبار نہ آیا سر مزار افسوس

۷۷

جو اپنا دشمن جانی ہے آبرو دیکھو تجہ
اوسی پہ آتا ہے دلکو ہماری پیار افسوس

ردیف شین معجمہ

اس دلکو یہان اور وہان کا نہین کچہہ ہوش
الفت مین تری دونون جہان کا نہین کچہہ ہوش

کیا خاک کہون حال کہ سکتے کا ہے عالم
دیکھے جو تیری شکل بیان کا نہین کچہہ ہوش

یہ زیست مین سب آرزوئی نام ونشان ہے
مرجائی یہ پھر نام ونشان کا نہین کچہہ ہوش

بہولا ہے عبث زیست مین دل گور کی منزل
بیہوش تجہی خاص مکان کا نہین کچہہ ہوش

بگڑی ہی یہ دشنام ہر اک شخص کو دیکر
ای یار تجہی اپنی زبان کا نہین کچہہ ہوش

بل ابروئی خمدار یہ مژگان مین کجی ہے
ای ترک تجھے تیر وکمان کا نہین کچہہ ہوش

۷۸

دیوانی ہین الفت مین کسی رشک پری کی
ای آبرو ہمکو دل وجان کا نہین کچہہ ہوش

کوئی ہے مال مین خوش اور کوئی کمال مین خوش
مگر ہو نہین تری نظارۂ جمال مین خوش

کب ایک رنگ زمانہ ہے عاشقونکی لئے
کوئی ہے ہجر مین نالان کوئی وصال مین خوش

گزر ہے جاتی ہے دونونکی زندگی ہرطرح
فقیر شاد ہی کمل مین شاہ شال مین خوش

ہمارا دل ہے تری یاد زلف مین مسرور
یہ وہ شکار ہی رہتا ہے جو کہ جال مین خوش

جو مجکو غم ہے تو غمگین مین سبکو جانتا ہون
جو شاد تو ہی تو سب ہین تری خیال مین خوش

۷۹

شگفتہ کیون نہ دل آبرو ہو گریہ سے
ضرور ہوتا ہے طاؤس برشگال مین خوش

ردیف صاد مہملہ

مرگئی پر گئیا دل سے تمہارا اخلاص
جان جان دیکھی کیا ہمنے بنا نا اخلاص

گرم جوشی مین بہی کافور یہ ہو جاتا ہے
خاصہ رکھتا ہے پان کا تمہارا اخلاص

یہ بناوٹ کی سراسر ہے تمہاری تقریر
اب نہ اگلی وہ عنایت ہے نہ ویسا اخلاص

اسکو کہتی ہین بتو الفت جانی بخدا
سختیان جہیلین مگر ہمنے بنا نا اخلاص

کہل گیا صاف یہ معشوق ستم پیشہ ہے
یعنی تسی نکری کوئی دوبارا اخلاص

اپنی دیوانی یہ برسات ہو لا کہون پتہر
ای بتو تمنے نکالا ہے یہ کیسا اخلاص

منحصر سیم و زر پر نہین ای حضرت دل
اس زمانہ مین فقط زر کا ہے سارا اخلاص

دل لگی کے لئی اب ہم بہی کوئی ڈہونڈینگی
تمنے پیدا جو کیا غیر سے اپنا اخلاص

٨٠ — آبرو عشق مین تہا دل کو اسی کا خطرہ
للہ الحمد ملا یار سراپا اخلاص — ١١

ردیف ضاد معجمہ

زلف مشکین سے ہوا اور بہی زیبا عارض
سنبل باغ ہے وہ اور گل رعنا عارض

مہر و مہ سے کہین بہتر ہے تمہارا عارض
کسی معشوق کا ایسا نہین پیارا عارض

کسنے پایا ہے تمہارا سا بہبو کا عارض
خال مشکین نے کیا لالۂ حمرا عارض

کہین آئینہ سے افزون ہے صفائی آہین
ہے تمہارا دل عارف سے مصفا عارض

تیغ ابرو ہین مژہ تیر ہین جادو آنکھین
زلف افعی ہے تری اور من اوسکا عارض

فرق دن رات کا ہے آپکی رخسارونسے
مہر و مہ کی بہی این حسن مصفا عارض

برق سے کوند گئی آنکہونکی آگی یکبار
یار نی کہولی جسوقت چہپایا عارض

روکش مہر درخشان ہین مری آنکہونکی
ہوگیا مد نظر جب سے تمہارا عارض

مہر پیشانی ہے ابرو مہ نو اختر دانت — چاندنی رنگ ترا بدر ہے گویا عارض
کہکشان مانگ تو ہین ذرہ افشان انجم — شام ہے زلف سیہ صبح کا تڑکا عارض

۸۰ — ۷

آبرو ایسی نزاکت کہین دیکھی نہ سنی
قصد بوسہ جو کیا ہو گیا نیلا عارض

ردیف طائے مہملہ

دل عاشق کو ہی یون کوچۂ دلدار سے ربط — جسطرح بلبل شیدا کو ہو گلزار سے ربط
لازم ایل نہین اوس گیسوی خمدار سے ربط — جو خرد مند ہین رکہتی نہین وہ مار سے ربط
کعبہ و دیر کو کرتا ہے یہین سے وہ سلام — سر کو جس شخص کے ہے سنگ در یار سے ربط
کی نہ پہر اوسنی کبہی ظل ہما کی خواہش — ہو گیا جسکو تری سایۂ دیوار سے ربط
جسم اور جان ہین وہ پہلی ہے جدائی جانی — جسکو منظور ہوا اوس شوخ ستمگار سے ربط
آنکہ اوس شوخ ستمگار سے جب دل سے پڑی — نرہا خواب کو اس دیدۂ بیدار سے ربط

۸۱ — ۱۱

آبرو کو ہو کسطرح خیال ابرو نہ
کہ سپاہی کو سزاوار ہے تلوار سی ربط

ردیف ظائے معجمہ

آپ سے آپ جو ہے آگ بگولا واعظ — داغ دل ہے کہ کلیجی کا پہپولا واعظ
صدق دلسی جو کہی ہے وہی اعلا واعظ — کلمہ پڑہتا ہے یون کہنی کو طوطا واعظ
سب تری گرمی بازار کریگا ٹہنڈی — پڑ گیا گر کسی منیوش سے پالا واعظ
تو برا کہتا ہے بت کیہہ نہین کہتی واللہ — تجہپہ صبر انکا کسی روز پڑیگا واعظ
چہپا پا مارین نہ کہین بادہ کشان بد مست — کیون لئی پہرتا ہے قرطاس کلی دستا واعظ

بدلی کاجل کی دی آنکہونمین آئو پ انجن تو
دیکہہ پہر محفل رندان کا تماشا واعظ

پہول پیتی ہوئی رندونکو جو دیکہا او سنی
ہوگیا سوکہہ کی اس رنج سے کانٹا واعظ

کہیلتے پہاگ لنگوٹی مین اپنی میخوار
رنگ انکا بہی ہی دنیا سے نرالا واعظ

بیٹہکر برسر منبر نہ بیان کرو بات
جسمین ہوجائے اسوقت تو جہوٹا واعظ

آپ انگور کی حرمت کا بیان ہے سب سے
تیری ہی پیٹ مین پانی نہین بچتا واعظ

۹۲

آبرو فعل مین کچہہ اور بیان کچہہ اور
قول کا پورا نہ ہے بات کا سچا واعظ

۹

ردیف عین مہملہ

گرچہ معشوقان عالم مین گنی جاتی ہے شمع
پر مری محبوب کے صورتکو کب پاتی ہی شمع

دیکہکر پروانونکو کیا دلمین اتراتی ہے شمع
گرد یہہ ہوجاتی ہین محفل مین جب آتی ہی شمع

ہے رخ پرنور جانان سے خجل یون ماہتاب
روشنی مہر سی جسطرح شرماتی ہے شمع

قدر اپنی عاشقونکی ہے اسے مد نظر
روشنی کی ساتہہ پروانونکو بلواتی ہی شمع

صاف اوڑا لیتا ہے گلگیر انہا کا جو رہے
تاج زرین پہنکر محفل مین جب آتی ہی شمع

آتش الفت مین دونو جلکی ہوجاتی ہین خاک
جانکا غم رکہتا ہی پروانہ نہ پچتاتی ہی شمع

ان پروانون پہ کچہہ منکشف ہوتا نہین
عشق مین کس گلبدنکی گلپہ گل کہاتی ہی شمع

سوز الفت کا اثر ہی جو ستی کی طرح سے
سر سی پاتک ساتہہ پروانیکی جلجاتی ہی شمع

۹۳

آبرو معنی یہی ہین ضبط سوز عشق کے
جلتے ہے شب بہر تڑپتی ہے نہ چلاتی ہی شمع

۱۲

ردیف غین معجمہ

پھیر لیتا ہجر مین گردنپہ مین سو بار تیغ
پھر قریب آئی نہین دیتی مری غمخوار تیغ

کیا تمہین خنجر کی حاجت کیا تمہین درکار تیغ
ہے مژہ خنجر تمہاری ابروی خمدار تیغ

اپنی ابرو کو نہ دیکھین آئینہ مین آپ بھی
اپنا بیگانہ نہین پہچانتی زنہار تیغ

ڈالتی ہین ابروونپر آپ بل کیون بار بار
سر یہ حاضر ہے لگا بھی دیجیی اکبار تیغ

مسکرا کر اوسبت قاتل نے میری جان لی
ہوگئی قسمت سے اپنی لعل گوہربار تیغ

کاٹ جو شمشیر ابرو مین ہے وہ اوسمین کہان
عہد مین اوس ترک کی تیری ہوگئی بیکار تیغ

لال ہوجاتے ہین وقت قہر قتالان دہر
سرخرو کیونکر نہو جائی دم پیکار تیغ

ابروی قاتل مجھی رہ رہکی اب آتی ہین یاد
پڑ رہی ہے ایک دلپر اپنی سوسو بار تیغ

ہو چکا مین جنبش ابرو سے پہلے ہی شہید
کھینچتے ہین قتل کو میری عبث سرکار تیغ

زیر ابرو چشم مست یار گردش مین نہین
ہاتھ مین عریان لئی پھرتی ہین دو میخوار تیغ

صدمہای درد فرقت سے یہ تنگ آیا جو دل
پھیر لی اپنی گلی پر آپ ہے اکبار تیغ

ایک دم مین کرتی ہی لاکھونکی سر تن سے جدا
کیون نہ ہتیار ونمین ہوای آبرو سردار تیغ

ردیف فا

لیتا ہی خود بہ آپ ہی سر پر بلائے زلف
سودائی ہے دل اپنا جو ہی مبتلائی زلف

کم ورطۂ بلا سے نہین حلقہ ہائی زلف
ہے آشنائی مرگ جو ہے آشنائی زلف

آٹھون پہر ہی یاد رخ و زلف یار کی
کہتا ہون دنکو ہائی رخ اور شبکو ہائی زلف

کیا اسکے آگی اصل ہے مار سیاہ کی
مارا پڑی ابھی وہ اگر بل پہ آئی زلف

اندھیر کیا عجب ہے زملنے سے دور ہو
وہ رشک مہر رخسی جو اپنی اوٹھائی زلف

ہر آدمی کو زہر ہے سوذی سے ارتباط ‖ بچتا کسی طرح سے نہین مبتلائی زلف

۸۶

ابر سیہ پہ آبرو ڈالین اگر نظر
دلبر ہماری غم کی گھٹا اور چھائی زلف

۱۲

دیکھا ہی کسنی ابروئی خمدار کی طرف ‖ کیون ہے نظر حضور کی تلوار کی طرف

کیون دل نہ اپنا مائل ابروئی یار ہو ‖ گرتے ہین ترک ٹوٹ کی تلوار کی طرف

مانو خدا کو اچھے نہین - لن ترانیان ‖ دیکھو تو اپنی طالب دیدار کی طرف

جب میری حال زار پہ ہے مہر کی نظر ‖ کیون دیکھتے ہین آپ پھر اغیار کی طرف

اک وہ ہین دیکھتے نہین ہمکو اوٹھا کی آنکھ ‖ اک ہم ہین تاکے ہی رہین جو رخسار کی طرف

مشق ستم ضروری ہو وار تیغ کا ‖ کیا دیکھتے ہو میری تن زار کی طرف

کچھ آگیا سمجھ مین جو کعبہ سے شیخ وقت ‖ راہی ہوا ہے خانۂ خمار کی طرف

سر اپنا اشتیاق شہادت مین جھک گیا ‖ جب دیکھا اوسنی خنجر خونخوار کیطرف

دل ہو گی خون درد غم ہجر یار سے ‖ آیا ہی بہ کی دیدۂ خونبار کی طرف

لوٹی بہار جو گل رخسار یار کے ‖ پھر کیون اوٹھائی آنکھ وہ گلزار کیطرف

اسدرہی شوق جذب محبت کہ خود بخود ‖ دل کھینچ رہا ہے کوچۂ دلدار کیطرف

۵۷

اب کچھ نہین خیال محبت تو آبرو
کیون بار بار دیکھتے ہو یار کی طرف

۷

دیکھنا کوئی ذرا قاتل ستمگر کی طرف ‖ جانب خنجر نظر ہے کہ میری سر کی طرف

ل نہین سکتی نظر خورشید خاور سی کبھی ‖ کسطرح دیکھون رخ پر نور دلبر کی طرف

آدمی کی آدمیت پر نظر مطلق نہین ‖ اہل دنیا کی نگہ ہے بیشتر زر کی طرف

سیر گلشن کو کسی دن وہ سہی قامت جو آئی
پہر نہ دیکہیں قمریان سرو وصنوبر کی طرف

یہ نحیف وزار ہون ہرگز نظر آتا نہین
کوئی دیکہے خاک میری جسم لاغر کی طرف

بچ سکے کوئی زبان خلق سے ممکن نہین
بدظنی انکو ہے خالق اور پیمبر کی طرف

٨٨

آبرو کا دم ہے انکہون مین دکہادی ہو سکل
ٹکٹکی اوسکے بندہی ہے جان جان در کیطرف

ردیف قاف

جب سے ہے مجہے اوس بت ناداں سے تعلق
کچہہ دین سے مطلب ہے نہ ایمان سے تعلق

بلبل کو مبارک ہو گلستان سے تعلق
دیوانی کو تیری ہے بیابان سے تعلق

مالک سے غرض کچہہ ہے نہ رضوان سے تعلق
مجکو ہے فقط یار کی دربان سے تعلق

اس جینے سے منظور ہے مرنا ہمین لیکن
ہو دلکو نہ اوس فتنۂ دوران سے تعلق

وہ بی سروسامان ہون کہ آفاق مین مجکو
گہر سے نہ تعلق ہے نہ سامان سے تعلق

ہے اس دل سودائی کو زلفون سی تری ربط
گویا ہے پریشان کو پریشان سے تعلق

کیون انس میری ساتہہ ہوا اوس شوخ پری کو
انسان کو ہوا کرتا ہے انسان سے تعلق

پہر اس دل ناداں نے بلاؤن مین پہنسایا
پہر ہمکو ہوا کاکل پیچان سے تعلق

٨٩

ای آبرو بہتر ہے کہین ڈوب کے مرجائے
ہو دلکو نہ اوس چاہ زنخدان سے تعلق

کیا قہر ہے کہ ہمکو ہوا اوس صنم سے عشق
نفرت ہے جسکو دہر سے اور ہی ستم سی عشق

جب سے کہ ربط یار دل آزار سے ہوا
عیش وطرب سے لاگ ہی رنج والم سے عشق

عشق کمر مین زیست سے اپنی بہ تنگ ہین
ہستی سے اب گریز ہے ہمکو عدم سے عشق

چھوٹیگی بعد مرگ بھی ہرگز نہ اسکا ساتھ / رکھتی ہین عشق عشق سی ہم اور ہمسی عشق

رکھی وہ آکی سر کہ عشق مین قدم / نفرت خوشی سے ہو جسی درد و الم سی عشق

افعی کی زہر کے بھی نہ تاثیر ہو اوسے / جسکو ہے تیری کاکل پرپیچ و خم سی عشق

دیتا ہے جو کہ سبزۂ خط پر تمہارے جان / پرہیز ہے دوا سے اوسے اور سم سی عشق

تلوونکا خون چاٹ کی ہوتی ہین سرخرو / ہے خارہای دشت کو اپنے قدم سی عشق

روز ازل کا یار ہے چھوٹے یہ کس طرح / ہستی مین ساتھ لائے ہین اپنی عدم سے عشق

۹۰ دیتی ہے جان جو اشرف دلبر تمام خلق / ای آبرو ہر ایک کو ہی اپنی دم سے عشق ۲۴

ردیف کاف

الفت کو تیری او بت دل مین چھپایا یان تک / کہنا کسی سے کیسا لائی نہ ہم زبان تک

وہ زہرہ وش جو آیا شبکو مری مکان تک / رقصان ہوئین خوشی سے آنکھونکی پتلیان تک

اوس شعلہ رو نی مجہسی کین گرمیان یہان تک / بہ نکلا ہو کی روغن سب مغز استخوان تک

فرقت کی رات نالی کرتے ہین ہم یہان تک / نالوسی اپنی دم بہر لگتی نہین زبان تک

ہین غیر بہی بناتی بگڑی ہو تم جہان تک / بیجا یہ ناز اوٹھائی کوئی بہلا کہان تک

اسدم وکھا و جلوہ صاحب کہان کا پردہ / یہ ہمسی لن ترانی ای جان جان کہان تک

آیا خیال رخ مین زلفونکا دہیان اونکی / قرآن پڑہ چکی بہولی ہم سورۂ دخان تک

وصلت کی رات یہ بہی پچھلے سے چیختے ہین / فرقت کی شب موذن دیتی نہین اذان تک

دست جنون کے آگی کیا جیب و آستین ہین / باقی نہین یہ رکھتا دامن کے دھجیان تک

آنا اگر ہے تجکو فرقت کی رات آجا / ایمرگ منتظر ہین [illegible] تک

پہونچا گیا نہ اس سے وہ دل ہے رقیب کا جب
جائیگی آہ سوزان کیا خاک آسمان تک

سوز جگر کو ہمنے مرنے پہ بھی چھپایا
شمع لحد سے اپنے اوٹھا نہین دھوان تک

باد خزان نے ایسی آتی ہے خاک اوڑادی
باقی نہین چمن مین بلبل کا آشیان تک

ای غنچہ لب یہ تمکو کسنے سبق پڑہایا
آتا نہین کبھی جو حرف وفا زبان تک

موقوف سرو پر کیا قد کو جو تیری دیکھا
خجلت سے گڑ گئی ہین شمشاد بوستان تک

مخلوق کی زبان بھی نقارۂ غیب کا ہے
مشہور ہو نکیو نکر بات آئی جو زبان تک

لاغر ہوی یہ غم مین اوس بحر حسن کے ہم
کانٹا ہوئی ہین اپنی بازو کی مچھلیان تک

انکھونین فرط غم سے نرگس کیطرح دم ہے
فریاد میری پہونچی کیا گوش گلرخان تک

اوس سرو قد کی شاید انکو بھی جستجو ہے
کوکو جو کہہ رہی ہین باغونمین قمریان تک

پھر کسطرح سے کوئی باندہے اوسی کہو تو
مضمون دہن کا اوسکے آتا نہین زبان تک

پوچھا نہ اک تمہین نے درد جگر کا قصہ
آئی میری خبر کو ورنہ عدو ہی جان تک

کرّوبیونکی لب پر جو لفظ الامان ہے
شاید کہ میرا نالہ پہنچا ہے لامکان تک

از دوست یک اشارہ وز ما بسر دویدن
مانگی جو یار دل کو ہم دیدین اوسکو جان تک

۱۹ ۲۱

خالق ہے ابتو رکھی دنیا مین آبرو سے
برگشتہ وہ ہوی کیا دشمن ہے آسمان تک

خفا رہیگا الٰہی وہ نوجوان کب تک
یہ چرخ پیر کریگا برائیان کب تک

اوٹھائین اوس بت کافر کی سختیان کب تک
نہ وا ہو درد سے یارب لب فغان کب تک

یہ ہر گھڑی کی ستم پھر امتحان کب تک
اوٹھائین بار الم تیری ناتوان کب تک

رہیگا ابرو پہ بل مجھسی جان جان کب تک
کھنچی رہیگی بتاؤ تو یہ کمان کب تک

چھپاؤگی رخ روشن کو جان جان کب تک
حجاب جسم سے رہیگا یہ مہربان کب تک

کروں نہ قصہ درد جگر بیان کب تک
بنا رہو نہیں بتاؤ تو بی زبان کب تک

نگاہ جانب مژگان فتنہ گر تاکے
دل و جگر پہ چلین گی یہ برچھیان کب تک

کب آئیگا وہ بت حیلہ جو خدا جانے
پھری رہین گی یہ آنکھونکی پتلیان کب تک

لگاؤ تیر کہ پیکان سے ہو زبان پیدا
وہان زخم سے رہین میری بی زبان کب تک

رہیگے پنبہ بگوشی یہ تا بکے ظالم
سنیگا درد کی میری نہ داستان کب تک

دہن کا اونکے معمّا کبہی نہ وا ہوگا
کلام اسمین کری کوی نکتہ دان کب تک

کبہی تو آئیگا خط سے خسوف مین یہ قمر
رہین گی چاند سے رخکی تجلیان کب تک

ہر ایک بات مین سو ناز ہین ادامین ہین
فدا کری نہ بھلا کوئی اپنی جان کب تک

نگاہ ناز پہ مائل رہیگا دل تا چند
گرینگی خرمن جان پر یہ بجلیان کب تک

عبث ہے سرکشی ای منعم غیور ہوں سے
رہیگا تمسے موافق یہ آسمان کب تک

کبہی تو یار بنالینگے اوسکو یا تو نہین
رہیگا دشمن جان اپنا پاسبان کب تک

اسیر زلف کو تسکین نہو گی سنبل سے
کمند دیگی بہلا کار نردبان کب تک

کریگا تنگ ہمین ہجر یار تابکجا
رہینگی یار پہ درد و الم فغان کب تک

کبہی تو آب دم تیغ انکو دی قاتل
طپان رہین گی یہ بازو کی مچھلیان کب تک

خیال یار کا کب تک رہیگا دل مین مری
رہیگی دیکھین پری شیشہ مین نہان کب تک

۶۲

خزان ضرور ہی ای آبرو چمن کی لیئے
مزی بہار کی لوٹین گی باغبان کب تک

۱۰

ردیف گاف فارسی

حال کھلتا ہی عداوت کا نہ کچھ پیار کا ڈھنگ
اک جہان سے ہے جدا اوس بت عیار کا ڈھنگ

یہ چمک اور دمک اوسمین کہان سی آئے
برق نے سیکھہ لیا ہی کمر یار کا ڈھنگ

مژہ و ابروی قاتل سے بچی دل کیونکر
اوسمین ہے تیر کا ڈھنگ اسمین ہے تلوار کا ڈھنگ

ہمسے ہے پیار جدا غیر سے اخلاص جدا
خوب ہم جانتی ہین اوس بت عیار کا ڈھنگ

کبک و طاوس بھہ ممکن ہے تری چال اوڑائین
بھول جائین گی وہ خود اپنی ہی رفتار کا ڈھنگ

ایک عالم کو ستاتا ہی یہ ناحق شب و روز
چرخ بھی سیکھہ گیا ہے ستم یار کا ڈھنگ

ضرب سے کاٹتی ہے وہ یہ اشارہ ہی سے فقط
ہے جدا تیغ سے بھی ابروی خمدار کا ڈھنگ

ایدل اوس شوخ پری مین ہے شرارت جیسی
رنگ شعلہ ہے نہ یہ برق شرربار کا ڈھنگ

منہ لگانا کس و ناکس کا نہین اچھا ہی
خندہ زن ہوگا جہان دیکھکے سرکار کا ڈھنگ

۹۳ — آبرو کہتے ہین ذی فہم ہی بات اسکو
نہین ملتا ہے کسی سے تری اشعار کا ڈھنگ — ۶

ایدل دعای الفت زلف دوتا نہ مانگ
ہوگا اسیر حلقۂ دام بلا نہ مانگ

ادہیر میری انکھو مین ہو جائیگا جہان
آنچل سے دیکھہ ماہ لقا یون چھپا نہ مانگ

زاہد کو حور خلد کی کرنے دے التجا
ایدل سوائے وصل صنم تو دعا نہ مانگ

سر اپنے دل نے دیدہ و دانستہ لی بلا
ہمنے کہا تھا بوسۂ زلف دوتا نہ مانگ

اوس بت قرار و صبر تو پہلے سے لے چکا
رہنی دی دلکو سینہ مین پھر جدا نہ مانگ

۹۴ — جان بر ہوا ہے کوئی بہی آزار عشق سے
ای آبرو کسی سے تو اسکے دوا نہ مانگ — ۱۵

ردیف لام

اے جانِ جان ستاتی ہو تم کیوں پرائی دل ۔ اللہ کچھ تو ہم سے کہو مدعائی دل

وا اسد ابھی بار اگران سے پھر گیا ۔ کافر ہو پھر بتوں سے کبھی جو لگائی دل

مژگانِ چشمِ یار سے کیونکر انہیں بچاؤن ۔ ان ظالموں سے میرا خدا ہے بچائی دل

آتا نہیں ہے رحم کسے پر جو ای صنم ۔ شاید کہ سنگ ہے تری سینہ مین جائی دل

خون ہو کی وہ بھی اشک کے ہمراہ بہ گیا ۔ سینہ سے آج جو نہین آتی صدائے دل

اپنے ہی دل [illegible] ذرا رکھو [illegible] ۔ پامال یون نہ کیجئے صاحب پرائی دل

[illegible] الفت [illegible] سے کھلا ۔ جسکو خدا خراب کری وہ لگائی دل

[illegible] سے بچنا ہی خوب ہے ۔ بیفائدہ بلا مین کوئی کیون پھنسائی دل

بیٹھے بٹھائی جان پہ لاتا ہے آفتین ۔ دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائی دل

جو عاشقان رخ سے کری ٹھنڈی گرمیان ۔ اوس شعلہ رو سے کون لگا کر جلائی دل

[illegible] دل [illegible] پر [illegible] ۔ ہم وہ نہین جو کرتی پھرین ہائی ہائی دل

[illegible] ہے مرا نہ کوئی غمگسار ہے ۔ کسکو سناؤن جا کی مین ابا جرائی دل

گردون اونہین کی نذر یہ آتا ہی دل [illegible] ۔ کب تک پھرون بتون سے بغل مین چھپائی دل

مین اوسکی بس مین اور [illegible] یار کے ۔ ناچار وہ ہے کرتا ہون جو ہی رضائی دل

٩٥

لو آبرو سے جلد کہ سستا یہ مال ہی ۔ ٹھیرا ہی اب تو ایک ہی بوسہ بہائی دل

٩

۴ نہ ہے داغ فرقت وکھانی کے قابل ۔ نہ سوز جگر ہے بتانے کی قابل

نہیں لو لگاؤن مین اوس شمع رو سے ۱۴ دل و جان ہین میری جلانے کی قابل

بچائی خدا اپنی بندون کو ان سے ۔ نہیں ہین یہ بت دل لگانے کی قابل

پشیمان ہو دل مین اپنے وہ قاتل — کہ سر ہی میرا تھا اوڑانے کے قابل
محبت نے اک شوخ پردہ نشین کی — نہ رکھا ہمین منہ دکھانے کے قابل
نہ بس اسکو ہے عشق مژگان دلبر — یہ دل وار پر ہے چڑہانی کی قابل
اوڑاتی نہین کیون خدنگ نگہ سے — یہ دل جان جان ہے نشانی کی قابل
جوانی کا عالم ہے زور ون پہ آیا — وہ طفل اب ہوا دل لگانی کی قابل

٩٦

ہو سوز دل آبرو جس سے پیدا
غزل کب وہ ہوتی ہے گانی کی قابل

٩

ردیف میم

باعث خلقت موجب رحمت صلی اللہ علیہ وسلم — شافع امت روز قیامت صلی اللہ علیہ وسلم
مہر رسالت ماہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم — صبح سعادت ماحی ظلمت صلی اللہ علیہ وسلم
رہبر واثق مخبر صادق لائق وفائق کنز دقائق — فخر خلائق صاحب ہمت صلی اللہ علیہ وسلم
سرور عالم زبدۂ آدم قدوۂ اعظم مرسل اکرم — لطف مجسم مظہر شفقت صلی اللہ علیہ وسلم
مجمع دانش منبع بینش مرجع بخشش مرکز تابش — دافع کاوش رافع عسرت صلی اللہ علیہ وسلم
قامت خوشتر رشک صنوبر روئے منور رشک گل تر — ساقی کوثر بحر سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ زمن ہین روح بدن ہین دُر عدن ہین غنچہ دہن ہین — ایکی فن ہین لطف وعنایت صلی اللہ علیہ وسلم
شاہ امم ہین عالی ہمم ہین ذخر حرم ہین بحر کرم ہین — نور قدم ہین یعنی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

٩٧

ہجر نبی مین آبرو یارب جہیل رہا ہی رنج و مصیبت
اب تو محمد کے ہو زیارت صلی اللہ علیہ وسلم

٩

روز ازل سے آپ پہ ہین جان نثار ہم — مدت سے ہین غلام شہ نامدار ہم

ای ر ونق زمین و زمان منہ دکہای
ہین شوق دید مین ہمہ تن انتظار ہم

کرتی ہین وصف اوس گل رخسار پاک کے
ہین گلشن حضور کے گویا ہزار ہم

عشق خط نبی مین جو وحشت ہوئی ذرا
ہو آئی دم مین ہند سے تا سبزہ وار ہم

بادام ہنکین انکہہ پہ صدقہ او تار کے
گیسو پہ وارین نافہ مشک تتار ہم

ہو کر نبی کے پہول سے رخسار پر فدا
لوٹین گی باغ خلد کی بیشک بہار ہم

آتا ہے جبکہ یاد تبسم حضور کا
ہنستے ہین عین گریہ مین بی اختیار ہم

رالو نکوا وٹہہ کی ساقی کوثر کی یاد مین
روتی ہین روز صورت ابر بہار ہم

سنتے ہین جسکی چرخ برین سے زمین بلند
یارب وہ دیکہین انکہون سے اپنی دیار ہم

باقی نہین نفاق سے اب نام اتفاق
یان دیکہتے ہین فرقی بہتر ہزار ہم

۴۸

رکہتی ہین یاد چشم نبی آبرو مدام
پیتی ہین اس مزی سے می خوشگوار ہم

۱۱

رکہتی ہین ذوق بادہ عشق جناب ہم
بی کیف ہو وہ پیتی نہین ہین شراب ہم

منہ کو کلیجہ آتا ہے درد فراق سے
ای شاہ المدد کہ ہین پر اضطراب ہم

بی گنتی داغ عشق پیمبر ہین دلپہ یان
خائف نہونگی مہر سے روز حساب ہم

اوس آستان پہ جا کی جبین کو گہسین گے اب
طی سر کی بہل کرینگے یہ راہ ثواب ہم

دلکو ہی مہر عارض پر نور کا خیال
پہلو مین اپنی رکہتی ہین اک آفتاب ہم

معراج مین ملک یہی کہتی تھی شوق سے
یارب رہین نبی کی یونہین ہمرکاب ہم

ایام شیب عشق مین کاٹین گی آپ کے
لہو ولعب مین کہو چکی عہد شباب ہم

او کہتا گیا ہے ہند سے اب تو دل حزین
راہی ہون یا خدا سوی یثرب شتاب ہم

است ہین ہین بنی کی گنہ گو ہین بے شمار
مچلا ہوا ہے دولت دنیا پہ نے طرح

رکہتی نہین ہین خطرۂ روزِ حساب ہم
بہلائین کیا تجہے دل خانہ خراب ہم

٩٩

بیتاب کی حواس ہین کیون نہ آبرو
لائین کہان سی بحر پیمبر کی آب ہم

۲۳

اپنی پہلو مین نہین رکہتی دلِ ناشاد ہم
لذتِ آبِ دمِ شمشیر کر کے یاد ہم
دل جلی وہ ہین کرین جو نالۂ فریاد ہم
ضبط کہتے ہین اسی کرتی نہین فریاد ہم
تم لڑاتی ہو نگاہین غیر سے ای جان جان
دل پہڑک جاتا ہے اپنا مرغِ بسمل کی طرح
یون بسر ہوتے ہے یادِ گیسو و رخسار مین
اوڑ کی اختر بنگئے ذری ہماری خاک کی
بہول جائی گی شبِ فرقت بہی گر آیا یہان
یہ بہی ہے انصاف کوئی ای بتِ ناآشنا
اپنی ہاتہون سے لگایا اونکی سرمہ غیر نے
جان دیدین گے قفس مین فصلِ گل آئی تو دیکہ
دیکہنے والے ہین چشم و قامتِ دلدار کے
دیدۂ و دستہ ڈالی آنکہ ابرو پہ ترسے
اک سروہی کا لگا کر ہاتہ جہگڑی کو چلا

مدتون سے عشق مین ہین خانمان برباد ہم
گہونٹ پیتی ہین لہو کی دمبدم جلاد ہم
موم کردین ایک دم مین آہ سے فولاد ہم
جہیلتے ہین مدتون سے آپکی بیداد ہم
رشک سے کہائین نکیون نکر ناوک بیداد ہم
جب کبہی کرتی ہین یادِ خنجرِ جلاد ہم
دنکو نالی کرتی ہین تو رات کو فریاد ہم
عشق مین اوس مہ جبین کی ہوگئے برباد ہم
کیا کرین گی ای اجل احسان ترا یاد ہم
غیر کی دل مین جگہ ہو اور نہ آئین یاد ہم
وان گنہگار اونکا ہوا یان ہوگئی برباد ہم
اپنی جینی سے ہہ تنگ آئی ہین او صیاد ہم
دیکہین کیون آنکہون سے سمتِ نرگس و شمشاد ہم
جان کی دشمن ہوئی از خود ہی او جلاد ہم
ایڑیان کب تک پڑی رگڑا کرین جلاد ہم

ادب جالی ہمین سینے مین ہوای شوق سے
گریبان کرتی مین جب اوس شعلہ رو کی یاد ہم

پیر زا یا نہ قدم ٹہلی تنے صاحب کے یون
پائمال اسطرح ہوتے تھے نہ یون برباد ہم

ولولہ دل مین وہی ہے سر مین سودا وہی
بند زلف یار سے اب تک نہین آزاد ہم

دست نازک کو تری صدمہ نہ پہنچا ہو کہین
توڑی توڑی دل مین ہوتی ہین بہت جلاد ہم

گوش دل سے ہے یقین سن لین بتان سنگدل
شکل ناقوس کلیسا گر کرین فریاد ہم

انکے پردے مین قضا آی یقین دلکو ہوا
مر مٹی جو دیکھکر آنکھین تری جلاد ہم

١٠٠

عرش تہرّاتا ہے اپنے شکل سے ای آبرو
ہین کسی مظلوم بیکس کی مگر فریاد ہم

٧

اونکے صورت کو دیکھتے ہین ہم
اپنی حیرت کو دیکھتے ہین ہم

درد سرا اونکو بوی گل سے ہوا
اس نزاکت کو دیکھتے ہین ہم

اوسکے کوچہ کی سیر کرتے ہین
باغ جنت کو دیکھتے ہین ہم

گریبان کرکی آپ روٹھتی ہین
اس شرارت کو دیکھتے ہین ہم

تیری قامت ہے یا قیامت ہے
یا کہ آفت کو دیکھتے ہین ہم

ہمکو دشنام غیر کو انعام
اس عنایت کو دیکھتے ہین ہم

پڑھکی ای یار سورۂ یوسف
تیری صورت کو دیکھتے ہین ہم

یاد بت مین خدا کو بہول گئے
اپنی غفلت کو دیکھتے ہین ہم

اونکی جاتی ہے نکلی جسم سے جان
اس نفاقت کو دیکھتے ہین ہم

دل اوٹہاتا ہے صدمۂ فرقت
اسکے طاقت کو دیکھتے ہین ہم

نام عاشق سے اونکو نفرت ہے
اس عداوت کو دیکھتے ہین ہم

واعظو کثرت خلائق مین — عین وحدت کو دیکھتے ہین ہم
نقشہ کھینچے گا اوسکا کیا بہزاد — جسکے صورت کو دیکھتے ہین ہم
ذبح کی وقت مجھسے کہتے ہین — تیری جرأت کو دیکھتے ہین ہم
دیکھکر اونکا لطف غیر کے ساتھ — اپنی قسمت کو دیکھتے ہین ہم
دامن دشت کی کئی پرزے — زور وحشت کو دیکھتے ہین ہم

١٠١
دیکھکر آبرو بتان حسین
حق کی قدرت کو دیکھتے ہین ہم
٩

نگہ یار پر فدا ہین ہم — زخمی ناوک قضا ہین ہم
اوس ستمگر سے کیا جدا ہین ہم — زندگانی ہی سے خفا ہین ہم
کمر یار کے تجسس مین — عازم کشور فنا ہین ہم
کیا غرض ہمکو حسن یوسف سے — عاشق روئی مصطفا ہین ہم
ربط رکھتے ہین زلف پرخم سے — فی الحقیقت بڑی بلا ہین ہم
دام گیسو مین اوس پریرو کے — ایک مدت سے مبتلا ہین ہم
کیا علاج اپنا ہو مسیحا سے — کشتۂ ناز دلربا ہین ہم
جذب دلمین نہ آہ مین تاثیر — کس مرض کی کہو دوا ہین ہم

١٠٢
آبرو پر جفا ہین کین لاکھون
اسپہ کہتی ہین باوفا ہین ہم
٧

کالا ڈسے بلا سے مرین اوسکے سم سے ہم — یارب رہا ہون کاکل پرپیچ وخم سے ہم
کیون ہمسی غم نہ انس رکھی اور غمسے ہم — ہستی مین ساتھ لائی ہین اسکو عدم سے ہم

ڈالین نگہ نہ حور پہ تیری سوا کبھی
کوچہ کو تیری بدلین نہ باغ ارم سے ہم

آتے ہے اسمین سیرِ دو عالم نظر ہمین
بہتر دل اپنا جانتے ہین جامِ جم سے ہم

آئی غریب خانہ پہ لیکر عدو کو ساتھ
باز آئی ایسی آپکے لطف و کرم سے ہم

بدتر ہے زیست موت سے ابتو خدا گواہ نہ
تنگ اسقدر ہین جور و جفائی صنم سے ہم

۱۰۳

اجاب سوئی ملکِ عدم چل بسی تمام
باقی اک آبرو ہین فقط اپنی دم سے ہم

۷

ردیف نون

کلامِ حق کا کیا کہنا عبارت اسکو کہتی ہین
فصاحت نام ہی اسکا بلاغت اسکو کہتی ہین

خوش و خرم ہی درد و عشقِ احمد سے دلِ محزون
خوشی ہے عین غم ہین ہے مسرت اسکو کہتی ہین

کھلے رہتی ہین آنکھین صورتِ تصویر یان ہر دم
یہ ہی ذوقِ لقا شوقِ زیارت اسکو کہتی ہین

کہین گے اور امت والے روزِ حشر حسرت سے
وسیلہ ہو تو ایسا ہو حمایت اسکو کہتی ہین

دمِ میلاد و وقتِ نزع امت کو نہین بہولے
اسے کا نام ھی الفت محبت اسکو کہتی ہین

کیا دو ٹکڑی مہ کو ایک اونگلی کی اشارے سے
کنایہ اسکو کہتی ھین اشارت اسکو کہتی ہین

تزلزل پڑگیا روزِ ولادت قصرِ کسرے مین
اسی کہتی ہین رعب و دبدبہ شوکت اسکو کہتی ہین

مدینی کی فضا ہی ملا لیجیے داغ عاشق ہے
کہ ہر اک دیکھکر کہتا ھی جنت اسکو کہتی ہین

شبِ اسرا ملی بی بی حق سے جاہے بخشش امت
عنایت ہو تو ایسی ہو شفاعت اسکو کہتی ہین

خیالِ مصحفِ رخسارِ احمد رہتا ہی دل مین
کلام اللہ اسکی ای قاری تلاوت اسکو کہتی ہین

عدو کی خیبر و خندق مین لوہا آپکا مانا
یہ ھی شمشیر کی بُرش شجاعت اسکو کہتی ہین

اوٹھاتی ہین لڑی پتھر بنی مین اُف نہین کرتے
یہ ہی دادِ الٰھی زور قوت اسکو کہتی ہین

نہین ہین آپکی خاتم مین جو اعجاز ہین امین
سلیمان سے کہو مہر نبوت اسکو کہتی ہین

شب میلاد روز عید سے بہی ہی کہین بڑہکر
جو ہین اہل صفا صبح سعادت اسکو کہتی ہین

خیال تیغ ابروی محمد مین سرا ہر دم
جہکا رہتا ہے سر شوق شہادت اسکو کہتی ہین

یہی ہین ہے جبین فرسائی اور چہٹ پہ ہم کرکے
کہین گی بدنصیبون سے کہ قسمت اسکو کہتی ہین

۱۰۴ ۱۶

غزل کیا آبرو تم نے قلم برداشتہ لکہے
اسی کہتی ہین پرگوئی طبیعت اسکو کہتی ہین

جفای چرخ سے جب ہم کبہی فریاد کرتی ہین
شہ ہردوسرا آکر وہین امداد کرتے ہین

جو ذکر قامت احمد کبہی گلشن مین آتا ہے
تو اوٹہکر سرو قد تعظیم وان شمشاد کرتے ہین

دل ویران مین دیتی ہین جگہ یاد محمد کو
ہم اس اجڑی ہوی اقلیم کو آباد کرتے ہین

فرشتی عالم بالا کی پڑہتی ہین درود اوسپر
جو ذکر بادشاہ عالم ایجاد کرتے ہین

جماتی ہین تصور انکا ہم چشم سے دل مین
اوسی آباد کرکے اب اسے آباد کرتے ہین

بدل اوصاف لکہتی ہین رخ پاک محمد کی
دعای نور کی تحریر ہم اسناد کرتے ہین

ہوای معصیت سے دل پریشان کیون ہوا اپنا
یہی جہونکی تو شمع زندگی برباد کرتے ہین

تصور خواب مین رہتا ہی رخسار مبارک کا
ہم آنکہین بند کرکی شب کو قرآن یاد کرتے ہین

کلیجہ تہام لیتی ہین ملک عرش معلے پر
جو ہم ہجر نبی مین نالہ و فریاد کرتے ہین

خیالات ہوائے حسرت گرد باد آسا
مجہے برباد کرلی ہین مجہی برباد کرتے ہین

۱۰۵ ۱۱

نکیسون ای آبرو ہم فخر اپنی فقر کو سمجہین
کہ خود الفقر فخری مصطفے ارشاد کرتے ہین

چہپالی تہو جو منہ تم ناز سے ہر بار دامن مین
نہ لگجاتی کہین آگ ای پری رخسار دامن مین

ادا سے تمنی آنچل روے رنگین پر نہین ڈالا
لیا ابر بہاری نے ہے یہ گلزار دامن مین

بہلا کیا فائدہ مجھ بیگنہ کے قتل ناحق سے
لگی گا خونکا دہبا بت خونخوار دامن مین

بہری اس گلشن ہستی مین اگر عمر بہر ہمنی
گل امید کی جا حسرتونکی خار دامن مین

دم رقص اوسکے گردش سے جہان چکر مین آتا ہی
پریرو ہے عجب انداز کی رفتار دامن مین

تصور مین تمہاری گوہر دندان کے رو رو کر
بہری ہین ہمنی بیگنتی در شہوار دامن مین

اگر مین عاشق مژگان [illegible] جاؤن
تو [illegible] آپ اگر [illegible] دامن مین

زمانہ تیرہ و تار ایک عالم کو نظر آتا
چہپا لیتا اگر [illegible] پوشش خسار دامن مین

نہین کم ہوتین مجھ وحشی پہ سنگ اندازیان انکی
لئی ہین طفل گویا دامن کہسار دامن مین

تجھے سوگند ہے اے دست وحشت روح مجنونکی
نہ بہنی پائی ثابت [illegible] تار دامن مین

می آشنا مونکو اپنی سر پہ جب کہیلی ہوئی دیکھا
چہپا [illegible] ستار دامن مین

نہ اثبات دہن ہو وجہ اسکی ہے یہی اے جان
چہپا لیتے [illegible] دم گفتار دامن مین

١٠٦

اگر منظور خاطر آبرو کا قتل ہے تم کو
پہ چھپائے بیٹھے ہو پہر کس لئے تلوار دامن مین

١٣

زلف جانان ہو اگر سایہ فگن پانی مین
سنبل تر کا نظر آئے چمن پانی مین

لوگ سمجہے کہ تہ آب ستارا ہے کوئے
نظر آیا جو ترا عکس ذقن پانی مین

ہی یہی جوشش گریہ تو گرین گی افلاک
ٹہر سکتے ہین کہین قصر کہن پانی مین

ڈوب جائین عرق شرم مین ماہ و خورشید
دیکہہ لین گر ترا چندن سا بدن پانی مین

اشک ٹپکین جو مرے یاد مین اون دانتونکی
کیون نہ پیدا ہون بہلا در عدن پانی مین

بحر الفت مین قدم اے دل ناقہم نرکہہ
سیکڑون طرح کی ہین رنج و محن پانی مین

پہنچی نکلی کبھی دریا مین جو ون غنچہ دہن
بلبلی گل ہون کہلے طرفہ چمن پانی مین

غرق مین تھا غرقِ شرم میں ہون بعدِ فنا
لوگ کہتے ہین کہ ڈوبا ہے کفن پانی مین

آنکھ ڈالی کبھی شوخی سے جو تو دریا پر
نظر آجائے وہین صاف ہرن پانی مین

آبرو ریزیان الفت مین جو سنتے میرے
ڈوبتی چاہ سے نل اور دمن پانی مین

۱۰۷

خون جگر ہو گی بھی دل مین کشین خود حاسد
آبرو چاہیئے و آب سخن پانی مین

۱۱

لبون سے وہ جلاتے ہین نگہ سے قتل کرتی ہین
عجب ہم کشمکش مین ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

ہمین ہے عشق سے رغبت نہین مرنی سی ڈرتی ہین
ہزارون جسنے ماری جان ہے ہم اوسپہ مرتی ہین

شبِ وصلت فورِ شوق سی بتیاب اب ہین ہون
اودہر وہ کم سنی سے اپنی شرماتی ہین ڈرتی ہین

جو ہر اک بات مین آتا ہی مُہری غیر یون ہمپہ
مقرر کہا ئی گا وہ منہ کی کوئی دن گزرتی ہین

دلِ عشاق حیران و پریشان ہوتی ہین کیا کیا
ہوا ہے جب رخِ دلدار پر گیسو بکھرتی ہین

نہ پوچھو حال ہمسی ای صنم فرقت کے راتون کا
پڑے رہتی ہین بستر پر نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

جو ڈوبی کوئی دریا مین اوبہر آتا ہی وہ اکثر
غریقِ بحرِ الفت لیکن ای دل کب اوبھرتی ہین

نہین آئی ہو تم ایجان تو سینی مین کہبرا کر
جگر اور دل نکل آنکہا باہر قصد کرتی ہین

گرفتارِ پریشانی ہین یان ہم اور وان ایدل
مقابل آئینہ ہر وقت ہے گیسو سنورتی ہین

فقط کافی ہے میری قتل کو اک جنبشِ ابرو
عبث تیغ آپ کیون مجھ بیگنہ کی خون سے بہرتے ہین

جھجکجاتی ہین جو وہ نشہ مین اکثر یہ باعث ہے
سمجھکر سانپ اپنی سایۂ گیسو سے ڈرتی ہین

فزون ہوتا ہے نورِ شمع جیسی گل کترنی سے
یونہی کٹوا کی سر عاشق بھی روشن نام کرتی ہین

غضب مین اور ہی ہوتی ہین کچھ انداز و ناز انکی
بگڑتی ہین حسین جسقدر جبرا و تنی ہی سنورتی ہین

لہو کی آنسوؤن روتی ہین یان پھر دل پریشان ہے | حنابندی وہان ہوتی ہے پھر گیسو سنورتے ہین

۱۰۸

نہ کرو لیکے دل جب آبروں نے یہ کہا اونسی
تو بولی ہنس کے ہان ہان تم سے ڈرتی ہین کرتی ہین

۱۵

جو زلف پریشان کے مارے ہوئی ہین — وہ صدقے ای جان تمہاری ہوئی ہین
یہ ظاہر بری دن ہمارے ہوئی ہین — جو شیدا و والہ تمہارے ہوئے ہین
بلا مین پہنائین گی لاکھون کے جانین — وہ پھر آج گیسو سنوارے ہوئے ہین
گلی اپنی کاٹی ہین لاکھون نے قاتل — جدہر ابروؤن کے اشارے ہوئے ہین
نہین ایکدم ہین جو پہلو مین تھمتے — کہین حضرت دل ہی پیارے ہوئے ہین
ملائی اون آنکھون سے کیا آنکھ نرگس — ہرن جنگی آگی چکارے ہوئے ہین
مین سب جانتا ہون نہ کچھ مجھسے پوچھو — رقیبون سے جو جو اشارے ہوئے ہین
نہین تمنی زلفون پہ چہرے کی ہے افشان — فلک پر عیان یہ ستارے ہوئے ہین
دل اہل عالم نہ زیر سم ہو کیونکر — وہ زلف پریشان سنواری ہوئے ہین
خدا کی لیئی ای صنم منہ سے بولو — کہ ہم اب تو بندی تمہاری ہوئے ہین
تصور ہے دل مین کسی نازنین کا — پری شیشی مین ہم اوتاری ہوئے ہین
ملین غیر سے آپ اور ہمسے روٹھین — کہین اسطرح بھی گذاری ہوئے ہین
قمار محبت مین اک بت سے ہم تو — متاع دل و جان کو ہاری ہوئے ہین
خدا کی قسم ای بت ان پریرو — ہم ایمان و جان تمپہ واری ہوئے ہین
جو ہر بات پر بگڑی جاتے ہین مجھسے — وہ غیرونکے شاید ابھارے ہوئے ہین
مجھے گر نہ اس چشم قاتل نی مارا — تو کیون جمع مردم یہ سارے ہوئے ہین

۱۰۹ — ۱۱

جو ہین آبرو کشتۂ غم مین بیٹھے
وہ بحر جہان سے کنارے ہوئے ہین

جو نالے ہم شب ہجر بت طناز کرتے ہین
قیامت شعلہ ہائی آہ برق انداز کرتے ہین

نہین ممکن ہے جینا کشتۂ تیغ تغافل کا
مسیحا بے سبب کیون دعوی اعجاز کرتے ہین

قیامت کا ہی ساماں پڑ گیئی ال چل دو عالم مین
یہ بت ڈہاتی ہین آفت یا خرام ناز کرتے ہین

بیان باغ جنت ہو چکا اب حضرت واعظ
گلستان عشق کی سنیئے جو ہم آغاز کرتے ہین

شکایت ہم تو اپنی بخت برگشتہ سے رکہتی ہین
گلہ کب تیرا چرخ تفرقہ انداز کرتے ہین

کیا رسوائے عالم نے سر نظارہ بازی نے
مجہے بدنام کیا کیا دیدۂ غماز کرتے ہین

یہ کس مست ادا کی آمد آمد آج ہے ساقی
کہ ہر جانب در میخانہ میکش باز کرتے ہین

عنان صبر ہاتہون سے نکل جاتی ہی عاشق کے
پری رو گرم جولان جب سمند ناز کرتے ہین

نہین عاشق یہ کچہہ موقوف ہے شیخ و برہمن تک
فدا جان اپنی تجہ پر ای بت طناز کرتے ہین

نہین مطلب ہے اگر اونکو نہو یان کسکو ہے پروا
عبث اغیار پر افشا دلو کا راز کرتے ہین

۱۱۰ — ۱۱

وہی ای آبرو ملتا ہے جو لکہا ہے قسمت مین
عبث مردم وہان حرص اتنا باز کرتے ہین

نہ بس جائی کہین دل وہ خرام ناز کرتے ہین
غضب رفتار ڈہاتی ہے ستم انداز کرتے ہین

جو قصہ درد دل کا ہم کبہی آغاز کرتے ہین
تو وہ کہتے ہین خود اپنا یہ افسانا کرتے ہین

تصور باندہتی ہین نزع مین اوس طفل کم سن کا
ضعیفی مین کتاب عشق ہم آغاز کرتے ہین

جلا دیتی ہین اپنی کشتگان ناز کو دم مین
یہ بت جادو کوئی کرتی ہین یا اعجاز کرتے ہین

عدو کی دل پہ چلتی ہی چہری کیا رشک سے ہمدم
مری جانب کبہی جب وہ نگاہ ناز کرتے ہین

لڑاتی ہین نگاہین دیدہ و دانستہ قاتل سے
ہم اپنی مرغِ دلکو طعمۂ شہباز کرتے ہین

سلامت کون اگر پھر گیا کوئی حسینان مین
بچا انداز سے کوئی تو بسمل ناز کرتے ہین

تمہین انصاف سے کہدو کہ کیونکر سر نہ پیٹو نین
فسون کرتی ہین آنکھین لب اگر اعجاز کرتے ہین

کبھی آنکھین دکھاتی ہین کبھی تیوری چڑہاتی ہین
دلِ عاشق پہ کیا کیا وہ معشوق ناز کرتے ہین

بیان کرتی ہین ہم اوصاف اوس رشکِ گلستانکے
زبان گویا برنگِ بلبلِ شیراز کرتے ہین

کھوائی آبرو پیشِ نظر تصویر ہے کسکے
جو اطفالِ اشک آنکھو نمین ترک و تاز کرتے ہین

نہ تو اے چشم یون ترکر گریبان آستین دامن
بنین گی ورنہ ابرِ تر گریبان آستین دامن

دمِ بخیہ گری رہ گئی مانندِ زخمِ دل
لہو کی گھونٹ پی پی کر گریبان آستین دامن

الٰہی کسکی مژگان یاد آئی عینِ وحشت مین
کہ تن پر بنگئی خنجر گریبان آستین دامن

جو سوتے وقت یاد آئے کبھی اوس آنکھ کی ڈوری
کئی پرزی سرِ بستر گریبان آستین دامن

نہ یہ دستِ جنون ثابت انہین دم بھر بھی رکھیگا
عبث سیتا ہی بخیہ گر گریبان آستین دامن

خدا رکھی سلامت اے رفوگر دستِ وحشت تو
کرین گی کیا بھلا سیکر گریبان آستین دامن

برنگِ ماہ پنا جب کبھی داغِ جنون چمکا
ہوئی پرزی کتان بنکر گریبان آستین دامن

بنی ہین یادِ زلف و ابرو و مژگانِ قاتل مین
سلاسل تیغ اور خنجر گریبان آستین دامن

جنونمین سنگِ طفلان سے یہ بہرا ڈر جاینگے پرزی
سیین ہم خاک اور پتھر گریبان آستین دامن

مگر پرزی کیے ہی آستین سراسر تیری رسوائی
خدارا ہی بتِ کافر گریبان آستین دامن

جنون کی جبکہ میری حال پہ چشمِ عنایت ہو
نہ دون پھر نذر مین کیونکر گریبان آستین دامن

برنگِ جامۂ گل آئی ہی فصلِ بہار اے دل
ہوئی ہین چاک یان تن پر گریبان آستین دامن

عدو سے جب اونہین دست و گریبان دیکھتا ہون مین
خوشی سے پہٹتے ہین تن پر گریبان آستین دامن

تپ غم کی حرارت سے لگی ہی آگ یان تن مین
نہون کیون جل کی خاکستر گریبان آستین دامن

۱۱۲ ۱۵

و بخشی ہے مجہے طاقت جنون نے آبرو جس سے
کرون پرزی ابہی سے گریبان آستین دامن

سحر تہا اوس پری کی چہل بل مین
آگئے خلق ساری ہل چل مین

تیغ قاتل نے میان سے جب لے
جہک گئے سر ہزارون مقتل مین

آئی جب سے وعدۂ وصلت
کیسی حجت ہے آج ہین کل مین

کیا کسے سے زبان ہار آئے
کیون گرہ تمنی دی ہے آنچل مین

تیری گہونگہٹ مین لاکہون فتنی ہین
شوخیان سر بسر ہین آنچل مین

جسکو دیکہا مرگیا بی موت
زہر اوس انکہ کی ہے کاجل مین

جان جنجال مین رہے اوسکے
جو پہنسا گیسوی مسلسل مین

سرنوشت ازل مین تہا اپنے
آئین گی ایک روز مقتل مین

چہوٹ جائین گی سیکڑون وحشی
فرق آیا جو زلف کے بل مین

میری انکہون مین جسقدر ہین اشک
اتنا پانی نہوگا بادل مین

باندہی جب قتل پر کمر تم نے
ڈہیر کشتون کا ہوگا مقتل مین

۱۱۳ ۱۲

آبرو کیون گہٹا کی نسبت دین
زلف کا رنگ کب ہے بادل مین

نہ تو صوفی ہون نہ ہون شیخ کہ رہبر مین ہون
آبرو ساری خدائی سے تو بدتر مین ہون

جا کر چہیڑا تہا وہ زلف معنبر مین ہون
فرق کیا اس مین خطاوار سراسر مین ہون

ابروی یارکا ایساہی کہ خنجر مین ہون
اور مژہ کا یہ اشارہ ہے کہ نشتر مین ہون

خدمت آئینہ برداری مجھے یار نی دی
ان دنون اپنی نصیبون کا سکندر مین ہون

نازکی مین کمر یار ہے مجھسے بڑھکر
لاغری مین کمر یار سے بڑھکر مین ہون

سرمین سودا ہے صنم گیسوئی مشکین کا تری
فقط اتنا تو خطاوار مقرر مین ہون

صورت یار ہے ہردم مری انگہونکے حضور
شکل آئینہ اوسی دیکھکے ششدر مین ہون

گیسوی یار مجھے مارہی رکہین گے کبہی
نہین ممکن ہے جو ان کا لون سے [illegible] مین ہون

رتبہ خضر ملا خاک نشینی سے مجھے
تیرے نقش کف پا خلق کا رہبر مین ہون

مجھسے رم ہے تجھی کسواسطے ای آہوچشم
یوز ہون تری نگہ مین کہ غضنفر مین ہون

دیکھکر قامت دلدار گیا ڈر اوسکا
اب تو بیخوف قیامت سے مقرر مین ہون

دل مرا کرتا ہی حب ظل ہما کی خواہش
سایۂ زلف یہ کہتا ہے کہ سرپر مین ہون

مجھہ مین اور یار مین حائل جو کبھی ہوتا ہے
جانتا آئینہ کو سد سکندر مین ہون

نام کیون شمع کی مانند نہ روشن ہو مرا
بزم جانان مین ہتیلی پہ لئے سر مین ہون

جسطرح دیکھکے آئینہ کو تم حیران ہو
یونہین صورت سے تمہاری متحیر مین ہون

۱۱۴

آبرو گر نہ بندہا یار کا مضمون دہن
پہر یہ کس منہ سے کہو گی کہ سخنور مین ہون

۱۶

ہر غمزہ دلستان ہے کسی دن کسے ندون
حیران عقل [illegible] ہی کسی دن کسے ندون

درد جگر جدا ہے جدا اضطراب دل
ہر ایک جانستان ہے کسی دن کسے ندون

طالب ہے اسکے تیغ ادا خنجر مژہ
سر دوش پر گران ہے کسی دن کسے ندون

بار گران ہے الم یاس فوج فوج
دل مختصر مکان ہے کسے دن کسے ندون

تیر نگاہ و ناوکِ مژگان ہین تاک مین | یہ دل عذابِ جان ہے کیسے دو ون کسی نہ ون

تصویر یا شبیہ خیالی پہ مر مٹون | دو قالب ایک جان ہے کیسے دو ون کسی نہ ون

۱۱۵

ای آبرو کرشمہ و ناز و ادائے یار
سو کا یک ایک جان ہے کیسے دو ون کسی نہ ون

۷

ستون کی شکل جو ہم بار بار دیکھتے ہین | یہ شانِ قدرتِ پروردگار دیکھتے ہین

ہوا ہے عشق کسی نوجوان کا پیرے سر مین | ہم عین فصلِ خزان مین بہار دیکھتے ہین -

خیالِ صحبتِ اغیار و یار آتا ہے | ہم چمن مین جو گل او خار دیکھتے ہین

نظر مین پھرتے ہے تاریکیِ شبِ فرقت | کبھی جو خواب مین ہم زلفِ یار دیکھتے ہین

کہین رقیب سے وہ ہمکنار ہین شاید | جو دلکو پہلو مین ہم بیقرار دیکھتے - ہین

رقیبِ رشک سے کانٹون پہ لوٹتے ہین جو ہم | کسیکے پھول سے رخ کی بہار دیکھتے ہین

۱۱۶

یہ کسکے آئینہ و عارض ہے آبرو کھیے
جو آپ جانبِ دربار بار دیکھتے ہین

۷

چلے افشان کو جبین پر وہ یہ فرماتے ہین | یہی تارے ہین کہ خورشید کو چمکاتے ہین

خود بدولت مری میت کو جو کفناتے ہین | یہ عطا خلعتِ رخصت مجھے فرماتے ہین

چرخ پر انکے ستارونکی جھپک جاتے ہی | صورتِ برق جو وہ دانت چمک جاتی ہین

بادہ کش ملکے بہم گاتی ہین ساون کیا کیا | ابر آ آکے جو میخانہ پہ چھا جاتے ہین

پھانسیان تیری ہے زلفین مجھے دیتی ہین مدام | بیڑیان تیرے ہے گیسو مجھے پہناتے ہین

نالکیا اشک فشان چشم رہے اے دلِ زار | چڑھکے دریا بھی تو آخر کو اتر جاتے ہین

خود غرض وہ یہ پرے ہین عیاذاً باللہ | کہتے مطلب کے اگر صاف اوڑا جاتے ہین

لکھین اوصاف نکیونکر ترے رخسارونکے | یہی مضمون تو اشعار کو چمکاتے ہین
نہ مضامین دہان و کمر یار سے ملے | یہ وہ طائر ہین نہین دام مین جو آتے ہین
لطف کسطرح شب وصل میسر آئے | ہے لحاظ اونسی مجھی مجھسے وہ شرماتے ہین

۱۱۷ — آبرو بزم مین اغیار سے ہوکر وہ دوچار
آٹھہ آٹھہ آنسوؤن ضد سی ہمین رُلواتے ہین — ۱۱

آہ سوز انکا گزر کب دلِ روشن مین نہین | برق کسدن شرر افشان مری خرمن مین نہین
جز ستم خاک ہے چشم بت پرفن مین نہین | شیوۂ راہبری قسمت رہزن مین نہین
ہوکے بیخود وہ چلے آئین کلیجہ تہامین | کیا اثر اتنا بھی ای دل تری شیون مین نہین
مرض ہجر سے اسد رحبہ سبکسار ہون مین | زور بازو مین توان دلمین وان تن مین نہین
مسی مالیدہ لب یار پہ جلیسے ہے بہار | رنگ روپ ایسا کبھی لالۂ وسوسن مین نہین
شعلہ حسن سے جو کوئی بتان مین ہی فروغ | وہ تجلی بخدا وادی ایمن مین - نہین
نالۂ گرم سے بلبل کی یہ گل کہملائی | کچھہ گزر فصل خزان کا ابھی گلشن مین نہین
داغ الفت سے کیسی وہ چپک ہے دلمین | خوف ظلمت پس مردن مجھی مدفن مین نہین
کیا کرین بادہ کشی دور خزان ہے بالکل | فصل گل نام کو بھی دہر کی گلشن مین نہین
بوندیان پڑتی ہین گھنگھور گھٹا چھائے ہے | ساتھہ وہ ساقی گلفام ہے گلشن مین نہین

۱۱۸ — جب سے سودا ہے کسی زلف سیہ کا اوسکو
آبرو کو نسے شب ہی کہ جو اولجھن مین نہین — ۱۱

وہ لکھون مطلع روشن تنہائی قد جانان مین | کہ جلکر جس سے ہو سرو چراغان سرو بستان مین
عجب کیا ہی گزر مجہ ناتوان کا کوئے جانان مین | نہین تہا مور کا کیا دخل درگاہ سلیمان مین

دل پُر داغ کا جلوہ ہے یون زلفِ پریشان مین
تری لب سے ہوا ہے لعل پانی کوہِ سیلان مین
ہوا ہے میل گیسو رُخِ پر نور جانان مین
نہین آتا مری دلمین خیال اوس حُور پیکر کا
دلِ پُر داغ کو ہردم ہے شغلِ نالۂ سوزان
لبِ شیرین سے باتین تلخ وہ ہمکو سناتی ہین
گدائی کوچۂ اُلفت اسیرِ حلقۂ کُلفت
تمہاری قدِ موزون کا اگر گلشن مین ذکر آئے
چینی ہے آج افشان کا گُلِ شبرنگ پیدا سینے
دہن کا اونکی مضمون ہمکو سمجھے کسطرح اے دل
ہر اک مردی ہین جان آئی قیامت کا ہوا عالم
بھار آئی ہے جوبن ہے چمن سیر آجکل گلچین

کہلے سورج مکہی کا پھول جیسی سنبلستانمین
تری آنکھونکی خاطر پس گیا سُرمہ صفاہانمین
یہ ربطِ اتفاقی ہے بھم گبرو مسلمانمین
پڑا ہے تفرقہ مدت سی بلقیس و سلیمانمین
ہوائی گرم کی چلتی ہین جھونکی اس گلستانمین
تماشا ہے کہ ہی تاثیرِ سم اس آبِ حیوانمین
یہ لکھتا ہی وہ مہ طلعت مجھے القابِ فرمانمین
تو عالم نخل ماتم کا ہو سمشادِ گلستانمین
چراغون کی چمک آئی نظر شامِ غریبان مین
نہین دخل آدمی کو ہے خدا کی رازِ پنہان مین
گئی جب فاتحہ خوانی کو وہ شہرِ خموشان مین
عنادل خوب گلچھرّی اوڑاتی ہین گلستانمین

۱۶
حسین اس شہر کی قابو مین یون ہین آبرو اپنی
کہ جیسی قاف کی پریان تہین تسخیرِ سلیمان مین
۱۵

پھکا دل ہر دم آہون سے پیرا یون سوزِ ہجران مین
رخ پر نور کا یون عکس ہی آہرو ہی جانان مین
نکھری لی پیراوس بت کی مرا پھر نالہ کش دل ہے
بہانہ کر کی بارش کا شبِ وعدہ نہین آتے
تری مجنون جو سر ٹکرائین ای لیلی منش اس سے

شجر جل جائی جیسی برف سے فصلِ زمستانمین
دکہائی دیتا ہے جسطرح منہ شمشیرِ عریان مین
الٰہی خیر ہو بگڑی ہے پہر شمشیر و پیکان مین
ڈبو لیتی ہین مجھی وہ جھونکی ہر روز طوفان مین
ہزارون رخنی پیدا ہون ابھی دیوارِ زندانمین

پڑا ہے عکس جو ان مین رخ پر نور قاتل کا — گل خورشید کا عالم ہے ہر اک زخم خندان مین

اگر خلوت مین نظارہ کسی بت کا میسر ہو — خدا شاہد ہے فرق آئی وہین زاہد کی ایمان مین

اوٹھا لی خوب جی بھر کی مزی یہ شب غنیمت ہے — نہ رہ جائے کوئی ای شوق ارمان وصل جانان مین

حیات جاودانی پائی جو اوسکے شہیدون نے — بجھے اوس ترک کی شمشیر تھی کیا آب حیوان مین

دل غمکش کو برما کر کلیجے مین اوتر آیا — غضب کے توڑ ہین ای ترک تری تیر مژگان مین

خیال زلف مین بھی دھیان جب اوس رخ کا آتا ہے — چمک جاتا ہی داغ دل شب تاریک ہجرامین

دل پر خون کی کیفیت دکھائی ہجر مین ان کو — نہ رکھا ہمنے یاس و حسرت و حرمان کو ارمان مین

تمہاری حسن کی پرتو سے روشن بدر کامل ہے — تمہاری نور کا جلوہ ہے خورشید درخشان مین

لیا تیغ زبان سے کام تیغ تیز کا ای دل — کٹی اعدا کی جو بات ہمنے بزم جانان مین

۱۲۰

کہے ہے تو خود بدولت بھی کلام آبرو دیکھین

مرصع ہے غزل ہر ایک صاحب اوسکی دیوان مین

۱۵

خط شبگون جو یاد آیا خیال زلف پیچامین — کئی دامن کی پرزی پردہ چاک گریبان مین

پہنسایا دل مرا تقدیر نے گیسوی پیچان مین — زلیخا نی مقید کر دیا یوسف کو زندان مین

تصور مین جو اوس ابرو کی پہاڑا ہے اسی مینی — تو نقشہ ہے ہلال عید کا چاک گریبان مین

گر وحشت مین داغ آتشین اپنا چمک جائی — تو عالم مہر کا ہو ذرہ ریگ بیابان مین

نکیونکر شرم سے پانی سی سر پہوڑین تری وحشی — سوائی سنگ ہی کیا خاک کوہستان کے دامان مین

دہڑی مسی کی کب ہے یار کی لبہائی رنگین پر — گل سوسن ہے شان لرزیسی شاخ مرجانمین

کسینے نے سچ کہا ہی دوڑ مسجد تک ہے ملا کے — تری وحشی جو نکلی شہر سی پہنچی بیابان مین

گلہ سی باز آ ای دل کہ دیر آید درست آید — نکہہ اگر او نہین تاخیر ہی کچھ عہد و پیمان مین

ہوی زائل نہ کلفت میری دلکی اشک ریزی سے ۞
غبار اس وحشت کا اوڑتا رہا ہے عین بارش مین

چہ کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۞
عبث ای دل ہے حسرت وصل کے ایام ہجران مین

خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید ۞
بہت بہتر ہے ضبط آہ ای دل ہجر جانان مین

جوان مردان نتابند از کسے رو ہو جو کچھہ ہمت
نکل آئین ہماری رو برو اغیار میدان مین

١٢١ — ١٢

غزل مین روزمرہ چاہیئی ای آبرو لکھنا
وہ مضمون خبط ہے آئی نہ جو فہم سخندان مین

کس غیرت قمر کا میری دل مین گھر نہین
کس مشتری کا اس گذری مین گذر نہین

کس دلمین جستجوی دہان و کمر نہین
در پیش کسکو ملک عدم کا سفر نہین

یہ نالہ کیا ہی جسپہ کوئی نوحہ گر نہین
کس کام کی وہ آہ ہی جسمین اثر نہین

یہ ہمنشین ہے کسلئے ہر بات پر نہین
آزردہ دل کسیکا کسی سی اگر نہین

آتی نظر اجہوتہ تار نظر نہین
دیکہے جو خلق کچھہ رگ گل وہ کمر نہین

باز آتا اپنے ظلم سے یہ کینہ ور نہین
اونالی ٹرپہکی چرخ کی لیتا خبر نہین

کیون ہو نہ دلمین الفت اصنام جاگزین
زاہد نہو جو وقف خدا کا وہ گھر نہین

می نوشی مین وہ ساقی مہوش نہین شریک
اس دور آفتاب مین دور قمر نہین

جھگڑا چکا جو موت شب ہجر آ گئے
ہوتا یہ قصہ اونسے کبھی مختصر نہین

آئیگا اس سے جوش مین دریائی مغفرت
ابر کرم ہے یہ مرا دامان تر نہین

کب تو نہین ہے دلمین مری ای خیال یار
پتلی کیطرح ترا کب انکہون مین گھر نہین

یا رشتۂ حیات ہے یا جادۂ عدم
نادان ہین وہ جو کہتی ہین اونکی کمر نہین

انکہون مین سبکی ربط عدو سے ہوئی سبک
وہ رعب و داب آپکا وہ کر و فر نہین

قہر خدا ہے خندۂ دندان نمای یار
کرتے چمک چمک کے یہ بجلی کدہر نہین

مژگان پہ اشک دلمین طپش لب پہ آہ سرد
کسو اطلی ہے عشق کسیکا اگر نہین

جوڑا تمہاری بالونکا شاید کہ کہل گیا
سیوجہہ پیچ وتاب مین موی کمر نہین

اک تو ہے راہ ملک عدم یو نہین پر خطر
طرّہ یہ اور اوسپہ ہے زاد سفر نہین

تسخیر اس سے ہوتے ہین دم مین تمام دہر
دنیا مین کوئی نقش یہ از نقش زر نہین

روکا یہ کہکی وقت سحر ہمنے یار کو
چہاگل تمہاری پاؤن کی بولی گجر نہین

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست
کچہہ انقلاب دہر سے ہمکو خطر نہین

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
لین دلکو شوق سے وہ مجہے درگذر نہین

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر
کیونکر کہون کہ اُنکو میری خبر نہین

از بخت شکر دارم واز روزگار ہم
کہتے ہین حاسدونکے وہ رشک قمر نہین

ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے
حاصل بدام بوسۂ عناب تر نہین

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
ایدل اسیر رنج کبہے نلے خبر نہین

۱۴۲

ذہن لطیف تو ہمہ فکر نکو کند
مضمون بست آبرو مدّ نظر نہین

۱۰

گیا جب سیر کو وہ گل چمن مین
نکالین سیکڑون شاخین سمن مین

اوسے کا جلوہ ہے ہر سو چمن مین
سمن مین ارغوان مین نسترن مین

اوسی نے کچہہ اوٹہایا چاہ کا لطف
جو دل ڈوبا تری چاہ ذقن مین

دل صد چاک میرا بن کی شانہ
رہا اوس بت کی زلف پرشکن مین

وہ لاغر ہون نہ پائین گی نکیرین
میان گور میت کو کفن مین

منہ تا یہ حمیں پشت سر ہرگز
سکت ہوتی اگر چرخ کہن مین

خرام ناز سے تیری ہین رو پوش
جمل مین کبک اور طاؤس بن مین

لگایا ہاتھ کاکل کو تو بولے
نہین شک آپکی دیوانی پن مین

لب شیرین کی ہم لکھتے ہین اوصاف
حلاوت کیون نہو اپنی سخن مین

١٢٣

عدم مین ہین سے تھے آبرو ہم
نہنسے اگر یہان رنج و محن مین

١٠

کس منہ سے ہم کہین کہ بتونکے دہان نہین
الحق کہ اوسکے وصف کے لایق زبان نہین

گر نالہ و بکا کا یہے زور شور ہے
اک روز یہ زمین نہین ہے یہ آسمان نہین

دل مین قیام کیون نہین کرتی ہو جان جان
یہ تو مکان تمہارا ہے میرا مکان نہین

طول شب فراق سے اوسکے بلا ڈری
جینے کا جسکو اپنی سحر تک گمان نہین

جانی سے تری موت ہی آئی ہے زندگی
پھر کسطرح کہین کہ تو عاشق کی جان نہین

ہر دم سوال بوسہ پہ انکار کے سوا
اک روز اوسکی منہ سے سنی ہمنی ہان نہین

وہ انکھ کور ہے جو نہ دیکھے ترا جمال
وہ دل ہے سنگ سخت جو تیرا مکان نہین

وہ کان کیا ہین جو نہ سنین ذکر دوست کا
وہ کیا زبان ہے یار کا جس سے بیان نہین

وہ ہاتھ کیا جو طوق کمر یار کے نہون
وہ پاؤن کیا جو راہ طلب مین رواں نہین

١٢٤

نام و نشان نے کر دیا بدنام آبرو
اچھے رہی وہ جنکا کہ نام و نشان نہین

١٠

نظر مین دولت دنیا ذرا نہے مال نہین
غنی ہون حرص کے باعث شکستہ حال نہین

خدا کیواسطے باتو نہین اسکو ٹال نہین
کہ بار بار میسر شب وصال نہین

سوائے قدِ صنم دل کو کچھ خیال نہین
ہماری باغ مین جز سرو کی نہال نہین

ہماری طائرِ دل کی لٹی پہ بچھا ہی دام
تمہاری آنکھوں نین ڈوری یہ لال لال نہین

جو کچھ گلہ ہے تو ہے اپنے جذبۂ دل سے
کشیدگی سے تمہاری ہمین ملال نہین

جو رند دیتی ہین واعظ تو کیون نہین پیتا
شراب مفت کی قاضی کو کیا حلال نہین

نہین ہین پست مضامین پسندِ طبع بلند
جہان ہے شیر کا مسکن وہان شغال نہین

تمہاری چشم سے آہو یہ دبکے کہتے ہین
اگر لڑائین پھر آنکھین تو ہم غزال نہین

فقیر مست ہین نفرت ہے شکل دنیا سی
ہماری لاؤ صحبت یہ پیر زال نہین

پسند کیا کرین میکش دکانِ زاہدِ خشک
کہ جسمین مے ہی نہین بٹھتی نہین کلال نہین

یہ ایک ترک کماندار کی نشانی ہے
خدنگ سینے سے جراح تو نکال نہین

تری خرام سے ای سرو باغ محبوبی
برنگ سبزہ جگر کسکا پائمال نہین

ہر ایک بات پہ صاحب نہ دیجیے دشنام
زبان سنبھالیے اچھے یہ بول چال نہین

تمہارا تیرِ مژہ کام دیگا بے پیکان
یہ وہ خدنگ ہے درکار جسکو بھال نہین

بھر آئی پانی جو منہ مین بیانِ واعظ سے
ٹپکتے حور پہ ایسے تو اپنی رال نہین

١٢٥
نگاہِ لطف کا ہے آبرو فقط طالب
خداگواہ صنم اور کچھ خیال نہین
١٢٦

وہ ہی ہر وقت اب پیشِ نظر اے دل ہمارے ہین
تصور کی بدولت اونکی ہم منت گذاری ہین

ذلیل و خوار و رسوا یہ لقب بیشک ہماری ہین
بجا ہے ای بتو جو کچھ کہو بندے تمہاری ہین

کبھی بکھرائی ہین زلفین کبھی گیسو سنواری ہین
ہماری مرغ دل پر تمنے کیا کیا جال ماری ہین

ہوئی وحشت انہین صحرا مین پھرتی ماری ماری ہین
تری آنکھو نکی آگی ای پری آہو بچاری ہین

نہ دیکھے روز ایسی سخت دشمن بہی کوئی یارب
بتونکی عشق مین جیسے کہ ہمنے دن گزاری ہین

پسینے کی نہین قطرے ہین اوس زلف معنبر پر
شب تاریک مین گویا چمکتے یہ ستاری ہین

مُزین تہا سرونپر جنکے کل تک افسر شاہی
پڑی خاک لحد مین آج وہ پاؤن پساری ہین

تفاوت روز و شب کا ہی فقط ورنہ دل مضطر
شب فرقت مین اپنے حشر کی آثار ساری ہین

مژہ کی سیکڑون بسمل نگہ کی سیکڑون کشتی
بہت خنجر کے گہائل ہین بہت برچہی کی ماری ہین

گرائی گا ہمین چاہ عدم مین دیکہنا اک دن
یہی گر ابلق ایام کی ابدال تراری ہین

دل اپنا ایک مدت سے حسینونکا ہوا مسکن
عمل سے یہ پری رو ہمنے شیشی مین اوتاری ہین

رقیب روسیہ کرتا ہے شانہ اونکی زلفونمین
غم و اندوہ کے چلتے ہماری سر پہ آری ہین

۱۲۶

زیان و سود سے اسکے ہمکیون ہون آبرو واقف
لئے ٹک تعشق مدتون سے ہم اجاری ہین

۱۳

اور اب ہتیار کیا اوس ترک کو درکار ہین
تیر نظرین ہین مژہ خنجر بہوین تلوار ہین

ہین وہی عاقل کہ جو محو جمال یار ہین
جو کہ ہین زلفونکی دیوانی وہی ہشیار ہین

چاک ہو کیونکر گریبان جاؤن کیونکر سوی دشت
ضعف سے وحشت مین میری دست و پا بیکار ہین

انکے گنجائش کہین ہے جز دل عاشق نہین
قصہ زلف دراز یار وہ طومار ہین

نالہ و آہ و بکا و درد و الم رنج و محن
تری فرقت مین انیس اپنی یہی دو چار ہین

وہ نگاہین اور انکہین اور پلکین اور بہوین
بجلیان ہین برچہیان ہین تیر ہین تلوار ہین

کردیا ہے عشق مژگان نے کسیکے یہ ضعیف
رونگٹی بہی اپنے جسم ناتوان پر بار ہین

مہر و مہ برق و شرر کرتے ہین اوسنی کسب نور
یار کی رخسار بیشک مطلع انوار ہین

کیون چہپائین چشم و لب سے آپکی دیتی ہین جان
مار ڈالین یا جلائین آپ ہی مختار ہین

ہم جہاں لاکھوں ہزاروں جان بلب صد با مریض
چشم فتان کے تری بیمار سے بیمار ہیں

جھوم کر آتی ہیں بادل چلتے سے ٹھنڈی ہوا
تاک میں بنت العنب کے اندنون میخوار ہیں

۱۲۷ ۹

بادہ انگور کا ای آبرو ہے نشہ کیا
مست وہ ہیں جو شراب عشق سے سرشار ہیں

محو حیرت ہیں گھڑی عاشق تری دربار میں
یا جڑی ہیں قد آدم آئنے دیوار میں

آبلہ پائی نہ میری گر کری سیراب اوسی
تشنگی سے کانٹے پڑ جائیں زبان خار میں

راتدن آرائش کاکل میں رہتا ہو وہ شوخ
دل ہے جو پابند اوسکا گیسوئی خمدار میں

یخط سبز سوئے ہیں دل لاکہوں کر ہمارا ربلا
یہ عجب اندھیر ہے اس زلف کی سرکار میں

جو نکلتے ہر گام پر ہیں خفتگان زیر خاک
شور محشر ہے تری پازیب کی جھنکار میں

فے الحقیقت عشق تھے ایدل ہے پیغام اجل
سامنا ہے موت کا ہر وقت اس آزار میں

کسطرح اوٹھی وہ چشم نرگسین میریطرف
طاقت اوٹھنے کی نہیں باقی ہے اس بیمار میں

ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم
ہو سو ہو دل ہمنی ڈالا بحر عشق یار میں

۱۲۸ ۵

یاد خط سبز سے آئی ہوئی پھر زخم دل
آبرو واولٹا اثر ہے مرہم زنگار میں

وہ بت جنگجو بھلا پاس ہمارے آئی کیون
مد نظر جو صلح ہو آنکہ وہ پھر لڑائی کیون

آلیتے ہین یاد جب ستم کہتے ہین پھر کی آہ ہم
ہمنے جفا شعار سے دلکو لگایا ہائی کیون

طبع ہو جسکے بیوفا رحم نہو جسے ذرا
کہنے سے میرے وہ بھلا راہ وفا پہ آئی کیون

غیر سے چھپکے ای صنم ملتی ہو تم تو دمبدم
صدمہ و رنج و درد و غم میرا یہ دل اوٹھائے کیون

چھری سے صاف آپکی عشق ہی آبرو عیان

١٢٩ گر نہین آیا دل کہین پھر ہی یہ ہائی ہائی کیون ٩

سُنین نہ لُطف سے مین کیونکر حضور کی باتین
کہ لطف دیتی ہین ہمکو سرور کی باتین

جھکائین کان جو آپ اسطرف تو عرض کرون
کہ ہین حضور سے کہنا ضرور کی باتین

سُنائین حضرتِ موسیٰ سے تو طالبِ دیدار
سُنین گے گوشِ دل سے جانشی طور کی باتین

غرض ہے ہمکو تو اِی واعظ آدمیت سے
سُنائین آپ نہ غلمان و حور کی باتین

نہین ہے آج زمانے مین کوئی تُسا حسین
کرو نہ کیلیئے صاحب غرور کی باتین

حسین بنائے ہین کیون عشق کیون کیا پیدا
نہ سمجھا کوئی بھی ربِ غفور کی باتین

یہ ملکی خاک مین کہتے ہین کیا خدا حالی
سُنین کسیسے نہ اہلِ قبور کی باتین

کبھی تڑپتا ہے تاہون کبھی او پھلتا ہی
وہی ہین اپنی دلِ ناصبور کی باتین

١٣٠ ٨

وہ آبرو سے یہ ایمائی وصل پر بولے
نکالین تمنے وہی پھر فتور کی باتین

ہین وہ اچھے جو بُرونکو بھی بھلا کہتے ہین
ہین بُری خود وہ کسیکو جو بُرا کہتے ہین

قہر ہین سحر ہین آفت ہین غضب ہین جنکو
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کہتے ہین

واعظون کی ہین نصیحت نہین سُنتا اصلا
کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ یہ کیا کہتے ہین

عاشق و شیفتہ و خستہ و رسوا و ذلیل
آپ جو کچھہ مجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

جو کہ عاشق ہین ترے تیغِ ادا کے قاتل
آبِ شمشیر کو وہ آبِ بقا کہتے ہین

وہ ترا حسن خداداد ہے ماشاء اللہ
دیکھکر اہلِ جہان صلِّ علیٰ کہتے ہین

بیچکے نقدِ دل و دولتِ جان و ایمان
اور اب آپ یہ فرمائی کیا کہتے ہین

زندگی مین کوئی آرام نہ پائیگا کبھی

١٣١ — ٧

آبرو و ہم یہ فقیرانہ صدا کہتے ہین

یہ تو ظاہر ہے کہ اچھا یا برا کہنے کو ہین — پر نہین معلوم حاسد تیرے کیا کہنے کو ہین

ماجرائے شدتِ جور و جفا کہنے کو ہین — تجھ سے ہم کچھ حالِ دل ای بیوفا کہنے کو ہین

اپنا اپنا منہ گریبان مین تو دیکھین ڈالکر — اک مجھے کو دوست اور دشمن برا کہنے کو ہین

وہ کہان ہین دوست صادق اور کیسی دوستی — سب برائے نام ابتو آشنا کہنے کو ہین

تیغ و خنجر کے تری قاتل جو لب ہین خونچکان — کچھ میری زخمونکا شاید ماجرا کہنے کو ہین

جو نگاہِ بد سے دیکھین اونکی انکھین پھوٹ جائین — خاک اونکی منہ پر جو تجکو برا کہنے کو ہین

١٣٢ — ٨

یار تو نازک دماغ ای آبرو ہی اور ہم
ماجرائی دردِ دل بے انتہا کہنے کو ہین

تری مژگان کے کچھ انداز ان سب سے نرالی ہین — نہ خنجر ہین نہ نشتر ہین نہ چھریان ہین نہ بھالی ہین

لبِ معجز نمائی گر کیا زندہ ہزارونکو — تو اس چشمِ فسونگر نے کرورون مار ڈالی ہین

جھٹک دیتی ہین ہم افشان جو اکثر اونکی زلفون پر — اسی صورت سے کالونکو بناتی کوڑیالی ہین

کیا ہوگا مداوا ایسے ویسی دردمندونکا — مریضانِ محبت کب مسیحا نے سنبھالی ہین

غرور ان زاہدانِ خشک کو جو انتہا کا ہی — قصورِ خلد کے شاید کہ پاس انکی قبالی ہین

سرِ عاشق قلم ہونا تو بسم اللہ ہی اسکے — کتابِ عشق مین اسسی فزون صد با مقالی ہین

نہ رکھہ ای دل قدم تو کوچۂ زلفِ حسینان مین — نہایت یہ کڑی منزل ہے اسکے کوس کالی ہین

١٣٣ — ١١

ہماری چشمِ پر نم کی مقابل آبرو ہرگز
نہ کچھہ ہے گریۂ شبنم نہ ابرِ تر کی جھالی ہین

اگر چلمن سے وہ انکھین لڑائین — تو بیٹھے بیٹھے سے فتنی اٹھا لین

۱۳۴ — ٦

جو دزدیدہ نگہ سی دل چرائین ❊ وہ کیون عشاق سی آنکھین لڑائین
جو وہ مثل صبا گلشن مین آئین ❊ ہنسین گل اور غنچی مسکرائین
پڑہین جن پر درودین دیکھکر ہم ❊ وہ اولٹے حیف صلواتین سنائین
قیامت قد ستم غمزہ غضب ناز ❊ بلا زلفین ہین آفت ہین ادائین
تری تیر نگہ سے او کماندار ❊ جگر کو دلکو کس کس کو بچائین
میرے نالونکو سنکر کہتی وہ ❊ فقیرانہ ہین یہ کسکے صدائین
نہ دیکہے آنکہ اوٹہا کر بہی وہ گلرو ❊ ہتیلی پہ جو ہم سرسون جمائین
جو زلفونکی تمہاری ہون خطاوار ❊ او نہین لازم ہین پہانسی کی سزائین
ترحم جان عاشق پر خدا را ❊ کہان تک او بت بد ظن جفائین

خداہی آبرو زلف بنی پر
خدا سب اوسکے بخشی گا خطائین

۱۳۵ — ۸

ستمگر ہین تری ترچہی نگاہین ❊ تو آفت ہین صنم اپنی بہی آہین
اثر اپنا دکھائین گریہ آہین ❊ کرین اوس سنگدل کی دلمین راہین
نہ ہرگز مین کرونگا ترک الفت ❊ مجہے گو آپ چاہین یا نچاہین
معتبر یہ چہپیان ہین تری پلکین ❊ بلا شک تیر ہین تری نگاہین
تری زلفونکو رہتے ہین پریشان ❊ پریرو بیکسونکی اکثر آہین

کرین الفت کسی سے آبرو کیون
اگر چاہین تو لازم ہے نباہین

قتل کرتی ہین مجہی تیری ستمگر پلکین ❊ یہ چہپیان ہین کہ چہری تیر کہ خنجر پلکین

دل عاشق اوٹھا لیتے ہین سنگینو نیم — پالیتین ہین یہ تلنگون کی مقرر پلکین
شب فرقت مین بہلا نیند کا آنا کیسا — نہین کمبخت بہم ہوتی ہین دم بہر پلکین
کر دیا سینۂ عاشق کو مشبک دم مین — توڑ تیر ون کا دکہاتی ہین سراسر پلکین
قتل عاشق کو ای قاتل عالم پیشک — تیغ ابرو مین تری اور ہین خنجر پلکین
زلف ناگن ہے نگہ سحر ہے انکہین جادو — اور ہے قہر خدا کا ترے کافر پلکین
تیر کی شکل یہ ہین اور وہ بعینہ ترکش — اس لئی قلب مین رہتی ہین ستمگر پلکین

۱۳۶

آبرو معجزہ بہی کہ صفائی اسکو
قتل عالم کو کیا خون سے نہین تر پلکین

۱۳۷

بزم مین غیر سے کل خوب لڑائین انکہین — مجکو اوس شوخ نے دیکہا تو جہکائین انکہین
ہمنے جسکے لئی رو رو کی گنوائین انکہین — ہای اوسنے نہ کبہی ہم سے ملائین انکہین
اونکی دیدی کی صفائی سے حذر لازم ہے — سیکڑون خون کئی اور نہ لجائین انکہین
طرہ او سپہ ہے کہ چوری سے سراسر انکا — پہلے تو دل عاشق جو چرائین آنکہین
صورت آئینہ ہو جاؤ گی تم بہی حیران — اپنی تصویر سے تمنی جو لڑائی انکہین
سرخ یادرخ گلگون مین یہ ہو جاتی ہین — جاہین گی رو رز جو کہنی ہوئین آئین انکہین
دیکہنے سے تری زلفون کی ہوا سود ائے — سر یہ [illegible] کیا نہ بلائین مری لائین انکہین
نیند بہی اوڑگئی ای رشک قمر فرقت مین — انکہ لگتی نہین جب سے لگائین انکہین
مہربان سب تہی جو تہی چشم عنایت تیری — پہرتی ہے تیری نظر سب نے دکہائین انکہین
تارے چہٹکی یہ نہین ہجر بت مہرو مین — چرخ نے میری ڈرانی کو دکہائین انکہین

انکھین رو رو کی گئین میری ہوئی غصّی وہ | یہ ہے اعجاز کہ اندہی کو دکھائین انکھین
مُصحفِ رخ کی تلاوت کرین طاہر ہوکر | اس لئی اشک کی دریا مین نہائین انکھین

۱۳۷
انکھین پتہر اگئین غش آگیا بیہوش ہوئی
آبرو یار نی جب ہمکو دکھائین انکھین
۱۲

مرغِ دل کا حیف ہو او سکے نہ مسکن ہاتہہ مین | طائرِ رنگِ حنا کرلے نشیمن ہاتہہ مین
زلف کو اپنے لئی ہے یون وہ پُرفن ہاتہہ مین | جیسطرح رکہی فسونگر کوئی ناگن ہاتہہ مین
اپنی دامن کیطرح اوسکو کرون مین چاک چاک | پاؤن ای وحشت اگر صحرا کا دامن ہاتہہ مین
مرچکا ہونین گمان سکتی کا اب بیکار ہے | کیون لئی پہرتا ہے آئینہ وہ بدظن ہاتہہ مین
کیجئے جور و تعدی فلک نے انکو پائمال | عاشقونکی لائی دل مشفق من ہاتہہ مین
اشک سے بارش کی کیفیت دکھا دیتی ہین یہ | مردمک رکہتی ہین بہادون او ساون ہاتہہ مین
ہون وہ میکش کاٹکر اپنا گلا مرجاؤن مین | شیشۂ مے کی اگر آئی نہ گردن ہاتہہ مین
دستِ شفاف اوسکے دیتی ہون جب آئینہ کا کام | آرسی پہر کسلئے پہنے وہ بدظن ہاتہہ مین
کیا ہو پہر بندہ کو واعظ نیک و بد پر اختیار | جب ہو دل اللہ کی ای مشفق من ہاتہہ مین
قتل تو کرتا ہے قاتل دہیان اسکا بہی رہی | حشر کی دن ہوگا میری ہی ترا دامن ہاتہہ مین
کر سکے ایسی امید ہے جو اپنی قتلِ عام | کسلئے رکہی وہ قاتل تیغِ آہن ہاتہہ مین
پارہ پارہ تیغِ قاتل سے ہوا ہے میرا تن | بخیہ گر نادم نہو کیون لیکی سوزن ہاتہہ مین

۱۳۸
جیسے خالی ہاتہہ تو آیا ہے جائیگا یونہین
آبرو کچہہ بہی نہوگا بعدِ مُردن ہاتہہ مین
۱۴

گرد ہی فتنی بپا عالم مین جنسے چل کی پاؤن | ہر دم انکھونمین میری پہرتی ہین اوس چنچل کی پاؤن

برق کی صورت کبھی یان ہے کبھی وان ہے وہ شوخ
ایک جا بجلی نہین رہتی ہین اوس چنچل کی پاؤن

دلکو ہاتھون ہاتھ لیجاتا ہے ہر انسان کی وہ
چاہیئی اب چومنا اوس بت کا بایان ہلکی پاؤن

دوڑتا پہرتا ہون مین صحرائے وحشت خیز مین
سنگل پائے آہوئی وحشی ہین مجہہ بیکل کے پاؤن

روز آ آ کر جلاتی ہے تپ فرقت مجہے
یا الٰہی جلد خاکستر ہون اسکے جل کی پاؤن

وادیٔ وحشت مین آخر ہوگئی پر آبلہ
تہی جو مجہہ وحشی کی راحت یافتہ اول کی پاؤن

کیون گران جانسی اپنی مین نہ تڑپون دمبدم
یاد آتی ہین مجہی اوس نازنین کی ہلکے پاؤن

نرمیٔ اعضا کا اوسکے وصف کس منہ سی کرون
ہاتہہ ریشم کی شکم قاقم کا ہی مخمل کی پاؤن

وادیٔ پر خار وحشت طی کیا ہاتہونکی بہل
آبلون سی جب ہوئی بیکار میری پہل کی پاؤن

ڈگمگاتی ہین ہوا بہی یہ اب چلنی کی وقت
ہوگئی یہ ناتوانی کی بدولت ہلکی پاؤن

ابتو ہر اک گام پر ہوتی ہین بسمل سیکڑون
خوب ہے تمنی نکالی میری دلکو جہل کی پاؤن

موسم بارش ہے تمنی نہین پائی کبہی
روبروئی چشم دریا بار اس بادل کی پاؤن

پہنچتے ہیں کسطرح چوٹی پہ یہ ہر نخل کے
ظاہراً کیہہ ہاتہہ ہین ایدل نہ ہین کونپل کی پاؤن

١٣٩ ١٤٠

سیر دریا آبرو کی ہو اگر اوسکے بغیر
آب کی مانند بہ جائین ہماری گل کی پاؤن

سرخوش ہین طائرانِ خوش الحان چمن چمن
چہایا ہوا ہے ابر بہاران چمن چمن

ہے شور آمد شہ ذیشان چمن چمن
پہولا پہلا ہے روضۂ رضوان چمن چمن

حورین شگفتہ خاطر و غلمان ہین باغ باغ
آراستہ ہے روضۂ رضوان چمن چمن

گل گوش بنگئی ہمہ تن از پی ہزار
پہولون سی پر ہے باغ کا دامان چمن چمن

فرمانِ حق یہہ خلد مین پہنچا ہوا ہے آج
تہالی بہری ہون آب سی رضوان چمن چمن

ہان فرش چاندنی کا بچھے آج جابجا | پھیلا ہی روشنی مہ تابان چمن چمن
آئی نکویان ہے سرو گلستان سرمدی | بن جائین سرو سرو چراغان چمن چمن
سنکر نوید آمد محبوب کبریا | فردوس باغ باغ ہی رضوان چمن چمن
انکھونکا فرش حورین بچھاتی ہین ہر روش | مژگان سے جھاڑتی ہین جو غلمان چمن چمن
ہر سو بہار پڑتی ہے ہر گل ہے خندہ زن | سبزہ نہال صحن گلستان بہ چمن چمن
گل شاخ شاخ پر ہمہ تن چشم بن گئے | نرگس ہے فرط دید سے حیران چمن چمن
ہونگی شگفتہ غنچۂ دل کہتی ہین یہ گل | آئی جو سیر کو وہ خرامان چمن چمن
رقصان ہوائی شوق سی ہر گل ہی شاخ پر | ہے نغمہ سنج مرغ خوش الحان چمن چمن

۱۴۰

ای آبرو ہے تمنے عجب رنگ سے لکھا
دیکھین بچشم غور سخندان چمن چمن

۹

جسکو عشق شہ ابرار نہین | لائق خلد وہ زنہار نہین
جو ہی گیسوئی محمد کا اسیر | وہ عقوبت کی سزاوار نہین
تو تو [illegible] | [illegible]
چشم محبوب خدا [illegible] فدا | اور نرگس [illegible]
نغمہ کیونکر نہ باواز پڑہون | نطق مہر لب اظہار نہین
آپ محبوب خدا ہین بیشک | کسکو اس بات کا اقرار نہین
خواب مین کیون نہو دیدار نبی | خواب مین طالع بیدار نہین
عشق احمد سے تعلق ہی جسی | اوسکو عالم سے سروکار نہین

آبرو اپنا وظیفہ ہے یہی

۱۲۱ — ۹

شہ ملک علا خواجہ معین الدین چشتی ہین — جہان کے پیشوا خواجہ معین الدین چشتی ہین

ہمای اوج استرضا ضیای مہر استعلا — امیر اتقیا خواجہ معین الدین چشتی ہین

بہار گلبن ایقان نسیم گلشن عرفان — ہزار خوش نوا خواجہ معین الدین چشتی ہین

فروغ دیدۂ انسان پسند خاطر یزدان — سراج اولیا خواجہ معین الدین چشتی ہین

دلیل منزل وحدت حریم پردۂ خلوت — مدار مدعا خواجہ معین الدین چشتی ہین

گل گلزار یزدانی بہار گلشن معنے — ضمیر مصطفا خواجہ معین الدین چشتی ہین

دیار فضل کی مالک طریق فیض کے سالک — ہماری رہنما خواجہ معین الدین چشتی ہین

لب جان بخش سے میرا ہوا زندہ دل مردہ — عجب آب بقا خواجہ معین الدین چشتی ہین

۱۲۲ — ۱۱

تصور آبرو اور نگار ھی انگھون مین نور آسا
کہ دلسی کب جدا خواجہ معین الدین چشتی ہین

ردیف واو

ای غلامان نبی روضۂ مولا دیکھو — ہند مین کرتے ہو کیا چل کے مدینا دیکھو

دیدۂ دل سے رخ سید والا دیکھو — دیکھو اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھو

مرض ہجر سے عاشق کو ابھی صحت ہو — نبض تم آکی جو ای فخر مسیحا دیکھو

طور پر طالب دیدار ہوئے تھی جسکے — اوسکے مطلوب کو یا حضرت موسا دیکھو

رخ ہے والشمس تو واللیل ہے گیسوی نبی — قدرت حق ہے سراپا قد رعنا دیکھو

نگہ لطف وکرم سے دل نالان کی طرف — دیکھو دیکھو میرے آقا میرے مولا دیکھو

اک نہ اک دن نظر آجائی تمہین بھی وہ جمال — چشم حق بین سے جو ای دیدۂ بینا دیکھو

شبِ معراج یہ حوروں سے ملک کہتے تھی
وہ قریب آگئی لو شاہدِ بطحا دیکھو

خوف سے اہلِ فلک کانپ اوٹھین یا حضرت
آنکھ اوٹھاکر جو سوی عالمِ بالا دیکھو

کاش رؤیا ہی مین فرمائین اولٹ کر وہ نقاب
یون دکھاتے ہین جمالِ رخِ زیبا دیکھو

۱۴۳
آبرو کعبۂ خالق کی زیارت کی بعد
تم مدینہ کو چلو شاہ کا روضہ دیکھو
۱۱

خوشی آئی کیون نہ شاہِ دوسرا کی جستجو دلکو
سنائی ہے نویدِ جانفزا یہ آرزو دلکو

صفائی مین گہر اُس سے مقابل ہو نہین سکتا
ملی ہے عشقِ دندانِ نبی سے آبرو دلکو

ہنسی کا تصوّر دربدر مجھکو پہراتا ہے
لئے پہرتی ہے یادِ کوئی احمد کو بکو دلکو

بجا ہے کہا ہی محبوبِ حق مرغوب ہے جان سے
تمہاری آرزو دلکو تمہاری جستجو دلکو

فصیحانِ عرب پہرتے ہین گم جنکی فصاحت کا
پسند آئی بھلا کیونکر نہ اونکی گفتگو دلکو

جو مستِ ساقیِ کوثر ہین کب مایوس ہوتی ہین
کہ خوش رکھتا ہے کیفِ بادۂ لاتقنطوا دلکو

اگر ہو جائی پہر گلزارِ یثرب کی گل جانا
سنگہا لاکر صبا اوس کا گلِ مشکین کے بو دلکو

اونہین نالی کی شکل نقشِ چہار دیوارِ عنصر ہے
نظر آتا ہے یون جلوہ نبی کا چارسو دلکو

نہ خوش آتا کبھی پہر سنبلِ خلدِ برین اسکو
سنگہا دیتی اگر وہ اپنی زلفِ مشکبو دلکو

تمہاری جلوۂ دیدار کی دیکھی جو اک جھلکی
رہی پہر طورِ سینا کی نہ کچھہ بھی آرزو دلکو

۱۴۴
جمایا چاہتے ہو دونو عالم مین اگر نقشہ
حبیبِ حق کی الفت مین مٹاؤ آبرو دلکو
۱۰

دلکو سوزِ تپِ فرقت سے جلاتی جاؤ
آبرو خوب سزا عشق کے پاتی جاؤ

تہین منظور تو مجھسے نہ ملاؤ دل کو
دمِ رخصت مگر آنکھین تو ملاتی جاؤ

جنبش ابرو کو نہ دو تم تو پلک جھپکا دو
عذر گر تیغ مین ہے تیر لگاتے جاؤ

روئی پُر نور سے گھونگھٹ کو اوٹھا کر ایجان
اپنے مشتاق کو دیدار دکھاتے جاؤ

دیکھہ لین آج تو ہم شام اودہ کی سیرین
ملکے آئے ہو مسی پان بھی کھاتے جاؤ

یاد مین اوس دُر دندان کی تنکلر اشکو
آبرو خاک مین اپنے نہ ملاتے جاؤ

خون بہا کی کو جو عاشق کے ملی ہے مہندی
پہلے مجھسے ہے ذرا ہاتھہ ملاتے جاؤ

یہ تو مانا کہ نہ ٹھہرو گے تم اے رشک پری
پر مرے دل کی لگی کو تو بجھاتے جاؤ

گر تمہین ناز ہے کچھہ اپنے مسیحائی پر
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ

۱۴۵

آبرو دیر سے احباب مین مشتاق سخن
اس زمین مین غزل اک اور سناتی جاؤ

۱۰

شمع سوزان مجھے تم ضد سے بناتے جاؤ
بزم مین اور رقیبونکو بلاتے جاؤ

آگی قسمت یہ ہماری ہے جئین یا نہ جئین
تم تو ٹھوکر دم رفتار لگاتے جاؤ

ترچھے نظرون سے تو نکلی گا کچھہ کام مرا
صلح منظور ہے گر آنکھہ لڑاتے جاؤ

وقت رخصت سر عاشق ہے قلم ہو جائے
برش تیغ ادا کچھہ تو دکھاتے جاؤ

سر اوٹھا ہے نسکون ٹہر کے آگے بالکل
مجھے اتنا بھی نظر سے نہ گراتے جاؤ

دمبدم خنجر قاتل کا یہ ہے ایما
جان نثارون سے کہ گردن کو جھکاتے جاؤ

تلخی ہجر ابھی دور ہوئے جاتی ہے
شربت وصل اگر ہمکو پلاتے جاؤ

نعش عاشق ہے ہنسی گا نہ کوئی بھی تمپر
ایک دو اشک تو آنکھون سے گراتے جاؤ

برگ گل رنگ مین ہر چند تمہاری لب ہین
اک گلوری میرے خاطر سے بھی کھاتے جاؤ

صورت حرف غلط نام و نشان بھی اپنا

پھانسیان زلف کے دیتی ہو خطا وارونکو
مارتے کیون ہو گلا گھونٹ کے بیچارون کو

داغ دیتی ہین وہ اب عشق کے بیمارونکو
گل عطا ہوتے ہین منزل کے تھکے ہارون کو

نالہ کش دل ہوا پھرتے ہیے نگاہین اوسکی
تیر پر روک لیا یار کی تلوارون کو

ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوائین یہ گھٹائین کالی
میکشی یاد دلاتی ہین میخوارون کو

قتل کی بعد بھی اک چھیڑ چلے جاتی ہے
خون سے میرے وہ رنگا کرتی ہین سوفارون کو

پڑ گیا آتی ہے پیری کے عناصر مین فساد
رکھا اک گھیت تھم ضعف نے ان چارون کو

بوسہ ہائی لب شیرین ہون عنایت ای جان
دیجی کچھ تو صلہ اپنے نمک خوارون کو

تیری ابرو ہون کیون جان سے ای یار عزیز
کہ جری دل کی طرح رکھتے ہین تلوارون کو

رستی قد خیدہ کی نہین ممکن ہے
تھامتا کون ہے گرتے ہوئی دیوارون کو

آئینہ خانہ بناتا ہون مین سینہ اپنا
دل مین دیتا ہون جگہ یار کے رخسارون کو

کچھ نکچھ محتسب وقت بھی بہکا ہے آج
کھیری مسجد مین لئے جاتا ہے میخوارون کو

خاک فرقت مین جھوئین لالہ و گل کو ایدل
بیکلے کیا آگ لگائین ھم ان انگارون کو

۱۴۷

ہمکو دنیا کے بکھیڑون سے نہین ہے فرصت
شاعری چاہئے ای آبرو بیکارون کو

۱۱

ردیف ہای ہوز

ہو وصف کمر کا جو رقم اور زیادہ ÷
عشاق چلین سوئی عدم اور زیادہ

افزون ہو یہان تازگی باغ محبت
دین ہمکو جو وہ داغ الم اور زیادہ

کیون گردن عاشق نہ جھکے فرط الم سے
دیتی ہین وہ اب زلف کو خم اور زیادہ

اشکوں سے شب ہجر جو بند ہجاتے ہیں لڑیاں
کہلتا ہے مرا اس سے بہرم اور زیادہ

کم ہوگے کسی چشم غزالیں میں یہ شوخی
ہمکو دل عاشق سے ہو رم اور زیادہ

سرگوشیاں کرتے ہیں جو غیروں سے وہ ہر بار
گہٹتا ہے مرا سینہ میں دم اور زیادہ

او بُت بخدا قلب شکستہ کو ہمارے
توڑیگا ترا سنگ الم اور زیادہ

اک بوسہ کے دینے یہ تو راضی وہ صنم ہو
لی لین گی لپٹکر اجی ہم اور زیادہ

ترغیب سے غیروں کے جو اوسنے کہا جاؤ
ضد سی میں گیا بزم میں جم اور زیادہ

دیکہا نظر لطف سے اوس بُت نے مجہے اب
کیا ہوگا بہلا اس سے کرم اور زیادہ

روکو نہ تم ای آبرو اب طبع رواں کو
اسطرح میں ہوں شعر رقم اور زیادہ

۱۴۸

۱۴

اب ہونگی نکیوں ہمپہ ستم اور زیادہ
اغیار پہ ہے لطف و کرم اور زیادہ

گر تیغ میں ہے آپکے دم اور زیادہ
اک وار کے مشتاق ہیں ہم اور زیادہ

ہو مہر مرے داغ جگر سے تو مقابل
کہل جائیگا اک لمعہ میں کم اور زیادہ

جیتا ہے نہیں وہ جسے اوس زلف نے مارا
کیا ہوگا کسے سانپ میں سم اور زیادہ

کم ملتی ہے نبض اپنی طبیبونکو ابہے سے
کیا جانے کریگی تپ غم اور زیادہ

تو روز سیہ مجکو دکہاتی نہیں کیا کیا
کالا ہو ترا مُنہ شب غم اور زیادہ

بہتر ہے کہ اغیار سے وہ ربط بڑہائیں
کم ہمپہ کریں لطف و کرم اور زیادہ

کرتے ہیں پسند اہل خرد درجۂ اوسط
مرغوب نہیں رتبۂ کم اور زیادہ

اوترک چلیں تیر مژہ کے یونہیں ہر دم
آباد ہوتا دشت عدم اور زیادہ

کیا ہمت عالی ہے کہ سائل کی طلب سے
دیدیتی ہیں ارباب کرم اور زیادہ

جانبازہم ایسے ہیں کہ مقتل میں بہی سب سے
بڑہجاتی ہیں دو چار قدم اور زیادہ

گھٹتا ہے لطف غیر کا ہم پر جو کیجے وہ	فرماتی ہین الطاف و کرم اور زیادہ

١٤٩

ہے آبرو جتنا سر تسلیم جھکاتا
فرماتے ہین وہ مشق ستم اور زیادہ

١٦

وان دست غیر مین رہے اوس دلربا کے ہاتھ
یان رات بھر ملا کئی ہم تلملا کے ہاتھ

فرط خوشی سے مر گئے آیا جو نامہ بر
بھیجا پیام یار نے پیک قضا کے ہاتھ

آخر ہوئی شفا نہ تمہارے مریض کو
بدنام مفت ہو گئے عیسیٰ لگا کے ہاتھ

اک ہتکھنڈی مین گم کئی لاکھونکی نقد دل
ہو دسترس تو چومئی دزد حنا کے ہاتھ

تاثیر ہے یہ جذب دل داغدار کی
میری گلی کے ہار ہین اوس دلربا کے ہاتھ

اوس شوخ کے گلی سے اوڑا کر مرا غبار
کیا خاک آیا پوچھو تو باد صبا کے ہاتھ

برسون اسے خیال سے قدمون لگی رہی
شوخی کسیکی پھر بھی نہ آئی حنا کے ہاتھ

دل مین ہمارے شوق شہادت بھرا رہا
وہ رہ گئے نصیب سے قبضہ پہ لا کے ہاتھ

دل اہل بزم کے وہین پامال ہو گئے
کچھ اس ادا سے متنی بتایا اوٹھا کے ہاتھ

منہ کا اوگال اپنے جو قاتل عطا کرے
مرقد سے لین شہید محبت بڑہا کے ہاتھ

عصمت کا اسکے تو ہے نگہبان ہے یا خدا
اب پڑ گئی ہے دختر رز پارسا کے ہاتھ

یہ کھل گیا تو ساری امیدین برآئین گے
عقدہ کشائی اپنے ہے بند قبا کے ہاتھ

اگر چھوڑا دیا مجھے ہستی کی قید سے
چومون ضرور پاؤن جو پیک قضا کے ہاتھ

کیا خوف جان ہو اوسکو بت ترک جنگجو
جو زندگی سے بیٹھا ہوا اپنی اوٹھا کے ہاتھ

بعد فنا ہین سگ دلدار کے لئے
آئین گی ہڈیان نہ ہماری ہما کے ہاتھ

دی بیٹھے نقد دل بت کافر کو آبرو

۱۵۰ آئینہ آبرو ہے تمہاری خدا کی ہاتھہ ۹

چومی ہی حکم جو تمہارا منہ — یہ کہاں ای صنم کسیکا منہ
غیر منہ آئین ہم زبان نہ ہلائین — ہے فقط جان من تمہارا منہ
کیا خطا کیا قصور کیا تقصیر — بے سبب ہم سے کیون تہو تہایا منہ
پردۂ ابر مین چہپے مہ و مہر — تمتے گہونگہٹ سے جب نکالا منہ
بوسۂ رخ یہ صاف کہتے ہین — آئینہ لے کے دیکہو اپنا منہ
چاک دل ہے مرا کتان کی طرح — چاند سا جب سے دیکہا تیرا منہ
ہم نہ کسطرح تمکو پیار کرین — گورا گورا ہے پیارا پیارا منہ
بولے مانگا جو بوسۂ لب لعل — نیلے ہون ہاتھہ پاؤن کالا منہ

۱۵۱ آبرو عشق کا نہین گر روگ — کیون نکل آیا ہے ذرا سا منہ ۹

انکہون کو ہے گر شوق تماشائی مدینہ — سو جان سے ہے دلکو تمنائی مدینہ
وہ چند فلک سے کہین رتبی مین زمین ہے — خورشید ہے ہر ذرۂ صحرائے مدینہ
وان کیا رہین مشتاق زیارت کی بجا ہوش — ہے برق سر طور تماشائی مدینہ
جوشش غم دوری محمد ہے کہ طوفان — اشک آنکہونسی بہتی ہین کہ دریائی مدینہ
آجائی گی جان قالب بیجان مین ہماری — گر لب کو ہلاوین گی مسیحائی مدینہ
بڑبڑاتا رہتا ہون مین مجذوب کی صورت — جب سے کہ چڑہے ہے تپ سودائے مدینہ
ہے گل سے بہی خوشرنگ ہر اک خار وہانکا — گلشن سے کہین بڑہ کی ہے صحرائی مدینہ
اوس چشم سیہ مست کی ہے دلکو میرے یاد — لبریز ہے اس شیشی مین صہبائی مدینہ

١٥٢ — ٩

کس سر مین نہین آبرو سودائے محمد
وہ کون ہے جسکو نہین پروائے مدینہ

جو وصف رقم ہو وہ ہے شایان مدینہ — گلزار ارم ہے کہ بیابان مدینہ
ہے طالب احمد کہ ہے اللہ کا جویا — ہے زائر روضہ کہ ہے مہمان مدینہ
کیون اونکی غلامی سے ہو مجھکو بہلا فخر — شاہنشہ کونین ہین سلطان مدینہ
شیدائی محمد نہین حورون کی طلبگار — فردوس کے خواہان نہین خواہان مدینہ
یہ بلبل طیبہ ہے کہ ہے طائر سدرہ — ہے گلشن فردوس کہ بستان مدینہ
پروانہ ہین سب جن و ملک حسن پہ تیرے — ای نور خدا شمع شبستان مدینہ
خورشید و قمر شرم سے منہ اپنا چھپالین — پردہ جو اولٹ دین مہ تابان مدینہ
جنت مین بہی گہبرائین گی وحشت مین ہوگی — یاد آئی گا جسوقت بیابان مدینہ

١٥٣ — ١٨

جو وصف طیبہ ہین او نہین آبرو کیا غم
ہر وقت نگہبان ہین نگہبان مدینہ

ردیف یائی تحتانی

ہمارے دل مین جو یاد گل رخسار احمد ہے — نفس گویا ہرا ک موج نسیم باغ سرمد ہے
فلک پر کس خیال سرمدی کی آمد آمد ہے — سلاسو نکی جو گلدستون سے پر طاق زبرجد ہے
کلس خورشید ہے اوسکا فلک ادنی سا گنبد ہے — بنائی روضۂ محبوب ارکان مشید ہے
چمن گلچین خیال گلشن الطاف سرمد ہے — ریاض خلد مین اوسکی لئے عیش مخلد ہے
نہین ابروی پیوستہ یہ اک نون مشدد ہے — جو لام و جیم زلفین ہین تو صاد انکہین الف قد ہے
بندہی مضمون زلف و ابروی احمد بہلا کیونکر — کہ وہ شعر مسلسل ہے تو یہ بیت معقد ہے

لگائین کیونہ آنکھون سے جو مین کس لیے اوسکو ‏— مشابہ خال رخ سی آپکی کچھ سنگ اسود ہے

لباس پاک مین وہ ہی مہک مثل علی جس سے ‏— شمیم روح افزائی گل خلد برین روے

بفرط شوق سرمہ کیطرح اوسکو لگائین گے ‏— کہ آنکھون کے لیئے اکسیر خاک پای احمد ہے

بشر و کچھ نہین جسکو نہین کچھ آپ سے الفت ‏— برائی نام انسان ہے مجسم دام اور دد ہے

صفت اونکی کوئی لکھے نہین ممکن نہین ممکن ‏— کہ باہر فہم سے وصف جناب خاص سرمد ہے

خدا ہی نی نکالا ہی غم دنیا کی پھندون سے ‏— دل وحشی سراپا بند گیسوی محمد ہے

نبی کی نام سے بڑہکر خدا کا نام ہے مجھکو ‏— جو رکھون غیر سے مطلب مجھے کسکی خوشامد ہے

گیا ہے عاشق مژگان احمد کیا سوی صحرا ‏— زبان خار سے جاری جو ہر دم خیر باعد ہے

کلید فکر کی دندان نکیونکر کند ہوجاین ‏— کہ مضمون دہن حضرت کا گویا قفل ابجد ہے

کرین کیونکر نہ اوسکو دیکھکے سجدے ہی واہم ‏— کہ بیت ابروی احمد ہمین محراب معبد ہے

بجو مصطفےٰ یارب بچانا اسکے مکرون سے ‏— بلی تحریب ہر فرد بشر ابلیس مرتد ہے

۱۵۲ ‏— ۱۳

مضامین نعت مین بھی عاشقانہ آبرو لکھو
اگرچہ مذاق شاعری سے تکو بہجد ہے

قم زبان سے جو تری تحریر مسیحا نکلے ‏— زندہ ہو ہو کے ہر اک قبر سے مردا نکلے

ہو کے روپوش جو وہ برق تجلا نکلے ‏— دل سے شور ارنی صورت موسا نکلے

دل مین ہر دم رہی اوس شمع نبوت کا خیال ‏— دمبدم سینی سی اک نور کا بکا نکلے

اسی غنچی مین رہی گلشن جنت کی بھار ‏— یا خدا دل سے نہ یاد رخ زیبا نکلے

خواب مین یہی جو قد پاک نظر آجالے ‏— ہی یقین آج ہی دل سی غم فردا نکلے

گو بلاسی مین بپریشان ہون مثل سنبل ‏— سر سی گیسوی محمد کا نہ سودا نکلے

کلمہ گو رہا ہین اونکی لب دندان کا — شکر ہو کام مری حسب تمنا نکلے
الفت عجز ہو یارب مری دل سی کافور — کعبہ سے جلد کہین یہ بت ترسا نکلے
ہائی اوڑ جای جگر دشمن دین کا جس سے — ہجر احمد مین میری منہ سی وہ نالا نکلے
لیلئ زلف محمد پہ ہے دل دیوانہ — نہین ممکن سر مجنون سے یہ سودا نکلے
طرہ خوان کی تہین صدائین زسمک تا بسماک — آپ جسوقت سوی عرش معلا نکلے
لکہون ہر نعت شریف آپ یہ دکہاتین جلوہ — کچہہ تو اس وصل و باقی کا نتیجا نکلے

آبرو کی یہی اللہ سے ہر دم ہے دعا
مرتی دم منہ سے میری نام نبی کا نکلے

وہ ساقی کوثر لئے می عشق پلا دے — فکر دو جہان صاف مرے دل سی بہلا دے
ہین ہم مری گیسوی محمد کا ہے سودا — ان انکہون سے دیکہون کا مدینہ کا ہین داد
پامال مصیبت ہون مدد کا ہے یہی وقت — آقا مری مختار مری مرشد و ہادے
چار دانگ پہ تصرف ہے شہہ دوسرا کا — گو آتشی آبی ہو کہ ہو خاکی و بادی
نکلی مری جان الفت ابروی نبی مین — دل کی لگی اس تیغ نی اکدم مین بجہا دی
مضمون لکہو کچہہ نہ بندا اپنا مجہسے — تا ان صفحہ دیوان مین جگہ چہوڑ دی سادی
لکہتا ہی جہان نام خدا ہین شہہ بطحی — اکدم مین دوی صفحہ ہستی سے مٹا دی
اندوہ مین باندہا رخ احمد کا تصور — یون اس دل بیمار کو قرآن ہوا دی
نالان ہوا جب الفت گیسوی نبی مین — نالون نے مری عرش کی زنجیر ہلا دی
الفت ہوئی احمد سی گیا عشق بتون کا — بگڑی ہوئی قسمت مری خالق نے بنا دی
کسطرح سی غم فرقت احمد کا اوٹہاون — دل میرا نہین ہی ابہی تکلیف کا عادی

موج آئی ہے کس بحر عطا کی انہیں یارب ۔ نہ تھی مہری انکھون سے جو رو رو کے بہا دی
اوصاف رقم کرتا ہون گیسوئے نبی کے ۔ نازان ہون کہ خالق نے مجھے فکر رسا دی
گنجینہ ثوابوں کا اوسے مل گیا اسحق ۔ دولت رہ محبوب مین جسنے کہ لٹا دی

۱۵۶

اے آبرو سر خم کیا دیکھے جو وہ ابرو ÷
کس شوق سے گردن پئے تسلیم جھکا دی ÷

۹

معین دین خسرو معظم ہمارے آقا ہمارے ہادی ۔ خدیو اقلیم ہر دو عالم ہمارے آقا ہمارے ہادی
نہ کوئی ثانی ہے اب تمہارا نہ تا بروز حساب ہوگا ۔ کہ ذات اقدس ہے فخر آدم ہمارے آقا ہمارے ہادی
تمہیں ہو مرشد تمہیں ہو ہادی تمہیں ہو اشرف تمہیں ہو جامع ۔ تمہیں ہو افضل تمہیں ہو اکرم ہمارے آقا ہمارے ہادی
یہی دعا ہے کہ زندگی بھر رہو مین عشق نبی مین مضطر ۔ رہی یہ جاری زبان سے ہر دم ہمارے آقا ہمارے ہادی
صبا لیے بوئی مدینہ لا کر سنگھائے انکو یہان قمر ۔ ادا کی جو ہوش و خرد فراہم ہمارے آقا ہمارے ہادی
جو اسکا شاغل ہوا ہے حاصل ہوئی ہے اوسکو مراد اصل ۔ کہ نام نامی ہے اسم اعظم تمہارے آقا ہمارے ہادی
تمہارے شیدا کا حال ابتر کہین ہے کل سے آج بڑھکر ۔ کرم کے اوپر نظر ہو اسدم ہمارے آقا ہمارے ہادی
بروز محشر جو شاہ والا دکھاؤ امت کو حق کا جلوہ ۔ نہ ہو اکیلا نہیں تم اوسدم ہمارے آقا ہمارے ہادی

۱۵۷

نہ آبرو کو ہے فکر عقبیٰ نہ اپنے اعمال پر بھروسا
مقولہ اوسکا یہی ہے ہر دم ہمارے آقا ہمارے ہادی

۸

لیگا ادب سے جو کوئی نام محمدی ÷ ۔ پائیگا غیب سے وہ سلام محمدی ÷
کرسی مکان کی کرتی ہے باتین سپہر سے ۔ اونچا کہین ہے عرش سے بام محمدی ÷
لاتی تھی جبرئیل پیام خدا کبھی ۔ لیجاتی تھی کبھی وہ پیام محمدی ÷
شاہان دہر سے کہین رتبے مین ہے فزون ۔ ہے خاص دل سے جو کہ غلام محمدی ÷

اوس چشم کا مدام تصور رہے مجھے ۔ ہر وقت لب بلب رہی جام محمدی
زلف رسا پہ یہ دل صد چاک آگیا ۔ ملی دام تا تھہ آیا ہے دام محمدی
ابدال و غوث و قطب و پیمبر ہون یا ملک ۔ سب سے بڑھا ہوا ہے مقام محمدی

۱۵۸

کس منہ سی اوسکا وصف بیان آبرو کری
گویا کلام حق ہے کلام محمدی

۱۵۹

موج گل نہین تو چمن بھی ہے خار خار مجھے ۔ ہر ایک موج صبا تیغ کی ہی دھار مجھے
لکھا ہے کاتب قدرت نے خاکسار مجھے ۔ ملا تمام خطون مین خط غبار مجھے
اٹھا ہی کانٹون پہ ہی یاد گلعذار مجھے ۔ خزان سی کم نہین فرقت مین کچھہ بہار مجھے
یہان تو سوز محبت سے جان جاتی ہے ۔ طبیب آگے بتاتی ہین لو بخار مجھے
ہوئی ہی خوگر گریہ خدا ہے خیر کری ۔ ڈبو ندی کہین یہ چشم اشکبار مجھے
اوڑا بھی دو کہین سر کو کہ قصہ فیصل ہو ۔ دکھاتی کیا ہو دم تیغ آبدار مجھے
غبار آنکھون پہ چھایا ہے نور زائل ہی ۔ کریگا کور مگر انتظار یار مجھے
نفور صحبت حوران خلد سے بھی ہا ۔ نہ بھولا جلسۂ خوبان گلعذار مجھے
ہزار مرتبہ وعدہ کیا نہ آئے کبھی ۔ پھر اونکی بات کا کیونکر ہو اعتبار مجھے
یہ اوسکی شان کریمی سے کیا نہین واقف ۔ جو شیخ کہتا ہی ہر دم گناہگار مجھے
فلک سے ہے نہ شکایت نہ غیر سے ہی گلہ ۔ ہوا نصیب نہ قسمت سی وصل یار مجھے
کھلے ہین آنکھین لحد مین بھی صورت تصویر ۔ پس فنا ہی وہی تیرا انتظار مجھے
نہ چین آتا ہے دنکو نہ راتکو آرام ۔ طپش نے دل کی کیا ہی بیقرار مجھے
لگی گی خاک طبیعت بہشت مین یارب ۔ جو یاد آئی وہان سیر کوئی یار مجھے

اوٹھی نہ ٹھین کہیں اسطرح انگلیان ٹھہیر
کیا یہ الفت بھرے نے شرمسار مجھے

دل و جگر کو ملی ڈالتا ہی شوقِ وصال
دکہا دشمن کی نہ سینہ کا یون اوبہار مجھے

نہین ہے اسکا تعجب کہ عشق گلرو مین
ہجومِ داغ بنائی جو لالہ زار مجھے

کلام سنکے مسر کیون عدو نہ کٹجائین
خدا نے وہی ہے زبان مثلِ ذوالفقار مجھے

۱۵۹

یہ چبھے ہین خارِ حسد دل مین کیا رقیبون کے
دیا جو آبرو اونسے گلی کا ہار مجھے

۹

ہوگیا عشقِ زلفِ یار مجھے
دوش پر سر نکیون ہو بار مجھے

مین ہوں آدمی خدا سی ڈر
چہیڑ اوسیت نہ بار بار مجھے

منزلِ گور نے کیا آخر
دوشِ احباب پر سوار مجھے

جتنے دشمن وہ ہوگئے جاتی ہین
اونپر آتا ہے اور پیار مجھے

ملکی طوبی سے خلد مین رویا
جب ہوا یاد قدِّ یار مجھے

فائدہ امتحان کے لینے سے
جب سمجھتے ہو جان نثار مجھے

عشق کب گرغونکا جاتا ہے
کوئی سمجھائی گو ہزار مجھے

عشق پستان مین جان ملب ہو نہین
دی کوئی شربت انار مجھے

۱۶۰

آبرو کسبِ خاکساری سے
کیون نہ حاصل ہو افتخار مجھے

۱۰

لشتہ بہر کمر کچھ نہین تارِ رگِ گل سے
وہ صاف لچکتے جاتی ہی تارِ رگِ گل سے

سودائی سرِ عارضِ گلرنگ ہے سر مین
یٹی ہو مری فصد کی تارِ رگِ گل سے

کیا عاشقِ رخ کو ہی غرض موئی کمر سے
بلبل کو نہین کام بہارِ رگِ گل سے

کس کرنہ کمر باندہ تو ای رشک گلستان
جب نکہت گل سے ہے دماغ اونکا پریشان
عاشق کی نظر سے کمر یار ہے معدوم
اوس گل کی کمر تک ہے پڑی پہولونکی بدہی
تقدیر عنادل کے کہلے دام مین آکر
اوس گل نے کہائی ہین گل زخم بدن پر

دم گھٹتا ہے بلبل کا فشار رگ گل سے
دل اوراو لجھہ جائیگا تار رگ گل سے
بلبل نہین واقف ہے بہار رگ گل سے
لطف اسمین زیادہ ہے بہار رگ گل سے
صیاد نے پر باندہے ہین تار رگ گل سے
کیون ٹانکی دہی جائین نہ تار رگ گل سے

161

مین عشق کمر مین کسی گلرو کے ہوا ہون
لازم ہے کفن آبرو تار رگ گل سے

15

جو شب کو روی روشن پر تیری زلف سیہ لٹکی
کبہی مینی طلب کے گر پیالے اوس سے پلہٹ کے
دیکہایا زور سر پنجہ یہ مجنون وحشی کی وحشت نے
اسی نازک دماغی جانتی ہین ہم کہ گلشن مین
کیا مینے جو حال دل بیان اونسے تو فرمایا
بجز میرے تمہارے کون ہے گھر مین شب وصلت
لحد مین سو رہا ہون چین سے کیا پاؤن پہیلا کر
جو ہین زود آشنا وہ زود رنج اکثر نکلتے ہین
دکہایا ضعف نے یہ زور اپنا مجکو فرقت مین
تری دوری مین ای گل مجکو گلشن عین مقتل ہے
سمجھتے ہین فزون کندن سے تیری رنگ عارض کو

تو گل قندیل مہتاب اس سپہر دون نے جہٹ ٹپکے
تو جہنجلا کر صراحی ہاتھ سے ساقی نے دی پٹکی
کہ کڑیان ٹکڑی ٹکڑی اوڑ گئین زنجیر جب جہٹکے
دہمک سے سر مین ہوئے اونکی اگر کوئی کلی چٹکی
ابی ہم جانتے ہین سب یہ باتین ہین بناوٹ کی
اوٹہا دو جان جان اسوقت کیا حاجت ہے گہونگہٹ کی
کہ پہولا دل سے کیفیت مین پہولونکی جہبر کہٹ کی
ہوئی دشمن بہی جلدی دوستی بہی تمنی جہٹ پٹ کی
کہان اوٹھہ بیٹھنا طاقت نہین باقی ہے کروٹ کی
پڑی بندوق کی گولی اگر کوئی کلی چٹکی
ہمین اکسیر سے بڑھکر ہے مٹی تیری چوکہٹ کی

بگڑتے ہو جو تم بے وجہ تو مین بھی بگڑتا ہون
نہین ہے اور کوئی بات ای صاحب رکاوٹ کے

بوقت صبح جب وہ غیرت خورشید یاد آیا
شعاع مہر کانٹا بن کے آنکھو نمین میرے کھٹکی

دم آخر کسیکی حسرت دیدار باقی ہے
اسی خاطر مری آنکھو نمین ہے جان حزین اٹکی

۶۲

برا ہوتا ہے وقت بد محب ای آبرو کیسی
اجل اگر ہماری گرد فرقت مین نہین بھٹکی

۱۵

دیکھ لے میری جو ناسور جگر کی بتی
گل ندامت سے ہو خورشید سحر کی بتی

زیب قامت جو کیا تمنے لباس اگری
آتش رشک سے جل اوٹھے اگر کی بتی

اشک روغن ہین میری آنکھونکی جلتے ہین چراغ
اس مین جلتی ہے سدا تار نظر کی بتی

جسطرح رکھتی ہین فانوس مین شمع سوزان
یونہین سینے مین ہے ناسور جگر کی بتی

غیر کا حسن خداداد نہین ہے محتاج
رگ گل خود ہے چراغ گل تر کی بتی

رہا محفوظ مرا خانۂ دل ظلمت سے
اس مین جلتی رہی ناسور جگر کی بتی

شام سے صبح تک اوس ماہ کی صحبت مین رہے
عمر تو لی ہے بہت خوب بسر کی بتی

نیم جان یون تری اب تار نفس توڑتی ہین
جیسے بجھتے ہے چراغان سحر کی بتی

ہجر جانان مین نکر اشک فشانی ای دل
بہ نہ جائی کہین ناسور جگر کی بتی

پردہ شمع مین ہر روز جلا کرتے ہے
تار ہائے نگہ اہل نظر کی بتی

داغ دل سے مری خورشید فلک کو نسبت
نقل ہے اک مری ناسور جگر کی بتی

کیا بیان کیجئی حال شب تار فرقت
جھلملانے لگی روشن ہے اگر کی بتی

ہمہ تن آتش غیرت سے پگھل جائی نکیون
دیکھ لے شمع جو ناسور جگر کی بتی

قتل کے بعد بھی قاتل نے جلایا مجھے یون
کہ جلانے کو مری خون مین تر کی بتی

١٥ — آبرو و شمع مہر کو در لی ثابت کیا ہے — ١١٢

قبر مین جلتی ہے ناسور جگر کی بتی

تہین یہ پلکین ہین ابروئی جانِ جان کی تلی | وہری ہوئی ہین صد ناوک قضا کمان کی تلی

ضرور ہوگا کبھی وہ زمین کا پیوند | کیا ہی خلق جسی حق نے آسمان کے تلی

ہوا کبھی نہ مجھے سیرِ باغ سے مانع | بچھاؤن آنکھین نہ کیون پائی باغبان کے تلی

اوٹھائین جور نہ کسطرح مہ جبینون کے | کہ ہمکو رہنا ہے اک عمر آسمان کے تلی

وہ مانگ اور جبین دیکھکر ہوا ثابت | کہ آگیا ہے قمر آج کہکشان کے تلی

یہ اڑا اڑا کی ابھی گر پڑیگا سقفِ کہن | نہ جھوٹ بولنا ای واعظ آسمان کے تلی

حرم مین مجمع کفار ہے معاذ اللہ | نہین ہین خال یہ ابروئی جانِ جان کے تلی

ہوئی تھی ہم جو محبت مین ایک گلرو کی | ہوئی ہین دفن بھی دیوارِ بوستان کے تلی

کیا ہی عشق کمر نی ہمین یہ زار و نحیف | نہ اوٹھہ سکین جو دبین مورِ ناتوان کے تلی

ہر ایک دیکھی کھتا ہی قصرِ جانان کو | فلک بنا ہی یہ اک اور آسمان کے تلی

وہ مجکو آج بلاتی ہین گھر مین کیا باعث | جو آنی دیتی نہ تھی سایۂ مکان کے تلی

الٰہی خیر ہو بلبل کی رنگ بیڈھب ہے | پڑی ہین بکھری ہوی پر کچھہ آشیان کے تلی

زمین شعر کو پہنچا ہین عرش اعظم پر | ابھی تو ایسی سخنور ہین آسمان کے تلی

تعلیمونکی عدو لیتی ہین تو لینے دو | کھلیگا حال کبھی تیغِ امتحان کے تلی

١١٤ — غرور جن پہ تہا ای آبرو عنا دل کو | ملی پڑی ہین وہ گل پائی باغبان کے تلی — ٢٥

کرون تعریف مین اوس دلربا کے ؛ | کہ اوسکے غمزہ و ناز و ادا کے

شکایت کیجیے کس کس جفا کی — نگہ کی ناز کی طرز ادا کی
سراسر دل نے میرے یہ خطا کی — بلائین لین جو اوس زلف دوتا کی
نہین منظور گر میرا ستانا — تو کیون منہ کو چہپایا کیون حیا کی
بتون کی گر یہی مشق ستم ہی — تو زندہ رہچکی خلقت خدا کی
چرایا ہے میری پہلو سے دلکو — یہ شوخی ہے ترے دزد حنا کی
فقط شکوہ نصیبونکا ہے اپنے — بتون کی ہم نہین واللہ ثنا کی
بتون نے ڈہا دیا ہے کعبۂ دل — دہائی ہے دہائی ہے خدا کی
شب فرقت بلا سے کم نہین ہے — قسم مجہکو ترے زلف دوتا کی
تمہاری غمزۂ بیجا کے صاحب — شکایت ہینسے کی بہی تو بجا کی
مریض عشق کے بگڑے ہین تیور — نظر آتے نہین صورت شفا کی
اوٹہائین صدمہاے جور کبتک — ستمگر انتہا بہی کچہہ جفا کی
کہا اوسنے میرے مرگ سنکر — کہ مرنے والی پر رحمت خدا کی
رخ وگیسو پہ مرتے ہین تمہارے — خبر ہمکو نہین صبح و مسا کی
رہی وہ گرم صحبت غیر سے وان — یہان اک آگ سینے مین لگا کی
شب فرقت کے صدمون سے بچایا — صفت مین کیا کرون پیکِ قضا کی
ستم کرتی ہو جو ہم بیکسون پر — نہ سمکو نہین روزِ جزا کی
مسلمانونکی دل کیونکر نہ پہنس جائین — کہ زلفِ یار ہے کافر بلا کی
نہ آئی تم تو پہر کیونکر نہ رہتے — ہوس دل مین حصول مدعا کی
لڑائی آنکہ شب بہر کہکشان سے — جو آئی یاد مانگ اوس مہ لقا کی

سنائیں بے تکلف آپنے سو — جو اک بوسی کے ہمنے التجا کی
زمانے بہر مین شہرت ہے مری جان — تمہاری جور کی میری وفا کی
اوٹہائی سیکڑون صدمی شب و روز — گئے دل سے نہ مہر اوس مہ لقا کی
نہ آیا وہ صنم اللہ ری نفرت — رسائی دیکھہ لی آہ رسا کی

۱۶۵ — ۲۲

دل مؤمن مین کرتے ہین یہ بت گھر
عجب ہے آبرو قدرت خدا کی

موت عشق ابروی خمدار ہے میرے لیئے
گر مسیحا لب دم گفتار ہے میرے لیئے
دیکھکر حاصل ہوے کیفیت بادہ کشی
دیکھنے کو غیر کی ہے چودہوین کا چاندوہ
یاد روی یار مین ہو خاک لطف میکشی
کیا عروسان چمن پر صبح مین ڈالون نگہ
دیکھہ لیتا خواب ہے مین شاید اونکی شکل مین
ناز آفت قہر غمزہ ہے غضب انداز وہ
دیکہی دل ہر جائی کو ہون قید مذہب سے رہا
سونگہتا ہون رات بہر خوشبو معطر ہی دماغ
گل گریبان چاک ہے گلشن مین تیری اسطی
بر چہیون سے کم نہین ہین موی مژگان صنم
خط روی یار سے کیا کیا اوٹہاتا ہون خلش

ماہ نو اک برہنہ تلوار ہے میرے لیئے
چشم جانان باعث آزار ہے میرے لیئے
جام مے چشم بت میخوار ہے میرے لیئے
برق خرمن جلوۂ دیدار ہے میرے لیئے
زہر قاتل بادۂ گلنار ہے میرے لیئے
صحن گلشن وادی پر خار ہے میرے لیئے
دشمن جان دیدۂ بیدار ہے میرے لیئے
موت کا سامان خرام یار ہے میرے لیئے
اب تو یکسان سبحہ و زنار ہے میرے لیئے
یاد گیسو نافۂ تاتار ہے میرے لیئے
بن مین ایذا کھینچتا ہر خار ہے میرے لیئے
بال ابرو کا ہر اک تلوار ہے میرے لیئے
وای بیدردی کہ سبزہ خار ہے میرے لیئے

عشق گیسو مین زبان کا ذائقہ بتدیل ہے
شربت شکر ہے زہر مار ہے میرے لیئے

سنکے مین خواب عدم مین چونک اوٹھونگا ضرور
حشر اگر آواز پائی یار ہے میرے لیئے

ولین اونکی میری جانب سے جو ہے گرد ملال
اوٹھ گئی پردی کی یہ دیوار ہے میرے لیئے

مصرعۂ موزون سمجھتا ہون قد دلدار کو
بیت سیفی ابروی خمدار ہے میرے لیئے

اک اکیلی جان پر ڈہاتا ہی کیا کیا آفتین
ہجر بہی کیا چرخ ناہنجار ہے میرے لیئے

آگیا یان دم لبونپر اور روان کل ہے وہی
روز محشر وعدۂ دیدار ہے میرے لیئے

چومتا ہون گاہ آنکھون سے لگالیتا ہون مین
سنگ اسود خال روئی یار ہے میرے لیئے

مانع الفت ہوا ای ناصح نادان خموش
مجکو کیا تکلیف اور آزار ہے میرے لیئے

١٦٦

خاکساری کیون نہ پہلے سے کرون ای آبرو
خاک ہونا جب مآل کار ہے میرے لیئے

١٤

بسمل ہوئی ہین ہمتوا نہین تیر جبار کے
ناز و ادا و غمزہ و انداز یار کے

باد صبا یہ کان مین کہنا ہزار کے
پہول اب خوشی سے توکہ دن آئی بہار کے

کاندھے پہ ہے سوار نسیم بہار کے
کیا ہے عروج ہین میری مشت غبار کے

جوبن رہا نہ وہ نہ رہے دن بہار کے
میرے گلے کا ہار وہ ہولے ہین ہار کے

دیوانے ہین جو گیسوی مشکین یار کے
اونکی نظر مین خاک ہین نافے تتار کے

آنکھین چرائین نرگس شہلا نے باغ مین
تیور نرالی دیکھکی چشمان یار کے

کل شب کو ہمنے وصل مین اوس مہ لقا کی ساتھ
کیا کیا مزی اوٹھائی ہین بوس و کنار کے

تمنے تو ایک بوسہ پہ تیوری چڑہائی ہے
ہمسے کہو تو رکھدین ابھی سر اوتار کے

زاہد بلا سے خلد یہ دیتا ہے جان دے
ہم مرکی بھی نہ جائین گی کوچہ سے یار کے

وہ سیر باغ کو آگر آئین تو رنگ و بو
گل اونسے بھیک مانگین کی دامن پسار کے

آیا ہے فاتحہ کی لئی کون رشک گل
ہین تحفہای باغ جو تحتی مزار کے

نرگس کے پہول صدقے اوتارون اوس آنکھ پر
مشک ختن کو بہیک دون گیسو پہ وار کے

کیا کیا بنائین صورتین اک مشت خاک سی
قائل ہین ہم تو صنعت پروردگار کے

۱۶۷ — ۱۲

اونکو بھی آبرو سے تھی اک الفت دلی
دلوادی دشمنون نے عداوت اوبھار کے

اک فعل عبث ہے غم دنیا میرے آگے
اک خبط ہے پیش و پس عقبیٰ میرے آگے

ہو خیال سے کچھ کم نہین رفتار تمہارے
ہے فتنۂ محشر قد بالا میرے آگے

چاہون تو ابھی زیر و زبر آہ سے کر دون
کچھ چیز نہین عالم بالا میرے آگے

کیا مرگ پہ ہے زیست کو تفضیل یہ پوچھون
آجائین اگر خضر و مسیحا میرے آگے

وہ رند بلا نوش ہون اس دہر مین ساقی
اک گہونٹ سے کم ہے خم صہبا میرے آگے

وہ دشت نورد رہ وحشت ہون جہان مین
ہے چرخ بھی اک پاؤنکا چھالا میرے آگے

وہ بیخ اوٹھائی ہین تجسس مین کمر کے
اب راحت و آرام مین عنقا میرے آگے

کہتا ہے مرا حال دلی سنکی وہ مہوش
کرتا ہے عبث شکوہ بیجا میرے آگے

کیون اونکو لکھون خط وہ لکھین غیر کو نامہ
آتا ہے یہ تقدیر کا لکھا میرے آگے

غیبت مین بہت دو کے لیتا تھا و لیکن
بولا بھی عدو آئینہ دیکھا میری آگے

وہ بلبل خوش لہجہ ہون گلزار جہان مین
جمتا ہے نہین رنگ کسیکا میرے آگے

۱۶۸ — ۱۸

کرتے ہین ستم پر وہ ستم آبرو دیکھو
اور لیتی ہین پھر نام وفا کا میرے آگے

چھو لئی زلف سیہ کو تو وہ ناگن ہو جائے
لگی لب پر جو مسی تو گل سوسن ہو جائے

ہم بغل غیر سے جب وہ بت پرفن ہو جائے
طالب تیغ نگہ کیون یان رگ گردن ہو جائے

ای صنم تم جو اوٹھا دو رخ روشن سی نقاب
بخدا سارا جہان وادی ایمن ہو جائے

قتل فرما کے مری لاش چھپاتے ہو عبث
سرخ دیکھو نہ کہین خون سے دامن ہو جائے

رو نہین اوس رخ روشن کی تصور مین اگر
غرق سیلاب ابھی ماہ کا خرمن ہو جائے

تم چلو ناز سے گر پاؤن مین ملکر مہندی
ہے یقین نقش قدم تختہ گلشن ہو جائے

ہو نہین وادی محبت مین وہ برگشتہ نصیب
رہبری کی لئی خضر آئی تو رہزن ہو جائے

تیغ موج مئی گلگون ہی جو تیز ای ساقی
قلم اک روز صراحی کے نہ گردن ہو جائے

فاتحہ پڑہنی جو تربت کا ان پر پریو آئین
صاف اندر کا اکھاڑا مرا مدفن ہو جائے

ہو اگر نالۂ دلسوز عنادل مین اثر
شجر طور ابھی شاخ نشیمن ہو جائے

دیکھ لی مصحف رخسار جو تیرا او بت
کیا عجب چھوڑ کے دین شیخ برہمن ہو جائے

چھوڑ دی تیغ کا اک ہاتھ کہین او سفاک
کام ہو جائے مرا خوش دل دشمن ہو جائے

سیر گلشن مین جو یاد آئی تمہاری رفتار
خندہ کبک دری سنگ فلاخن ہو جائے

ایک تو قاتل مردم ہے یونہین تیغ نگہ
قہر ہو جائے جو برہم کہین چتون ہو جائے

رخ گلگون جو ترا دیکھ لے او غنچہ دہن
شرم سے لالۂ احمر گل سوسن ہو جائے

رخ روشن کا تصور جو لحد مین آئی
مشرق مہر مرا گنبد مدفن ہو جائے

ہجر کی پھانس نکالی دل عاشق سے کوئی
مژۂ یار سے یا رب کہین سوزن ہو جائے

۱۶۹

آبرو تذکرۂ زلف رسا خوب نہین
باتون باتون نہ دیکھو کہین اولجھن ہو جائے

۱۱

جو کہ آنکھیں تری ای صید فگن دیکھیں گے
نشۂ ہوش و خرد کو وہ ہرن دیکھیں گے

دشت غربت سے نہ جاؤنگا تو اک مدت تک
ساتھ بیٹھے ہوئی یاران وطن دیکھیں گے

کسطرح کرتی ہین یہ گوش مین گل کی تاثیر
ہم بھی نالے تری ای مرغ چمن دیکھیں گے

ہم کرینگی قد بالائی صنم کی اوصاف
ایکدن اپنی بلندی سخن دیکھیں گے

حور و غلمان یہین جنت سی بسین گی اگر
تیری کوچہ کو جو ای رشک چمن دیکھیں گے

اسکے سوزش نے جلا یا دل سنگین رقیب
آپ کیونکر مرے سینہ کی جلن دیکھیں گے

سر اوٹھائی جو رہے اپنی یونہیں نالۂ دل
ایکدن تجکو بھی ای چرخ کہن دیکھیں گے

گر یونہیں یاد رخ و زلف رہے تو ایکدن
دیکھکر ملک حلب سیر ختن دیکھیں گے

۱۱

آبرو اور بھی اس طرح مین پڑہیں اشعار
جمع ہین اہل سخن طرز سخن دیکھیں گے

۱۷۰

غنچہ لب جو کہ ترا گل سا بدن دیکھیں گے
آنکھ اوٹھا کر نہ وہ پھر سوئے چمن دیکھیں گے

جائیگی ویسی نہ ان ماہ وشون کی الفت
تو دکھائیگا جو ای چرخ کہن دیکھیں گے

ہوش اوڑ جائینگے بلبل کی گلگونکا جو بن
آپ پھر کر جو نظر سوئی چمن دیکھیں گے

دشت غربت مین زخود رفتہ رہین گے یونہیں
کاہیکو روئی عزیزان وطن دیکھیں گے

یاد جب آئیگی گلشن مین تری گفت و شنید
گوش گل دیکھکے غنچہ کا دہن دیکھیں گے

فتنۂ حشر کو کیا لائین گے وہ خاطر مین
جو کہ بیداد بت عہد شکن دیکھیں گے

کثرت داغ ہی یان جسم پہ فصل گل مین
ابتو گھر بیٹھے ہوئی لطف چمن دیکھیں گے

وای ای مرگ غریبی کہ چھوڑا یا ایسا
حشر مین اسد نہ یاران وطن دیکھیں گے

تا کجا تشنۂ دیدار رہینگے بیتاب
ڈوب مرنے کو ترا چاہ ذقن دیکھیں گے

چشم زخم نگہ غیر سے اللہ بچائے — کہتی رنگ مرے زخم کہن سے دیکھا کر

۱۷۱

آبرو طرز خرام اپنا جو بولین گے صاف
چال ڈھال اونکی جو طاؤس چمن دیکھین گے

۱۲

شرارت کی ادا دل جو خو ہے کسیکی — تو کیون پھر تجھے آرزو ہے کسیکی
یہ مینا بیابان مین جو سینے مین ادل — تجھے بھی مگر جستجو ہے کسیکی
ترو تازہ ہے باغ جہان دو عالم — مہک کسقدر چار سو ہے کسیکی
کلی کا چٹکنا بھی ہے بار خاطر — پسند اونکو کب ہائی ہو کسیکی
صبا جو اوڑاتی ہے تو خاک سر پر — بلا شک تجھی جستجو ہے کسیکی
بشر کوئی دنیا مین یکسان نہین ہے — کسیکی بری اچھی خو ہے کسیکی
نہین بے سبب تیر مژگان سنبھالی — تری چشم شاید عدو ہے کسیکی
وہ موجود ہے خانۂ دل مین اپنے — عبث جستجو چار سو ہے کسیکی
نہ صندل سے جائیگا یہ درد سر کا — مجھے فائدہ بخش بو ہے کسیکی
بھڑکتی جو ہی راتدن یہ سبب ہے — میری چشم کو جستجو ہے کسیکی
نہین بخت پر کچھ اجارہ کسیکا — کوئی خوار ہے آبرو ہے کسیکی

۱۷۲

سمائی بھلا آبرو کیا نظر مین
مگر جب کہ مانند مو ہے کسیکی

۱۷

بہار آئی ہی پھر جوش جنون کچھ رنگ لایا ہے — مبارک نشتر فصاد خون نے جوش کھایا ہے
خیال دشت جب زندان مین مجھ وحشی کو آیا ہے — سلاسل کی صدا سے پائی خفتہ کو جگایا ہے
نہین جھیلی تن خاکی نے جیسا اون نے ظلمت کا — زمین نے تنے فی الحقیقت آسمان سر پر اوٹھایا ہے

اٹھایا اسمین نقد جان و ایمان و دل و دین کو
خیال چشم فتان مین گئی ہون جب سوی صحرا
کہنچا رہتا ہے شکل قوس ہر دم آپ کج طینت
کبہی موڑا نہ منہ ہمنی اذیت سے زمانے کی
نتہا شغل اور کوی ہجر جانان مین سوا اسکے
اٹہنگ اسکو ہوی کوی بت قاتل مین جانیکی
مین شکل راحت و آرام کیا دیکہون کہ خالق نے
وہ لاغر ہون کہ وحشت مین گیا جب جانب صحرا
نہین ہیوجہہ تابش اسقدر خورشید گردون مین
دل اپنا پہنس چکا تہا گیسوی پر پیچ مین انکی
فزون ہوتا ہے زور افتادگی مین خاکسارونکا
جو لکہا اسمین مضمون اپنی کچہہ بیتابی دل کا
حسینان پریرو دیکہتے ہین آکی کیفیت

محبت کا مزہ مینی بہت چکھ کے پایا ہے
غزالون نے سہرے تو ونکو انکہون سی لگایا ہے
کہینچے ابروی قاتل یہ کب جلد چڑہایا ہے
لیا ہے سر پہ جو بار مصیبت پیش آیا ہے
مجہے کہایا ہے غم نے اور غم کو مینی کہایا ہے
ہماری دلکو شوق دید نی پہر گدگدایا ہے
مجہے تو سر سے پا تک یاس کا پتلا بنایا ہے
ہوا ہے بید مجنون کی طرح تن تہرتہرایا ہے
کسیکی آتش رخسار نے اسکو جلایا ہے
خدا ہی نے اسے موذی کی چنگل سے بچایا ہے
زمین کو دیکہہ لو کیونکر فلک سر پر اوٹہایا ہے
قیامت سر زمین شعر مین بہونچال آیا ہے
مرا دیوانہ پن بہی آجکل کیا رنگ لایا ہے

١٧٣

سخن سنجی کا بیشک آبرو دعوی ہے ناہی
بہلا کسنے زمین شعر مین مسکن بنایا ہے

١٧٤

تہ دام بلا ہر طائر دل کو پہنسایا ہے
شب وصلت ہے کہل کہیلو صنم آج اپنی عاشق سے
خیال عیش و عشرت ہے نہ کچھ فکر اذیت ہے
تماشا گاہ عالم گر نہیں ہے حسن روز افزون

تری گیسوی سرکش نے نہایت سر اوٹہایا ہے
بدن کو شرم سے کسواسطی تمنے چہرایا ہے
وہ خوش ہر حال مین ہے جسنے تمسے دل لگایا ہے
تو کیون ہر شخص نے نظر و نیہ صاحب کو چڑہایا ہے

چلو دیکھو تماشائی چمن اے غیرت گلشن
ہوائے سرد ہے ابر سیہ حسرت چھایا ہے

خیال جامہ زیبی تھا کہاں پوشاک تھی ایسی
دعائیں دی ہیں او بت تجھے انسان بنایا ہے

ہر اک انداز میں سو سو ادائیں ہیں کرشمے ہیں
یہ وہ ہے جانتا ہی جسنے تمسے جی لگایا ہے

نگہ نیچی کئے بیٹھے ہیں جو اس وقت محفل میں
انہیں نے دل مرا دزدیدہ نظروں سے چرایا ہے

اثر کیا خاک ہو اس نالۂ جانسوز کا میرے
خدا نے دل تمہارا ای بت تو پتھر بنایا ہے

غضب آفت قیامت قہر ہے بیداد جانے دو
خرام ناز نے صاحب جہاں میں حشر ڈھایا ہے

قدم کسطرح لے آگر نہ اعجاز مسیحائے
کہ تمنے لطف قدم کا ایک ٹھوکر دکھایا ہے

وہ ہے پیش نظر ہر وقت میرے دلکو حیرت ہے
یہ آئینہ ترے نظروں میں کیوں ایسا سمایا ہے

اوٹھا دیتی ہیں پردہ کہیں کیونکی دیکھنے والے
ہماری جذب الفت نے اثر اتنا دکھایا ہے

۱۰۷ — ۲۱

نہ شب کو نیند آتی ہے نہ دن کو چین ہے دم بھر
کہو تو آبرو کس شوخ سے دلکو لگایا ہے

دل بہا جاتا ہے یہ اشک کی طغیانی سے
لب و دندان کی تصور میں لہو پانی ہے

شعلۂ طور کا باعث رخ نورانی ہے
لیلۃ القدر کی یہ زلف سیہ بانی ہے

خانۂ دلمیں غم یار کی مہمانی ہے
لخت دل اپنی غذا خون جگر پانی ہے

یہ بھی غفلت ہے کہ امید وفا ہے تمسے
مہربان تمکو سمجھتے ہیں یہ نادانی ہے

حسرت دید رہی جاتی ہے میرے دل میں
تیزیوں پر ترے خنجر کی یہ بُرّانی ہے

ہم بھی نالوں کا دکھائیں گی اسی زور کبھی
ڈالی آفت فلک پیر کو جو ٹھانی ہے

جان و دل پھونکدی حسرت میکش میں
آب انگور نہیں آتش پنہانی ہے

تیغ قاتل کا گلہ ہے نہ قضا کا شکوہ
دشمن جان مرے خود اپنے گرانجانی ہے

پیچ میں گیسوئی پر پیچ کے اٹکا دل ہے
لکھے جس شخص کی قسمت میں پریشانی ہے

دو رنگی لوہی کہ لاکھونکو کیا قتل مگر
تیغ ابرو میں تمہارے وہی نرالی ہے

بستی بہتی تری گیسو کی مہک ہے یہ صنم
یا شمیم گل یا شبوی گلستانی ہے

ہر کسی کو پڑ گیسو کا ہوا ہے سودا
جسے پھر آج کچھ اسباب پریشانی ہے

[illegible] جسکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھا
وہ نگہ تیر ہے یا تیغ صفاہانی ہے

یوں ہی شیریں [illegible] تن عاشق ہو
ٹپکے شربت سی بہی ہے خنجر کا تری [illegible]

[illegible] کہ محبت نہیں [illegible] دیکھے کی
تجھسے اے جان مجھے الفت روحانی ہے

ڈوبنی کا تکا دل یہ غضب میں خیال
کہہ یہ اندھا ہے کنواں ایسا نہیں پانی ہے

خون آنکھوں سے ٹپکتا نہیں یہ فرقت میں
یاد رخسار میں اوس گل کی گل افشانی ہے

کوئی جانا [illegible] تو بتا دی ہمکو
مدتوں خاک صبا لوٹی وہاں پہ چھانی ہے

مجھکو ہوتا نہیں معلوم سبب کچھ اسکا
حسرت و یاس کی جو دل میں فراوانی ہے

اپنا دل [illegible] آگو لاکھوں عاشق
اٹھوا [illegible] گران کی بہت ارزانی ہے

۱۵

اے [illegible] ابروی قاتل یہ جو دیتی ہو جان
دل میں بہی تو سمجھے آپ نے کیا ٹھانی ہے

اشک [illegible] جب آتا ہے
خانۂ تن کو ڈہا ہی جاتا ہے

غیر اونکو ستا ہی جاتا ہے
غم یہاں دلکو کھائی جاتا ہے

جسمیں [illegible] آتش [illegible]
آگ پانی لگائے جاتا ہے

اللہ داعی [illegible] جذبۂ شوق
کوئی آنکھیں چرائی جاتا ہے

درد فرقت سے اور بڑھتا ہے
ضعف طاقت گھٹائی جاتا ہے

تجکو خوف خدا نہین او بت
کعبہ دل کو ڈہائی جاتا ہے

رخصت ای صبر الوداع ای ہوش
کوئی دلکو لبہائی جاتا ہے

چال وہ قہر ڈہائی جاتی ہے
فتنی وہ قد اوٹھائی جاتا ہے

نامے لکھ لکھ کی وہ رقیبون کو
دل کی پرزی اوڑائی جاتا ہے

ای فلک یہ ہے ہی کوئی انصاف
ظلم پر ظلم ڈہائی جاتا ہے

کیا وہ جام شراب ہے جو تو
غیر کو منہ لگائی جاتا ہے

نہین سکتا ہی ای طبیب مجہی
آئینہ کیون دکھائی جاتا ہے

تیغ قاتل پہ خون سرا دم قتل
رنگ اپنا جمائی جاتا ہے

وہ خدنگ نگہ کی بسمل کو
چٹکیون مین اوڑائی جاتا ہے

٥

آبرو عشق زلف سے باز آ
سانپ کو کیون کہلائی جاتا ہے

آنکہ بہرکر جب نظر کی اوس بت بی پیر نے
جان دیدی دیکہتے ہی عاشق دلگیر نے

آتشنگی دلکی بجہائی تہی مژہ کے تیر نے
حلق بہی تر کر دیا اب دم شمشیر نے

مین وہ بیکس ہون کیا نالہ جو زندان مین کبہی
چشم ہنکر رو دیا ہر حلقہ زنجیر نے

یاد مژگان مین خیال ابروئی جانان ہوا
کچہ تو ڈہہ تیر کی تہی کچہ کیا شمشیر نے

دلکو سکتہ ہوگیا جسدم نظر آئی شبیہ
کرو یا بت اوسکو صاحب آپکی تصویر نے

میری گریہ سے سمندر مین تلاطم آگیا
آگ دی دوزخ کو برق آہ پر تاثیر نے

از زمین تا آسمان ہے ایک شور الامان
حشر برپا کر دیا اس نالہ شبگیر نے

دیکہ [illegible] آل روز میری گھر وہ آپ
گر گشت [illegible] تاثیر نے

سینہ و دل توڑ کر میرا جگر برما گیا
خوب ہے پلہ کیا او ترک تری تیر نے

پھر گیا خنجر گلی پر جب نظر ابرو یہ کی
یاد مژگان جب ہوئے مارا قضا کی تیر نے

طرز سیکھا ہے قیامت نے تمہاری چال کا
خاک پا کا کچھ اثر حاصل کیا اکسیر نے

دستگیری ہتکڑی نے کی ہنگام جنون
پاؤن پر سر رکھدیا ہے بشیر زنجیر نے

سیکڑون مُردی جئی جب دم کیا منہ سی کلام
کر دیا اعجاز قُم ظاہر تری تقریر نے

ہر طرف سی اوٹھ گیان اوٹھتی ہین ای جان جہان
تمکو بہی رسوا کیا آخر مری تشہیر نے

اس زمین مین آبرو تمنے کہی ایسی غزل
کی ہے تعریف آکی جسکے روح پاک میر نے

گلزار پہ کیا فیض نسیم سحری ہے
ہر نخل پھلا پھولا ہے ہر شاخ ہری ہے

اللہ ری غفلت کے ہنسی بلبلی تجاہل
یان جان پہ ہے ہونٹونپہ وہان بیخبری ہے

کیا تاب کہ چمکے ترے رخسار کی آگے
تاب رخ خورشید چراغ سحری ہے

دل آبلی کی شکل ہے پہلو مین ہمارے
زورون پہ بہت حدت سوز جگری ہے

کرتا نہ کبھی راز محبت کو مین افشا
غماز ہوئی یہ میری شوریدہ سری ہے

کیونکر ہو یقین ترک جفا کا ہمین او ترک
خلقت مین تری شیوۂ بیداد گری ہے

اب شغل یہ ہے وحشی کا کل کو تمہاری
کہہ دشت نوردی ہے کبھی جامہ دری ہے

تو غیرت لیلی ہے تو مین صورت مجنون
دیوانہ ہون مین بہی تو اگر رشک پری ہے

وہ مہر جہان تاب ہے تو ای مہ خوبی
ہر خاک کی ذری مین تری جلوہ گری ہے

وہ آنکھ نہین جسمین نہو نشۂ الفت
وہ دل نہین جو مہر و محبت سی بری ہے

ای آبرو سب عشق کی آثار عیان ہین

۱۷۸	ہونٹون پہ جو خشکی ہے تو آنکھون مین تری ہے	۹

نہ ضعفِ دل سے ہون خائف ہراسان ہون نہ مین تپ سے — مگر دم ناک مین آیا ہے نالہ ہجر کی شب سے
وہ سرخی و نزاکت مین نہین پاسنگ ہے اسکا — کہان لعل بدخشان کو بھی نسبت اُسکی لب سے
بنا اُنکو ہدف تیرِ نگاہِ ناز کا قاتل — جگر اور دل مین پہلو مین ہماری منتظر کب سے
لحاظِ دین و ایمان عشقبازی مین بھی تھا ہمکو — بتون پر جان دی دلمین مگر ڈرتی رہی رب سے
سبق جو لوگ پڑھتی ہین کتابِ وحشتِ دلکا — سمجھتے ہین وہ مجنونکو بھی کم اک طفلِ مکتب سے
رہا کچھ سبحہ سے مطلب نہ کچھ زناری رشتہ — ہوئی آزاد الفت مین کسیکی قید مذہب سے
رہین وا یادِ افشانِ جبینِ یار جانے مین — نہ جھپکین رات بھر آنکھین ہماری چشم کوکب سے
نہین اس بُت کے صورت پر مین نیا جن کیے باتین — یہ انداز و ادا سیکھے ہین منی مہربان کب سے

۱۷۹

نہ واقف تھی ادا اُنسے نہ تھا مدنظر غمزہ
ہوا خواہون مین ہے سرکار کی یہ آبرو جب سے

۱۸۰

جو کہ شیدا روی روشن پہ تمہاری ہوگئے — اونکی نظرون مین مہ و خورشید تاری ہوگئے
اور گلگونی کی ملنی سے ہوا جوبن فزون — گوری گوری گال تیرے پیاری پیاری ہوگئے
یہ نہین بوندین پسینی کی جبینِ یار پر — قرص مہ مین جلوہ گر دیکھو ستاری ہوگئے
تو وہ ہے مہرِ سپہرِ حسن ای زہرہ جبین — ماہرو آگے ترے گھٹ گھٹکے تاری ہوگئے
بحرِ غم مین ہاتھ پاؤن مارتی کب تک پڑے — کشتیِ مے کی بدولت ہم کنارے ہوگئے
پھر دلِ سوزان مین کچھ معلوم ہوتی ہے جلن — مشتعل پھر آتشِ غم کے شراری ہوگئے
عقدِ پروین سے لڑائین ہمنے آنکھین رات بھر — یاد جب اوس ماہرو کے گوشواری ہوگئے
کچھ نکی ہنسی برتِ کعبہ ایمان پر نظر — بے تکلف ای بتو بندی تمہاری ہوگئے

نسطرح لوٹی مچی نظر دین اعلے کی بہلا
دیکہین جب آنکھین تری آہو شکاری ہو گئی

اوس لب شیرین کا بوسہ جب کبھی ہمنی لیا
دلکو حاصل ذائقی دنیا کی ساری ہو گئی

کہتے کہتے راز دل ای جان جان رکتی ہو کیون
باتکا پردہ ہے کیا جب ہمسے تمہاری ہو گئی

نقد جان دیتی ہین دل کیا مال ہی اشیاء حسن
حوصلی دولی فقیری مین ہماری ہو گئی

ایکدن بہی خوش کیا تمنی نہو کر ہمسے بغل
گور کی اس آرزو مین ہم کناری ہو گئی

دیکہکر تیری رخ روشن کو ای یوسف جمال
مہر و مہ غمسی کہٹی ایسے کہ تاری ہو گئے

دل سہی دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہے
ہم تمہاری ہو گئی جب تم ہماری ہو گئے

اور کیا باعث بتائین اپنی حال زار کا
سوکہہ کر تنکا غم فرقت کی ماری ہو گئے

۱۸۰ ۔ ۱۳

آبرو کیا ہی نہ سمجھی غیر اپنی رمز کو
یار سی آنکھون سے آنکھون مین اشاری ہو گئے

سینہ پہ سنان نرگس فتان لینے لگا ہی
اور اوسپہ کٹاری تری مژگان لینے لگا ہی

لو شعلہ رخون سی دل سوزان لینے لگا ہی
سینہ مین یہ آتش اسی دامان لینے لگا ہی

وہ آیگا یان وعدہ پہ باور نہین مجکو
آنچل مین گرہ گو بت نادان لینے لگا ہی

یاد آگیا بارش مین جو وہ ساقی مہوش
ساون کی جہڑی دیدۂ گریان لینے لگا ہی

پہلو مین پہکی جاتے ہین از خود جگر و دل
یہ آگ ہے کسکی تپ ہجران لینے لگا ہی

کہتے اسی اعجاز ہین زندہ ہوئی مردی
ٹہوکر اگر اوس عیسی دوران لینے لگا ہی

شمشاد کہون قد کو تو ہو جاتا ہی سیدھا
شاخ آمین بہی اوس سرو خرامان لینے لگا ہی

بی یار کی گلشن مین گیا مین تو چٹک کر
گل ہو لی مری ہر غنچہ لبستان لینے لگا ہی

بی ہلہ کیا غیر سے جب بوسی کا اقرار
کیا ... مری دل پہ تری آن لینے لگا ہی

مائل تو ہوا آپ یہ اوس رشک پری پر ÷
ہمت سے مری سر اس دل ناداں نے لگائی

ن رنگینی ہاتھونسے کلیجے کو پکڑ کر ÷
یہ ضرب ہماری دل نالاں نے لگائی

خون تن بسم کا بالکل رگ گردن سے بہا کر ÷
پیاس اور سے مجھے خنجر بُرّاں نے لگائی

وہ دیکھکے ای آبرو دریہ مجھے بولے
یاں آمد و رفت آپکی دربان نے لگائی

۱۸۱

۱۸۱

جس جگہ ذکر شہ ہر دو سرا ہوتا ہے
نور دل سبکے وہاں صلّ علیٰ ہوتا ہے

وہ صنم جب مری پہلو سی جدا ہوتا ہے
دم مرا حق میں مرے تیغ قضا ہوتا ہے

ساری عالم میں ترا زخمی تیغ ابرو +
صورت ماہ نو انگشت نما ہوتا ہے

باغ کی سیر کو جاتا ہے وہ رشک شمشاد +
دیکھئے سرو پہ کیا حشر بپا ہوتا ہے

کیا خیال مژہ چشم ستمگر ہے مجھے
پار جو دل سے مرے تیر قضا ہوتا ہے

کیوں نہ احوال ہو روشن کہ ہو اسمیں ظاہر
شکل آئینہ دل اہل صفا ہوتا ہے

داغ دیدہ ہے کسو سے بھی نہ ظاہر ای دل
ان بتوں میں نہیں کیا نور خدا ہوتا ہے

کشتۂ تیغ ادای بت بیمہر ہوں میں
اب مسیحا بھی اگر آئیں تو کیا ہوتا ہے

کیوں نہ بہر آئی مری زخمونکی منہ میں پانی
تیغ قاتل کا انہیں یاد مزا ہوتا ہے

پھرتا ہے کوچہ و بازار میں سودائی سا
عشق تیرا جسے ای زلف دوتا ہوتا ہے

جب بھی دشمن جان ہے تو کسی سمجھیں دوست
کوئی مونس نہیں اس دل سے سوا ہوتا ہے

اپنی لب دیکھکی آئینہ میں وہ کہتے ہیں
اب سکندر کو نصیب آب بقا ہوتا ہے

وائی قسمت دیا غیر کو خط قاصد نے
[illegible]

چشم تو سے نظر کرتے ہے تیغ قاتل
[illegible]

کشتۂ دست حنائی ہون تو سبزی کے عوض — میری تربت سے نونخل حنا ہوتا ہے

مینے پوچھا سبب قتل تو بولے ہنسکر — خون عشاق بہر طور روا ہوتا ہے

نالی بلبل کی پہنچ جائین جو گوش گل تک — تجھسے اتنا بھی نہین پیک صبا ہوتا ہے

۱۸۲ — ۵

آبرو دل مین نرکھہ اپنے رہائی کی امید
زلف کا کوئے گرفتار رہا ہوتا ہے

وعدۂ وصل سے جو یار بدل جاتا ہے — تیغ کی طرح سے فقرہ کوئی چل جاتا ہے

تیری شوخی سے بہ تنگ آیا ہون اے طفل شکر — عین انکھون مین مرے آگے مچل جاتا ہے

کیون نہ سینے سے لگائے رہون تصویر تری — جان جان دل مرا کچھہ اس سی بہل جاتا ہے

جیتے جی خاک مین ہے مجکو ملانا منظور — عطر گل آگی میرے یار جو مل جاتا ہے

۱۸۳ — ۱۰

ایسے ہرجائی سے ای آبرو ملتی ہو عبث
تم جہان جاتے ہو اوسے جاکے وہ ٹل جاتا ہے

رہین ہم ابر سی گریان ادہر یون ہو تو بہتر ہے — وہ بجلی کی طرح تڑپین اودہر یون ہو تو بہتر ہے

یہ میت بہی صورت ناقوس بتخانے مین چلائیگا — ہمارے نالۂ دل مین اثر یون ہو تو بہتر ہے

نہ کوئی دیکھنے پاوے گمان و باد صرصر کا — گذر تیرا وہان ای نامہ بر یون ہو تو بہتر ہے

میری تربت پہ رکھکر دست رنگین کہا اوسنے — کہ روشن شمع اسکے قبر پہ یون ہو تو بہتر ہے

ملا بدلی حنا کی خون عاشق ہاتھہ پاؤن مین — میری قاتل کی گر تیز نظر یون ہو تو بہتر ہے

میری آغوش مین خود آ دہمکی وہ رشک پری آکی — ترے افسون افسون گر اثر یون ہو تو بہتر ہے

نمک افشان ہو ہنس ہنس کر وہ قاتل دم بدم اسپر — ہمارا چارۂ زخم جگر یون ہو تو بہتر ہے

پس مردن ہوا سی خاک اوڑ اوڑ کر وہان پہنچی — کوئی دن کوئی جانا نہین گذر یون ہو تو بہتر ہے

یونہی کو چلیں سر سے در کعبہ پہ سر رگڑیں
ہمارا ہند سے اے دل سفر یوں ہو تو بہتر ہے

۱۸۴ ۱۰

رہے ای آبرو دل نوک مژگان ستمگر پر
جو پیدا انخل الفت میں ثمر یوں ہو تو بہتر ہے

تری وحشی جو صنم قیدئ زندان ہونگے
چاک دامن بخدا دشت و بیابان ہونگے

زخم دل میرے جو گلزار میں خندان ہونگے
غنچہ ساں سیکڑوں گل سربگریبان ہونگے

رخنہ گر دل میں جو یوں ناوک مژگان ہونگے
دور یک لخت غم و حسرت و حرمان ہونگے

وار جو تیغ نگہ کی سر میدان ہونگے
خون الکرم میں ہزاروں کی مہ بجان ہونگے

گر یونہیں صدمۂ درد شب ہجران ہونگے
تحفہ قربان ہم اک روز میری جان ہونگے

ہاتھ سے اپنے اگر وہ نمک افشان ہونگے
کیوں نہ پوری دل مجروح کی ارمان ہونگے

ہم وہ جانباز نہیں ہیں جو ہراسان ہونگے
جان و دل دیکی بھی ہمکو نہ پشیمان ہونگے

لیکے چھوڑیں گے لب زہرہ جبین کا بوسہ
اب تو ہم مشتری لعل بدخشان ہونگے

گھر میں اوس شوخ کی ہم جائیں گی مثل صرصر
تابع غیرت نہ کسی دربان ہونگے

آمد فصل بہاری ہے پھر ای جوش جنون
ہونگے تلوے میرے اور خار بیابان ہونگے

پردہ کچھ حشر میں رہ جائیگا اونکا قاتل
جو ترے زخمئ شمشیر گریبان ہونگے

اوس کمان دار کی دیکھیں کی جو تیر مژگان
میں تو کیا ہوں ملک الموت بھی قربان ہونگے

میں جگر سوختہ کیا جاؤں پئی سیر چمن
پھول لائی مجھے داغ عزیزان ہونگے

مصحف رخ کی تلاوت کو نہ چھوڑیں گے کبھی
ہی یہی جی میں کہ اب حافظ قرآن ہونگے

دیکھکر زلف کو رخسار کی دیکھیں گے بہار
ہو کی کافر ترے عشاق مسلمان ہونگے

جان نثاری کا دکھا وینگے کسیدن جوہر
اپنا سر کاٹکی ہم آپ پہ قربان ہونگے

١٨٤ — ١١

آبرو کیا گلہ داد سخن نادان سے
داد دین گی وہی جو لوگ سخندان ہونگے

شعلہ رویوں سے دل لگا بیٹھے
جان کو مفت ہم جلا بیٹھے

دل سوزان پہ داغ کھا بیٹھے
آگ مین آگ ہم لگا بیٹھے

آئینہ رو سی دل لگا بیٹھے
آبرو خاک مین ملا بیٹھے

ابھی اچھا مریض غم ہو جائے
وہ مسیحا جو پاس آ بیٹھے

کس قیامت کی میری نالے ہین
فتنۂ حشر کو جگا بیٹھے

گل سر بزم ہو کے شعلے پردہ
پاس اغیار کے وہ جا بیٹھے

مہربانی نہ حال پرسی ہے
تیری پاس آکی کوئی کیا بیٹھے

طلب بوسہ پر یہ ڈر ہے مجھے
اولٹی سیدہے نہ وہ سنا بیٹھے

ایک ہی جام مین ہم ای ساقی
غم دنیا و دین بھلا بیٹھے

ایتو دل اپنا ہوا ٹھنڈا
گرمیان کرکے دل جلا بیٹھے

١٨٥ — ١٠

آبرو عشق سادہ رویان مین
مفت تم آبرو گنوا بیٹھے

زبان پہ آٹھ پہر ذکر کردگار رہے
محبت شہ کونین و چار یار رہے

گذر چمن مین جو ہو اوس گل کا بار بار رہے
تو باغبان کو نہ پھر خواہش بہار رہے

ہوئی ہین جیب و گریبان جو صرف دست جنون
لباس آبلہ پائی بھی وقف خار رہے

ہر ایک داغ جگر رشک مہر ہے میرا
جو ماہ دیکھلے اسکو تو شرمسار رہے

الٰہی سینے مین جبتک رہی دل وحشی
اسیر حلقۂ گیسوی تابدار رہے

نہ میر باغ کی خواہش رہی ذرا دل مین
فروغ چشم جو حسن رخ نگار رہے

چمک دمک یہ ہے اپنی بہت غرور اسکو
دکھا دو چہرہ کہ سورج کو یادگار رہے

گواہ رہنا مری رونی کی شب فرقت
جو تا بصبح تو ای شمع برقرار رہے

لیا تو وصل کا وعدہ ہی آج اوس بت سے
عجیب لطف ہو گر بخت سازگار رہے

١٨٦

گنہگار ہو ای آبرو ہزاران
خدا کی فضل کا لیکن امیدوار رہے

٩

خنجری مین تار ہین جسطرح زر گر کھینچتے
بس یونہین تار رگ جان ہین دلبر کھینچتے

خوش قدی کا تری سکہ جم گیا ای شاہ حسن
روبرو کیا سر ترے سرو صنوبر کھینچتے

اور جنیدی تو جو رہتا غافل ای لیلے منش
دامن صحرا ای مجنون ترے مضطر کھینچتے

عاشق قامت ترا جاتا اگر جنت مین بھی
تیز ہو کر برگ طوبے اوسپہ خنجر کھینچتے

گر کشیدہ دل ہین ہین مجھسے تو یہ فرمائیے
لائے ہین کیون آپ مجھکو اپنے گھر پر کھینچتے

ہین وہ ناشاد و حزین ای چرخ تیری کیا ہے اصل
عرش اعظم کو ہلاتے نالے یہ گر کھینچتے

کون تہا ایسا نکرتا جو سر تسلیم خم
میان سے مقتل مین تم جس روز خنجر کھینچتے

دشنۂ مژگان ہے کافی ہی ہمارے قتل کو
دست نازک سے عبث ہین آپ خنجر کھینچتے

١٨٧

جب تھی ناواقف ہے وہ موئی میان سے آبرو
مانی و بہزاد اوسکے شکل کیونکر کھینچتے

نالۂ دل میرا کچھ کچھ تو اثر کرتا ہے
گاہی گاہی جو ادہر سے وہ صنم گذر کرتا

آئی تہی جسکی عبادت کی لیئی کل سرکار
آج دنیا سے وہ بیمار سفر کرتا ہے

واقف راہ عدم خوب وہ ہو جاتا ہے
ان بتون کا جو کوئی وصف کمر کرتا ہے

میں تو شکوہ نہیں کرتا ہوں جفا کا اونکے
پند بے سود سے اے حضرت ناصح مطلب
سبزۂ خط کا ترے دھیان نہیں زہر سی کم

نالے دل کرتا ہے فریاد جگر کرتا ہے
جو کوئی دیتا ہے دل اپنا ضرر کرتا ہے
ہر نظر کرتا ہے یہ دل ٹکڑے جگر کرتا ہے

۱۸۸
آبرو صدمۂ فرقت سے کہاں تک روئے
روز طوفان بپا دیدۂ تر کرتا ہے
۱۳

گھٹا ابر بہاری جب ہمارے دیدۂ تر سے
لگا بھی دو کہ پھر زنخ قتیل ناز ہو جائے
تمہاری آتشیں رخسار کے ہیں دیکھنے والے
صف مژگان ہے کی الفت عبث تو نے دل نادان
سمندر کو گھٹا یا چشم دریا بار نے اپنے
بہار آئی پڑا اوپہن میں پھر اپنا دل وحشی
نصیب اپنے کھلے چھڑکی جبین پر پرافشان
خیال چشم میگون حضرت دل یاد ابرو میں
پہنے وہ کسلے نالے دل پر داغ عاشق کے
بت لی دیں کو دل دیتی ہیں نادانی ذرا دیکھو
پرے نالون سے واپر چوٹ پڑتی ہی جیسے ٹونکی
تہا انگہ کا اوس ترک کی یاد آگیا اوم

تو بجلی کب تڑپ سکتے ہے زائد قلب مضطر سے
عبث صرفہ ہے تمکو ای مسیحا ایک ٹھوکر سے
ہمیں کیا خاک ڈر ہو آفتاب روز محشر سے
بچا ہے آج تک کوئی نہیں ان ترکونکی لشکر سے
جو کچھ ہے ابر کو دعوے تو آ کر سامنے برسے
کسی گیسو کا سودا ہو گیا سر میں نئی سر سے
چمک اوٹھا ستارا آفتاب ذرہ پرور سے
چلے میخانے کی جانب پھرے اللہ کی گھر سے
دیا جاتا ہے جو گل پیرہن پھولونکے زیور سے
لڑا دیتی ہیں ناحق بھی ہم شیشے کو پتھر سے
اوڑاتا ہوں نشانی ہنیخلا اس تیر لے پر سے
نکل کر مجھکو خنجر نے جو گھورا چشم جوہر سے

۱۸۹
خیال ابروی پر کسی اوسنے قتل کر ڈالا
کہاں ای آہ ... ہمکو اب خنجر سے
۱

دیکھ ادھر بھی خود نمائے ہو چکی
بیمروت بیوفائے ہو چکی

ان بتونکی گریہی ہے تاک جھانک
حضرت دل پارسائی ہو چکی

ترسی وہ آہی نہ آئی زور سے
اپنی قسمت آزمائی ہو چکی

دل شکستہ کا نہین ممکن علاج
کارگریان مومیائی ہو چکی

سر بکالی ہین ہمیش اہل زر
ان بتونکی بس خدائی ہو چکی

تیغ ابرو سی اگر دل بچ گیا
تیر مژگان سے رہائی ہو چکی

اوسکا اثبات دہن ممکن نہین
فکر سے عقدہ کشائی ہو چکی

صبح ہونے کو ہے کہنا مان لو
جان جان بس ہاتھہ پائی ہو چکی

دل ہے پھر رنج والم کی سامنے
ان سی اب عہدہ برائے ہو چکی

اب وہ اکثر کھاتی ہین اسکی قسم
جان بھی اپنی پرائے ہو چکی

آبرو اسمین نہین ہے کچھہ کلام
ختم اونپر بیوفائی ہو چکے

در صنعت ذو بحرین

زلف شبگون وہ دکھاتی ہین مجھی
دیکھو دیوانہ بناتی ہین مجھے

جیسے سبب پر مروت ہی نہین
پھر وہ کیون آنکھین دکھاتی ہین مجھے

ہوش آجاتا ابھی کیا ہی عجب
زلف کی بو وہ سنگھاتی ہین مجھے

بات بھی ہی کوئی ای غنچہ دہن
آپ کیون باتین سناتی ہین مجھی

عاشق تیر مژہ دل ہی مرا
چٹکیون مین وہ اوڑاتی ہین مجھے

کیون نہ جل جائین حسد سے بھی عدو
شعلہ رخ وہ دکھاتی ہین مجھے

نالۂ شب کا یہ ایدل ہے اثر | صبح سے وہ جو بُلاتے ہین مجھے

آبرو شب کو وہ گیسو کے خیال
سانپ بن بن کی ڈراتے ہین مجھے

۱۹۱ — ۱۵

ناپسند اونکو بی حجابی ہے | دلِ بیتاب کی خرابی ہے
مجھسے بہتر مری کدورت ہے | جسکے اوس دلمین باریابی ہے
کیون نہ دریا بہاؤن انکھونسی | پہنی جوڑا وہ شوخ آبی ہے
کوئی گاہک جہان بہر مین نہین | دلِ عاشق کی کیا خرابی ہے
میری لاکھون سوال کو کافی | ایک اوس بت کی لاجوابی ہے
مہروش تیرا بوسۂ لبِ سرخ | ہمکو گلقندِ آفتابی ہے
اک جہان تشنۂ شہادت ہی | تیغِ قاتل کی یہ خوش آبی ہے
فاش ہو کیون نہ پردۂ الفت | اونکو منظور بیحجابی ہے
تاری گنتا ہی شام ستی تا صبح | تیرا مشتاق بہی حسابی ہے
دلِ ناداں وہان نہ آیا ہے | نہین جسجا یہ باریابی ہے
ق
دل کا پوچہو نہ مجھسے کچھ احوال | یہی تو باعثِ خرابی ہے
مژدہ ای میکشو بہار آئی | فصلِ سرما بہی اب گلابی ہے
جلوۂ دخترِ رز جو ہی اسمین | جام ہر ایک آفتابی ہے
شاخِ گل یون ترنگ ہلتی ہے | جھومتا جسطرح شرابی ہے

آبرو دل نہین ہے پہلو مین
تپِ فرقت نی آگ دابی ہے

۱۹۲ — ۱۱

یون کیا تیغ نظر نے تری یہ دل ٹکڑے
ایسی مجرم کی بھی کرتا نہین قاتل ٹکڑے

نہ ہی دستِ جنون ایک گھڑی تک باقی
طوق کیطرح سے اوڑ جائے سلاسل ٹکڑے

تیغِ ابرو جو تری اُسکو اونچا کہینچے
ڈہال خورشید کی ہو اسی مہِ کامل ٹکڑے

چاک دامانی مجنون کا اثر جب جا نین
کردے لیلی بہی اگر پردۂ محمل ٹکڑے

ماہ نو گہٹ کی ہے جب ناخن پا سی اونکی
تیغ ابرو سی نکیون ہو مہِ کامل ٹکڑے

پہر گیا گہر سے میرے آکے وہ بحرِ خوبی
ہوگئی کشتیِ مقصد لبِ ساحل ٹکڑے

تو وہ یوسف ہے کہ دیکہین جو حسین ہاتہ ترے
تیغِ غیرت سے کرین اپنی انامل ٹکڑے

تیغِ ابرو نے تمہاری یہ دکہائی تاثیر
کہ نظر پڑتی ہے آنکہون کی ہوئی تل ٹکڑے

ای پری عشق پہ فرہاد کے پتہر پڑ جائین
تیری دیوانے کرین سر سے اگر سل ٹکڑے

تیغِ ابرو سی اشارے نہون اغیار کی سمت
جانِ جان سینے مین ہوتا ہے مرا دل ٹکڑے

۱۹۳

خوب چسپان کئی ای آبرو الفاظ بہم
جوڑنا ورنہ نہین انسان کو مشکل ٹکڑے

۷

فرمائش اونکی سمت سے آئی ہے ہار کے
تقدیر چمکی اپنے دلِ داغدار کی

سناٹا چار سو ہے گلستان مین آج کل
رخصت قریب آئی عروسِ بہار کی

بعد فنا بہی دہیان ہے رخسار کا ترے
کیا احتیاج ہمکو ہے شمعِ مزار کی

تنتی تو ابروؤنکی اشارے مین جانِ جان
بُرّش دکہائی آج مجہے ذوالفقار کی

عاشق کے دل سے کیا چہپے صدمہ فراق کا
مینوش جانتا ہے اذیت خُمار کی

جاتا ہے سیرِ باغ کو وہ گلعذار رو نما
کیا ہے ہوا پسند ہی ہے نسیمِ بہار کی

۱۹۴

آنکہوںمین کالی چار پہر ہمنے آبرو

۸

اللہ ری بیقراری شب انتظار کی

جان لیگی ہجر مین یاد ابروی خمدار کی
فرط غم سے سانس ہر اک باڑھ ہی تلوار کی

ہی کٹاری ہجر مین ہر ایک مجکو برگ گل
کوچۂ شمشیر ہے ہر اک روش گلزار کی

از سر نو شوق اونہین نظارہ بازی کا ہوا
لڑگئی تقدیر پھر کچھ روزن دیوار کی

نوح کی طوفان کو چشم تر نے قطرہ کردیا
آبرو دل مین گھٹا دی ابر دریا بار کی

جاؤن کیونکر دشت مین ہو چاک دامن کسطرح
زور بازو مین نہ طاقت پاؤنمین رفتار کی

بہر تسکین کسلئی دیکھون نہ مہر و ماہ کو
پھرتے ہی انکھونکی اندر شکل روی یار کی

شور محشر کو سمجھتے کچھ نہین وحشی تری
وہ صدا کانونمین ہے زنجیر کے جھنکار کی

عشق ابرو مین ہوا دل خاک جلکر آبرو
سیپہ کھاہے آنچ ہوتی ہے بری تلوار کی

جان و دل سے ایک عالم عاشق جانانہ تھی
محو رخ کوئی ہے کوئی زلف کا دیوانہ ہے

آگیا ہے دلمین اسدم کسکی شوخی کا خیال
آمد و رفت نفس سینہ مین بیتابانہ ہے

کون مست ناز میخانہ مین آتا ہے کہ آج
شوق سے مانند چشم منتظر پیمانہ ہے

تختۂ تابوت کو اے دل سمجھ تخت روان
کہتے ہین جسکو کفن وہ خلعت شاہانہ ہے

دلمین اوس رخ کا تصور ہی کبھی سودای زلف
یہ مکان آباد ہی گاہی گہی ویرانہ ہے

ہی لباس بی مثالی قطع تیرے ذات پر
تجھسا عالم مین حسین پیدا ہوا ہوگا نہ ہے

شکل آئینہ نکیون ہوش و خرد یان دنگ ہون
آرسی تیسی لڑاتی آنکھ گستاخانہ ہے

مسجدونمین آبرو روشن کرو گھی کی چراغ
دلسی تمہی آجکل وہ شمع و پروانہ ہے

وقتِ خرامِ ناز بھی وہ چھال چل گئے
دل عاشقوں کے سیکڑوں تلوؤں سے مل گئے

سب اپنی ناہہائے دلی بے محل گئے
پنکھا دلِ عدو پہ صدا فسوس جھل گئے

مُنہ سے تری سنے یہ سخنہائی تلخِ غیر
ہم گھونٹ زہر کی تری خاطر نگل گئے

کُشتہ جو سرد مہری کا اونکے نہیں تہا پھر
پھر آگی کیون کفن مین وہ کافور مل گئے۔

جو راز ہائے عشق مرے دل مین تھے نہان
بن بن کی نالی ہجر مین منہ سی نکل گئی

صبر و شکیب و تاب و توان ولمین اب نہین
اوس جانِ جان کی جاتی ہے وہ بھی نکل گئی

غالب بلا بلا یہ ہے دیکھو تو جانِ جان
گیسو تمہاری موئی کمر سی نکل گئی

بیکار پھوٹ پھوٹ کی روتی ہین آبلی
انکھونکی سوئیان تھی جو کانٹی نکل گئی

رُعبِ جمالِ یار نی پکڑی وہین قدم
دربان کی انکھ ہم جو بچا کر نکل گئی

نرگس کو تمنی انکھ دکھائی اگر نہین
پھر کیونکر اس مریض کی تیور بدل گئی

سودائی زلف مین نہین ہوش و خرد بجا
سر پہ بلا پڑی تو یہ حضرت بھی ٹل گئی

اللہ ری زور و شورِ جنون وقتِ قتل بھی
فوّاری مری خون کی ہاتھون اوچھل گئی

پوشیدہ گیسوؤن مین نہین خال ہائے رُخ
گویا کہ بچھوؤنکو ہین اژدر نگل گئے

لیتی نہین جو ہاتھ سی میری وہ جامِ می
ثابت ہوا حسود کوئی جوڑ چل گئے

آیا وہ رشکِ باغ جو گلگشت کی لئی
پھولون کی رنگ اوڑ گئی نقشی بدل گئی

الجھی جو زلف چھوٹ گیا شانہ ہاتھ سی
غصّی کی ماری یار کے تیور بدل گئی

۱۹۷

اور آبرو بدل کی کہو قافیہ غزل
اشعار یہ تو طبع کی سانچی مین ڈہل گئے

۱۹

وہ رقص میں لچک جو کمر کے دکھا گئے
عاشق کو راہ ملکِ عدم کی بتا گئے

وہ ایکدم مین دلکی لگی کو بجھا گئے   زخمونکی منہ مین تیغ کا پانی چوا گئے

بہولی خیالِ زلف تو اوس خط کی یاد ہے   ہم بچ گئی جو سانپ سے تو زہر کھا گئے

آہون سے ہجر یار مین دل سرد ہو گیا   جھونکی ہوا کے شمع کو آخر بجھا گئے

جہیلے دل وجگر نے مرے یار کی ستم   یہ ذرّی آفتاب سے آنکھین لڑا گئے

اغیار پر رہی کرم و لطف کی نگاہ   جب میرا سامنا ہوا انبو ری چڑا گئے

اللہ رہی اِن بتونکی تلوّن مزاجیان   آخر بڑہا کے ربط یہ ہمسے گھٹا گئے

اپنے ہی دل نے ڈالا ہمین اضطراب مین   اپنی ہی نالی ہوش ہماری اوڑا گئے

وہ لیگئے شکیب مرے دلکو توڑ کر   لو ایک انیٹ کے لیئے مسجد کو ڈہا گئے

افسون وسحر بہر گئے چتون مین یار کے   بن بن کے شوخی چال مین فتنے سما گئے

اک نالی کا اثر ہوا دل مین یار کے   صد حیف اپنی تیر سراسر خطا گئے

دی جان تیغ ابروئی قاتل پہ غم بہ   ہم وہ جبری ہین آپ سے پیش قضا گئے

اوس شعلہ رُو کا دہیان جو گلشن مین آگیا   جھونکی نسیم کے مرے دلکو جلا گئے

کتنے سمجھکے مجکو کسی سحر حسن کا   نزہت پہ لگّی ابر کی آنسو بہا گئے

دیتی ہین شور رعد سے کانون مین انگلیان   نالی ہمارے ہوش یہ اونکی اوڑا گئے

بہولے سے غم جو اوٹھی تو دل بیٹھہ سا گیا   غمزے تمہارے ہوش ہمارے اوڑا گئے

لکھے ہے یار کے گل رخسار کی صفت   بزم سخن مین رنگ ہم اپنا جما گئے

اصر [illegible]   چہرہ اوتارنے کو مرا منہ چھوا گئے

۱۹   چہرے سے چشم یار کی دیکھو تو آبرو
کیا کیا نہ پلٹی مجکو مقدّر دکھا گئے   ۱۶

ہے شبِ وصلت مین روشن دل سی بڑہکر چاندنی ‌‌ ‌ کیون نہ چمکی ہے مری طالع کا اختر چاندنی
عکس تیری رخ کا پڑ جائے جو ای رشکِ قمر ‌ ‌ ‌ چاندنی کی پہول سے پیدا ہو یکسر چاندنی
ای شہِ خوبی ہے تو غیرت دہِ شمس و قمر ‌ ‌ ‌ روبرو تیرے ہے مثلِ گردِ لشکر چاندنی
چودہوین شب رہتی ہے تا صبح اونکی بام پر ‌ ‌ ‌ لوٹتی ہے کیا مری اوپر ہے اوپر چاندنی
پاس رسوائی سے ایدل وہ شبِ مہ مین نہ آئی ‌ ‌ ‌ مجہ مین اور اونمین ہوی سدِّ سکندر چاندنی
بہ جہت یہ گر بارہ دری کی شب کو وہ مہرو چڑہے ‌ ‌ ‌ نورِ رخ کو دیکھکر ہو جائے ششدر چاندنی
چار دن کی چاندنی ہے پہر اندہیرا پاک ہے ‌ ‌ ‌ پاؤن کیا پہیلائیگی چادر سی باہر چاندنی
آجکی شب جلوہ فرما ہے یہان وہ رشکِ ماہ ‌ ‌ ‌ ہی اندہیرے گہر مین دشمن کی مرے گہر چاندنی
۱۴ چودہوین شب ہے میری جان چاندنی کی ہی بہار ‌ ‌ ‌ تم بہی بیٹہو آج کوٹہی پر بچہا کر چاندنی
خاک پیری مین ہو داغ مہر کی اپنی نمود ‌ ‌ ‌ چاند سے ظاہر نہین ہوتی ہے دن بہر چاندنی
دن شبِ مہتاب مین رکہو نہ اٹہلا کر قدم ‌ ‌ ‌ خاک مین ملجائیگی ای ماہ پیکر چاندنی
ماہرو یونکی گئی الفت نہ بعدِ مرگ بہی ‌ ‌ ‌ بنگئے از خود مرے مرقد کی چادر چاندنی
جیب سی پہلو مین نہین ہے وہ بتِ رشکِ قمر ‌ ‌ ‌ یہ بہی نظرون مین ہے ایدل اخگر چاندنی
خاک کوئی یار سے میرا بچہونا اوڑہنا ‌ ‌ ‌ مجہسے عریان تن کو ہے بیکار چادر چاندنی
چاند سامنہ شب کو تیرا دیکہکر ای رشکِ مہر ‌ ‌ ‌ ٹکٹکی باندہے ہے مثلِ چشم اختر چاندنی

۱۹۹

یاد آگیا کسی شب مین جو وہ زلفِ سیاہ
ابرو کالی گہٹا سی ہی یکسر چاندنی

کیا جلاتی ہے دلِ عاشق نکل کر چاندنی ‌ ‌ ‌ نارِ دوزخ سے شبِ فرقت ہے بدتر چاندنی
کیون نہ ہوش کہوے اوڑ جاین شبِ مہتاب مین ‌ ‌ ‌ دیتی ہے بہر بہر کی جب مہ آتش تر چاندنی

پھٹ گئی مہتاب کی منھ پر ہوائی آہ سے ... روشنی داغِ دل سے ہے مکدر چاندنی
چاند گل کیتی ہی ای مہر وش تو کیا عجب ... اور بن جائی تری بستر کی چادر چاندنی
گر سرک جائے کسی شب تیری عارض سے نقاب ... شعلہ رو کا نور ہو سیماب بنکر چاندنی
تا نہ بکہہ سکی کوئی اوس مہ کو نگاہِ مہر سے ... بنگئی پہر حفاظت پردۂ در چاندنی ÷
ہجر کی شب یہ جو نکلی دلپہ آفت آگئی ... ہوگئی حق مین ہماری صبحِ محشر چاندنی
نورِ عارض پہ تری اسکا پھڑک جاتا ہے دم ... بنتی ہے ای ماہوش لوٹن کبوتر چاندنی
آپ سے پامال ہوتی ہے یہ ہنگامِ خرام ... پاؤن پڑتی ہے ترے ہر ہر قدم پر چاندنی
ہجر کی شب مین دلاکر اوس رخِ روشن کی یاد ... زیست کرتی ہی ہماری روز دوبھر چاندنی
دھیان ہے اسدم مجھے کس چاند سے رخسار کا ... نور جو آنکھون مین ہے اور دل کی اندر چاندنی
ہجرِ بیت مین ناتوان وہ ہون کہ میری جسم پر ... سنگ ہو تلے ہے اندھیری سنگِ مرمر چاندنی
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھونگا شبِ فرقت اگر ... ماہ اپنے سر پہ لیجائی اوٹھا کر چاندنی
گھر مرے آئی کبھی شبکو جو وہ رشکِ قمر ... صحن مین لاکر بچھائے اپنا بستر چاندنی
ہے سیہ بختی سے ایسا تیرہ و تار اپنا گھر ... خوف سے آتے نہین ہے جسکی اندر چاندنی

۲۰۰ ... ۱۲

ہی شبِ مہتاب بر مین ہے وہ رشکِ ماہتاب
آبرو یہان سے وہان تک ہے برابر چاندنی

خورشید جبین سے ترے ہمسر تو نہین ہے ÷ ... مہ اس رخِ روشن سے منور تو نہین ہے
ای صور نکر شور زیادہ کہ اوٹھین گے ÷ ... دن حشر کا ہے یار کی ٹھوکر تو نہین ہے
ہے چاہ جو ہر ایک مسلمان کو اوسکی ... وہ چاہِ ذقن چشمۂ کوثر تو نہین ہے
حسن اپنا دکھاتا جو پھرے سارے جہان مین ... خورشید سا ہرجائی وہ دلبر تو نہین ہے

کیون اگ ہوئے ہاتھہ لگانی سی پریرو | میرا سر انگشت ہے کچھہ اخگر تو نہین ہے
ہم دیکھین گے گو آتش کرو تم درم تزئین | آئینہ ہے کچھہ سد سکندر تو نہین ہے
کیون وحی مین پیغام زبانی کو سمجھہ لن | کچھہ قاصد دلدار پیمبر تو نہین ہے
مایوس نکر وصل سے او بت کی برہمن | کچھہ ہاتھہ ترے سر امقدر تو نہین ہے
کیون کوچہ و بازار مین ہے شہرۂ یوسف | صورت مین وہ کچھہ آپ سے بہتر تو نہین ہے
قاصد سے بشر آئیگا وہ آن ہی آئی | اوڑکر جو پہنچ جاسے کبوتر تو نہین ہے
فرماتے ہین کچھہ حضرت ناصح کی نہین شکل | پر بس مین ہمارا دل مضطر تو نہین ہے

٣٠١ اسی آبرو کہتے ہین جسے لوگ ثریا
سر کا یہ کسی ماہ کی جھومر تو نہین ہے ١٢

وہ ہولی کھیلنی مین ہی ستم ایجاد کرتا ہے | کہ خون عاشق کا پچکاری مین اپنی رنگ بھرتا ہے
جو ٹھنڈی گرمیان وہ آتشین رخسار کرتا ہے | تو کیا کیا دل مرا سینے مین آہین سرد بھرتا ہے
ترش روئی سی جاتا ہے کوئی جوش الفت مین | یہ وہ نشہ نہین ہے جو کھٹائی سی اوترتا ہے
لب شیرین کا بوسہ دیدیا اوس نی بانگی | شکر خوری کا منہ سچ ہی خدا شکر سی بھرتا ہے
پریرو اک طرف ترک فلک کے ہوش اوڑتی ہین | وہ سبزہ رنگ غصی سی جب آنکھین لال کرتا ہے
تمہاری جھوٹی وعدن سے بھی ہوتی ہین تسکین لیے | تمہاری خالی باتون سی بھی یہ دل اپنا بھرتا ہے
گلی کو کاٹ لینا یاد ابرو مین ہی کیا مشکل | جو سر یہ کھیل جاتا ہے وہ یہ بھی کر گزرتا ہے
عبث جراح کو فکر ہی علاج زخم دل کی ہین | کہین مرہم سی اوس تیغ زبان کا زخم بھرتا ہے
تصور جبکہ آتا ہے لب و دندان جانان کا | لہو پانی دل بیتاب اپنا ایک کرتا ہے
نہ کیونکر خاکساران محبت اشک پی جائین | نشیب اکثر جہان ہوتا ہے پانی وانہہ مرتا ہے

نہین آتی ہین بہم ہچکیان بوجہہ فرقت مین
فرشتہ موت کا شاید کہ ہمکو یاد کرتا ہے

کبھی تیوری چڑہاتا ہے سناتا ہی کبھی باتین
نہین دم بہر بھی اوس سفاک کا غصہ اوترتا ہے

برنگ بلبل تصور جنبش کر نہین سکتے
فراق گلرخان مین اپنا یہ نقشہ گذرتا ہے

ذرا رنگ اثر دیکہو مہک جاتا ہی خوشبو سی
جو وہ رشک چمن کاغذ کا کوئی گل کترتا ہے

خدنگ ناز قاتل جالنسے کیونکر نہو پیارا
جگر کو توڑکر یہ گھر دل عاشق مین کرتا ہے

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا
چمن مین ابر پانی سے کٹورا گل کا بہرتا ہے

ببوئی نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
تو کیا کیا باغ مین سنبل اولجہتا ہی بکہرتا ہے

مرا در منزل جانان چہ امن وعیش چون ہر دم
رقیب روسیہ آ آکی اوسکی کان بہرتا ہے

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
ہوا جسکے لئے بدنام وہی نام دہرتا ہے

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل
مگر کچہہ غم نہین وہ دم مین بیڑا پار کرتا ہے

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
برا کہتا ہی کیا اک تو زمانہ نام دہرتا ہے

پشیمانی چہ سود آخر چو در اول خطا کردی
عبث ای دل اولجہکر زلف مین فریاد کرتا ہے

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست
عبث وصاف اوسکے حسن کی تعریف کرتا ہے

۲۰۲

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
سجادر بردہ حافظ آبرو ارشاد کرتا ہے

۲۷

مدار گردش دوران تمہارا دور داماں ہے
ظہور فتنۂ عالم تمہاری چشم فتان ہے

دل شوریدہ مین عشق رخ و گیسوئی پیچان ہے
برنگ نکہت گل جو دماغ اپنا پریشان ہے

نہ جیب و آستین باقی نہ ثابت تار داماں ہے
جنون وحشی سے تیری کس لئے دست و گریبان ہے

چلو اے میکشو ہر سمت جوش ابر باران ہے
اشگون پہ بہار سبزہ صحن گلستان ہے

وہان فرطِ نزاکت سے جو تن پر بارِ داماں ہے
ہوئی جاروب کش آکر پر یہ و بعدِ مُردن ہے
فدا روز ازل سے ہین تمہاری زلفِ شبگون پر
ہوئی مُدت مگر پورا نہین ہوتا نہین ہوتا
نمک پاشی نہین کرتا جو قاتل میری زخمون پر
خیالِ خام سے کچی گہڑی کی چیر گئی زاہد
رہون ساکت نکیونکر ہو طوطیِ تصویر کی صورت
دلیلِ سرخروئی زردیِ رخسارِ عاشق ہے
کسیکا خونِ ناحق ہے حنا سمجھے ہو تم جسکو
چلو بس ہو چکی گرمی تماشا دیکہہ لو اگر
نہین کم تابِ ماہ داغِ الفت دست وحشت ہے
دل و جان لوٹ ہین ازبسکہ تیری جامہ زیبی پر
بہفتاد و دو ملت گردشِ چشم تو می سازد
چو شمع از کشتنِ ما دامنی رنگین نمی گردد
ببزم می پرستان سرکشی بر طاق نہ زاہد
برنگ غنچہ ام جز بوی او در دل نمی گنجد
حیاتِ جاودان خواہی بصحرائی فنا رو کن
حدیث از مطرب می گو و رازِ دہر کمتر جو
گریبان میدرد اشکم قیامت می کند آہم

یہان زورِ جنون سی طوق ہمشکلِ گریبان ہے
شہیدِ ناز کی تُربت ہے یا گورِ سُلیمان ہے
ہمین اوّل ہے سے صبحِ وطن شامِ غریبان ہے
تمہارا وعدہ بہی شاید کہ میری دلکا ارمان ہے
عدو کی شورِ بختی سے بہرا شاید نمکدان ہے
زمانی بہر مین گو مشہور تو پکا مسلمان ہے
بشکلِ آئینہ پیشِ نظر وہ روئی خندان ہے
شکستِ رنگ ہی گویا کہ اک فتحِ نمایان ہے
جسے کہتے ہو آئینہ کسیکے چشمِ حیران ہے
دلِ پُر داغ میرا غیرتِ سروِ چراغان ہے
کہ پہنچا تا بدامن چاک ہو کر یان گریبان ہے
ہلالِ عیدِ قربان انکو شمشیرِ گریبان ہے
جسے کہتی ہین دورِ چرخ تیرا دورِ داماں ہے
مگر آبِ دمِ تیغِ بتان خونِ شہیدان ہے
عبث اس گنبدِ دستار پر تو اپنی نازان ہے
بغیر اوس گل کی صحنِ باغ مجکو کنجِ زندان ہے
کہ تشنہ لب ہین جسکے خضر یہ وہ آبِ حیوان ہے
چمن سرسبز ہین ہر سمت جوشِ ابرِ باران ہے
مگر بحرِ تعشق بہی غضب آفت کا طوفان ہے

گر ز در کلبهٔ تارم بنا شد روز روشن را
جدائی لنتو آسان ست پیوستن بتو مشکل
ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن

ہوا جب سے مجھے سودائے زلفِ عنبر افشاں ہے
جدا ہو کر عدو تجھ سے محبت ملنے کا خواہاں ہے
اوسیکا نور ہر تن میں بشکلِ روح پنہاں ہے

۲۰۳

غبارِ خاطرِ دانا ست اظہارِ سخن کردن
بیانِ رازِ دل ای آبرو بس کارِ ناداں ہے

۱۴

پردہ یا شاہِ عرب رخ سے اوٹھاتی جاتی
یا ہنی جالِ خفتہ کو جگاتے جاتے
آپ ہیں ہادیِ کل آپ ہیں دین کے رہبر
دیتی ہیں دل میں جگہ عشق رخِ احمد کو
آستاں پر ترے سر دہرتی ہیں ہر کش آکی
بادشاہی جہاں کی نہیں رکہتی پروا
چہوڑ کر کاکلِ شبرنگ رخِ روشن پر
عشقِ احمد سے دل و جان و جگر ہیں پر نور
کہتے جاتے ہیں وہ بال آنکہوں میں کیونکر والے
جسمِ پاک کی الفت نے بنایا وحشی
ہوتی جاتی ہیں پہ انوار مرے آنکہ کی تل
پہنچیں گے کعبۂ مقصد کو نہ وہ جو کہ الگ
ان دونوں لکہتے ہیں ہم مہرِ غوث کی صفت

دولتِ حسنِ خدا داد لٹاتے جاتے
خواب میں مجھے دیدار دکہاتے جاتے
ہوئیں گمراہ مجھے راہ بتاتے جاتے
ہم بہی اس اوجڑی نگر کو ہیں بساتی جاتے
در پہ مغرور ہیں گردن کو جہکاتی جاتے
درِ دولت پہ ہیں جو لوگ کہ آتی جاتے
ابر کی قدر ذرا آپ گھٹاتے جاتے
پہلوئی مہر ہیں یہ ذری دباتے جاتے
دامِ الفت میں ہیں ہم دلکو پہنساتے جاتے
دامنِ دشت کی سیرتی ہیں اوڑاتی جاتے
شکلِ مردم ہیں وہ آنکہوں میں سماتے جاتے
اینٹ پڑا اینٹ کی مسجد ہیں بناتی جاتے
کشورِ نعت میں سکہ ہیں بٹھاتی جاتے

کعبة اللہ کو کہتے تہے کہ گل جائیں گے

آبرو رکھی لو آج بھی جاتے جاتے

اشعار نعتیہ

محمد تاجدارِ دو جہان ہے
محمد زینتِ کون و مکان ہے

محمد باعثِ تخلیقِ آدم
محمد ہی امامِ کن فکان ہے

محمد رازدارِ خالقِ کل
محمد فخرِ جملہ انس و جان ہے

محمد مہبطِ جبریلِ اکرم
محمد سرورِ قدوسیان ہے

محمد ہے گلِ گلزارِ وحدت
محمد سروِ باغِ لامکان ہے

محمد ہے حبیبِ خاصِ داور
محمد فی الحقیقت جانِ جان ہے

ترا ہی آبرو حامی وہی ہے
کہ جو سالارِ خیلِ مرسلان ہے

نہ مانا عدو کو کہ رنج دلی ہے
خوشی ہے مرے جی مین اونکی خوشی ہے

طبیعت کی آتی ہے جان پر بنی ہے
کسیکا ہی رونا کسیکی ہنسی ہے

لبا ہی جو دلمین اوسی سے ہے مطلب
نہین کیا غرض یون تو خلقت بسی ہے

زبان کو نہ کہلواؤ کی پردہ ملو ہاؤ
یہ کہتا ہون وہ بات منہ پر دھرے ہے

کرین حال اظہار پھر کس طرح سے
وہان عرضِ مطلب سخن پر دھری ہے

ابھی حضرت عشق تم تو ہو مرشد
نہین دور ہی سے میرے بندگی ہے

نہین دیکھتے ہین نگہ بھر کے مجھکو
نظر کو بھی اونکی نظر ہو گئی ہے

آ ابتدا سے نفرت ہے نیرنگیں سے رغبت
بتاؤ تو کیونکر یہ کیا منصفی ہے

ہوا منتون سے نہ راضی ستمگر
نہین بات بگڑی ہوئی ہی بنی ہے

غرض کیا تھا چھیڑنے سے عدو کے
سمجھتے ہیں ہم خوب جو دل لگی ہے

ہی نسیان سے آلودہ انسان ہمارا
خطا کیوں نہ سرزد ہو پھر آدمی ہے

۲۰۶

نہیں آبرو کی سبب لب پہ نالے
طبیعت کہیں آپ ہی آگئی ہے

۱۱

کیوں دل پر آرزو سے نوک مژگان دور رہے
آبلہ سے کیجئے خار مغیلان دور رہے

پاس تک آنے نہیں دیتا ہی ملنا درکنار
آنکھ سے ہو کے کچھ اونکا دربان دور رہے

کسطرح آئینگے میرے پاس وہ ای نامہ بر
اس عبارت سے تو اونکی خط کا عنوان دور رہے

ہو جدا سر چند پہ آگے سے آنکھ ہی فیض
دیکھ لو ذرہ سے خورشید درخشان دور رہے

بھول جاتا ہے ہمارا یاد ہو ای مہربان
یاد دشمن کی لئی تو دل سے نسیان دور رہے

کب قرین فہم ہو سکتا ہے قول مدعی
کہا تھی جو رخ کی قسم کعبہ سے قرآن دور رہے

جانفشانی کا صلہ الزام ہے [illegible]
آپ سے تو مشفق من پاس احسان دور رہے

قتل کیا پاس عدو سے وہ مجھے فرمائینگے
دور سے ہو رہا ہے تو اس مشکل کا آسان دور رہے

دل فدائی رخ ہے شیدائی خم گیسو ہیں
جب سے راز ہی سے تو یہ مرد مسلمان دور رہے

وہ چلی ہے آئینگی مندسی میرے گھر نا[illegible]
تو کہی جانا یہی اولسی کہ ہان ہان دور رہے

۳۷

شعر جو کچھ پاس ہوں وہی سنا دو آبرو
یہ تو مانا آپکا اسوقت دیوان دور ہے

۶

تیرا [illegible] ہے جوانی میری
تیرا شہرہ ہے کہانی میری

دل تو کیا جان بھی دیدوں تمکو
نہیں الفت ہے زبانی میری

گو یقین کسی کبھی سنی لیکن
ای صنم رام کہانی میری

چشمِ دشمن مین بہی آنسو بہر آئی
دیکہکر اشک فشانی مری

کیون شبِ وصل نہون شاد ہی مرگ
موت ہے دشمنِ جانی میری

۳۰۸

آبرو عشقِ بت کم سن مین
مٹ گئے ہائی جوانی میری

۹

جب نظر برقِ طپان آتی ہے
یادِ شوخی بستان آتی ہے

دل چرائی کو وہ دزدیدہ نظر
پردہ پردے مین نہان آتی ہے

آمدِ شیب سے جاتا ہے شباب
لوٹنی باغ خزان آتی ہے

چونک پڑتا ہے وہ کافر ہر دم
کان مین صوتِ اذان آتی ہے

توبہ توبہ کی صدا سب سے
تا درِ پیر مغان آتی ہے

گل کہلانے ہی صبا گلشن مین
خاک اوڑانی کو یہان آتی ہے

منہ کو آتا ہے کلیجہ میرا
دل سے لب تک جو فغان آتی ہے

لکہ شکر اللہ ہے طبیعت میری
ایسے ویسی پہ کہان آتی ہے

آبرو وعدہ وصلت پہ مگر
اک نہین یار کو ہان آتی ہے

مسدس دربیان ولادت باسعادت

آج آمدِ حبیبِ خدائی غفور ہے
ہر نخلِ باغ دہر بنا نخلِ طور ہے

جوشش بہارِ عشرت و عیش و سرور ہے
گلزار سی جہان کی خزان دور دور ہے

گلزار احمدی کا چمن مین ظہور ہے

ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

یہ دن ہے روزِ مولدِ محبوبِ دو جہان — سامانِ خرمی ہے بہم زیرِ آسمان
ہر برگِ گل ہے مدحتِ والا میں تر زبان — یہ کہہ رہی ہے باغ میں سوسن کو باغبان

کیا شانِ احمدیؐ کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

جب تک کہ نورِ دیدۂ مضمر میں نہ تھا — آنکھیں ہوئیں نہ شکلِ حقیقت سے آشنا
بینائی جبکہ خالقِ مطلق نے کی عطا — اوس وقت دیکھ بھال کے بیساختہ کہا

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

جب ایسی شئی جہان میں نہ آئی کوئی نظر — جس سے کہ شانِ نورِ نبی ہو نہ جلوہ گر
اوّل بغور دیکھ لئے ہر شاخ و برگ و بر — آخر یہی کہا دلِ دانا نے سوچ کر

کیا شانِ احمدؐ کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

تھا پیش ازیں نہ عالمِ ہستی کا کچھ نشان — جیسا کہ اب ہے ایسا نہ آباد تھا جہان
اونسے ہے باغ باغ ہوا گلشنِ جنان — کہتے ہزار سے ہے یہ سوسن بصد زبان

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

شاداب و سبز گلشنِ جنت اوسی سے ہے — ہر پھول پھل کی شوخ یہ رنگت اوسی سے ہے
غنچونکی منھ میں بضاعت اوسی سے ہے — باغِ جہان کی رونق و زینت اوسی سے ہے

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمدؐ کا نور ہے

بلبل کی چہچہے ہے اونہین کی سبب سے ہین
سبزی کا یہ لہلہی ہی اونہین کی سبب سے ہین
کیمکو کی قہقہی بہی اونہین کے سبب سے ہین
گلزار ڈ ہڈی بہی اونہین کے سبب سے ہین

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمدؐ کا نور ہے

گل اونکی رنگ رُخ کے سبب باغ باغ ہے
لالہ کا ریخ ہجر سے دل داغ داغ ہے
غنچہ بہی قید تنگدلی سے فراغ ہے
یان عندلیب عقل کا بہی گل چراغ ہے

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمدؐ کا نور ہے

کیون متصل نہ رحمت باری کا ہو ورود
ہر ایک سرو باغ کی اوس قدسی ہے نمود
ہر پہول پہل کی ہے رخ احمدؐ سے ہست و بود
کیونکر نہ قمریون کی زبانون پہ ہو درود

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمدؐ کا نور ہے

اونے غلام آپکا ہے موسم بہار
قربان لاکہہ جان سی عنادل مین صد ہزار
قدمون پہ پہر عروس چمن کیون نہو نثار
طاؤس وقت رقص یہ کہتی ہین باربار

کیا شانِ احمدی کا چمن مین ظہور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمدؐ کا نور ہے

جبتک دہن مین دخل ہی یارب زبان کا
جب تک زبان مین نطق کا جوہر ہے یا خدا

پهولی نه ایک دم کو کهے نام مصطفا | لب پر یه آبرو کی رہے شعر تر سدا

کیا شان احمدی کا چمن مین ظهور ہے
ہر گل مین ہر شجر مین محمد کا نور ہے

سراپای نبی اکرم صلی الله علیه وسلم

سر نامه لازم ہے حمد خدا | قلم جسنے قدرت سے پیدا کیا
لکهون پهر سراپای سلطان دین | بنی جسکی خاطر مکان و مکین
یه ہے حلیه سرور انبیا | بلا ریب تهے جو حبیب خدا
بزرگی سر شاه کونین کی | دلیل اونکی سرداری مولی کی تهے
سیه اور پیچیده تهے موی پاک | بناگوش تک تهے وه گیسوی پاک
اونهین کی تو واللیل تعریف ہے | اونهین کی تو قرآن مین توصیف ہے
رخ شاه تها رشک شمس الضحی | عیان تها جبین سے جلال خدا
عذار مبارک کا یه رنگ تها | که نازک کهین پهول سے تهی سوا
صباحت ملاحت مین تها بے نظیر | وه حسن رسول بشیر و نذیر
تهی ابروی پیوسته رشک هلال | اور اون چشم حق بین مین ڈوری تهی لال
کبهی سرمه دینی کی حاجت نه تهی | سیاهی تهی بس کحل ما زاغ کے
کهلا تها ہر ایک موئے مژه | حیا سے نه اوٹهتے تهے ہر گز نگه
وه بینی بلندی مین تهے دلفریب | که لیجاتی عاشق سے صبر و شکیب
لکهون وصف اونکی دهن کا مین کیا | معما تها یا سر ذات خدا

کہوں عقل مَیں خاطرِ عاشقاں — تو ثانی نہ ہو گا اسی سب جہاں
ہر اک دانت تھا گوہرِ آبدار — تبسم وہ تھا رشکِ صبحِ بہار
صفت سین دندان کے یٰسین ہے — جسے شک ہو قرآن میں دیکھ لے
زنخدان وہ تھی سیبِ باغِ جناں — وہ گردن تھی شفاف آئینہ ساں
وہ ریش مطہر تھے نورِ خدا — کہ دل جس سے مانوس تھا خضر کا
وہ سینہ تھا گنجینۂ معرفت — صفائی میں آئینۂ معرفت
سیہ ایک بالوں کے تحریر تھے — زصدر نبی تا بناف نبی
تھی مہرِ رسالت کمر پر عیاں — مگر دونو شانوں کی تھی درمیاں
بہت دست و پا بھی خوش اسلوب تھے — کہ ہر اہل بینش کو مرغوب تھے
ملائم تھی تا قم سے افزوں وہ ہاتھ — ہر انگشت موزوں لطافت کی ساتھ
وہ پائے مقدس سدا بیکراں — رہِ حق میں تھی مثلِ دریا رواں
سراپا وہ تھا قدرتِ کردگار — کہ شانِ خدا جس سے تھی آشکار
الٰہی بحق جنابِ حبیب — مجھے عشقِ آلِ نبی کر نصیب
مجھے مال و دولت کی الفت نہیں — کچھ آرام و راحت کی چاہت نہیں
یہی آرزو ہے کہ روزِ جزا — مجھے بخش دینا سپُرد مصطفےٰ

عجب کیا طفیلِ جنابِ رسول
جو اپنی دعا آبرو ہو قبول

اشعار متفرقات

تجھ سے ہمسر نہ کبھی حور کی صورت ہوگی — بہتر ہرگز نہ تری کوچہ سے جنت ہوگی
یاد آئی جو ہمین حشر مین اونکی قامت — دیکھنا اور قیامت مین قیامت ہوگی
ہون وہ عاشق کہ مجھی زمرۂ عشاق مین بھی — پیش تسبیح کی مانند امامت ہوگی
روز فردا پہ اگر وصل کا ٹھیرا اقرار — پھر تو ای جان یقین ہی کہ قیامت ہوگی

ایضاً

تازہ ہر روز دل پہ آفت ہے — یاد قامت ہے یا قیامت ہے
ہمکو قرآن سے ہوگیا ثابت — فرط عسرت دلیل عشرت ہے
مجکو یہ حال کچھ نہین کھلتا — دل سے رحمت کو کیون عداوت ہے

ایضاً

نہین ہین داغ میرے تن پہ اونکی چھالونکا — کئی ہین عشق نے روشن چراغ کانٹون مین
وہ سوز ہے مرے تلوونکی آبلون مین بھرا — چبھی جو پاؤن مین پڑ جای داغ کانٹون مین

در صنعت ملمع

این درد کہ اگر چہ درمان نکند پرسم — کوئی مجھے ہمدرد جہان مین نہین ملتا
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد — ہمکو غم کھانے سے بوسۂ لب شیرین کا ملا
خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکیست — ای دل جہان مین وسوسۂ این و آن نکر
پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند — کچھ مجھے پر نہین ہاتھ اپنا کیا اوسنی صاف
صد جان فدای آنکہ زبان و دلش یکیست — عاشق ہزار جان سے ہین باوفا پہ ہم
عمر آن بود کہ در غم جانان بسر شود — بی دل لگائی زیست کا کچھ بھی مزا نہین
نامردی و مردی قدمی فاصلہ دارد — میدان محبت مین ہی سب سے ہم آگے

آوازِ سگان کم نکند رزق گدا را
بہکائین عدو لاکہہ وہ بوسی مجہی دینگے

ایضاً

بعدِ وصلت بہی وہی ہے اضطراب
درد باقی ہے مدا وا ہو چکا

بڑھ چلے کوچۂ گیسو سی کہان حضرتِ دل
رستہ بہول گئی خضرِ طریقت ہوکر

الفت کہان کی ذکرِ بتان بہی ہی اب گران
ایسے دبی ہین بارِ محبت اوٹہاکی ہم

یہ بی سبب نہین خاموش بزمِ رندان مین
لگائی کان ہے زاہد صدائی قلقل پر

خنجر کو پہیر الو تو نے گلوئی امام پر
ای شمر تین حرف سدا تیری نام پر

تیری تن سے گل کے خوشبو ہے عیان
لوٹ ہین ہو نزی اسی بو باس پر

آیر ولب آئی اوس کافر کی یاد
جب نظر ڈالی گلِ عبّاس پر

نگہِ دیر دیر نے مارا
مجکو قسمت کی پہیر نے مارا

کیا سبک رو ہی اپنا توسنِ عمر
نقش تک گام کا نہین ملتا

طورِ سینا سے یا کلیم اللہ
نقشہ اوس بام کا نہین ملتا

غیر آیا ہے لیکے نامۂ شوق
بہید پیغام کا نہین ملتا

حشر کی دن بہی خاص ہی بخشش
اذن کیون عام کا نہین ملتا

رو برو غیر کے سناتے ہو
لطف دشنام کا نہین ملتا

ایضاً

غیر کا خط وہ مجہے یون تو دکہا دیتی ہین
مدعا جس سے عبارت ہے مٹا دیتی ہین

اپنا بہہ زور ہر طور دکہا دیتے ہین
ولولی اوٹہکی میرے دلکو بٹہا دیتے ہین

دل و جان لیکے مجہے دیتی ہین اوکہیا الزام
آپ فرمائی کیا لیتی ہین کیا دیتے ہین

مردمِ دیدہ ترے دید کے طالب ہی شوخ
غرفۂ چشم سے یہ پردے کو اوٹھا دیتی ہین

غیب کا بہید ہے یا ہے کوئی امر موہوم
کچھہ وہین کا بھی ارادہ ہم ہے پہنا دیتی ہین

مٹ گئے پر بھی مرے جور وہی ہین اونکی
نام لکھہ لکھہ کے سرِ لوح مٹا دیتی ہین

ولولہ دل مین نہ وہ ہے نہ وہ دلکا ہی جگر
صبر مرحوم کو ہم دلسے دعا دیتی ہین

نذر انداز ہے جان نازیہ قربان ہی دل
آپ اسیر بھی یہہ فرماتے ہین کیا دیتی ہین

سخنِ تلخ بھی ہے قند سے بڑہکر ہمکو
رو کہی فقرے بھی تری بار مزا دیتی ہین

سنتے پہر دلکی لگی کو نہین کسو جہ سے آپ
دل لگی کے تو جگہہ کان لگا دیتے ہین

گم گناہی کو بھی لیتی نہین سنتے مولون
جنسِ دل ہم رقمِ جان سے جدا دیتی ہین

ٹہنڈی ٹہنڈی چلو گہر حضرتِ دل کیا ہوا ہوا
اپنی دامن کے تئین کب وہ ہوا دیتی ہین

آبرو باند ہے کہ نیرنگی جانان کا خیال
روز ہم دلکو نئی سیر دکہا دیتی ہین

ایضاً

کیا قہر ہے کہ تمکو تو پاسِ وفا نہو
تاکید مجہہ پہ یہ کہ لبِ شکوہ وا نہو

پاسِ حجاب او گلِ رعنا ضرور ہے
پردے مین رخنہ گر مجھے ڈر ہے صبا نہو

بیٹھا رہون خموش ہی خلوت مین کسطرح
ممکن نہین کہ دل مین کوئی حوصلا نہو

ایضاً

کون پشیمان ستمگر کا نہین اے دل مریض
سیکڑون کو کرتے ہین بیمار یہہ بیمار دو

زندگی سے تنگ ہین زلف و مژہ کی عشقیئ
وار خنجر کا ہو یا پہانسی ہمین دلدار دو

ایضاً

روز ہوتا ہے یہان پیر بھی طلوعِ آفتاب
ہے بجا مشرق کہین گر خانۂ خمار کو

شک ہے یہ کو زیادہ فائدہ دینا مین ہے	پہول پایا گر سپر نے پہل بلا تلوار کا

ایضاً

ہم اپنی ہستی کو کیون مٹائین یہہ کچھہ کسیکے کمر نہین ہے
دغا سے ہم آنکہہ کیون چرائین یہہ کچھہ کسیکے نظر نہین ہے
جفا مین ثانی نہین تمہارا وفا مین ہم سا بشر نہین ہے
کہان نہین ہے ہمارا چرچا تمہارا شہرہ کدھر نہین ہے
ہمین تصوّر مین جائین اون تک جو یون لطا ہر گذر نہین ہے
پیام پہونچائین آپ اپنا نہو اگر نامہ بر نہین ہے
اثر بیان مین ہو آبرو کیا کہ درد ہے مین اثر نہین ہے
لگاؤ تہا جسکو دل لگے سے وہ دل نہین وہ جگر نہین ہے

مہربانی کیجئے یا ظلم مجہپر کیجئے	آپکی نزدیک ہو جو بات بہتر کیجئے
ایسی کچی گولیان کہیلی نہین ہم نخیتہ کار	یہ خیال خام اپنی دل سے باہر کیجئے

ایضاً

نگاہ ناز چرلنے سے ہوگیا ثابت	کہ پردہ دار تغافل ترے حیا بہی ہے
یہ غیر ہین کہ سدا تیرے کان بہرتے ہین	میری زبان سے کبہی تو نے کچھہ سنا بہی ہے
مری لپیٹ مین ڈر ہے نہ غیر آجائے	کہ پیشدستی قاتل مین ستکہنڈا بہی ہے
تمہاری دلکا شب وصل کم ہوا ہے غبار	یہ تکڑا ابر کا تان ٹرہکی کچہہ گہٹا بہی ہے
جمی کا فاتحہ خوانی سے رنگ پہولنگا	حنائی ہاتہہ مین قاتل کی خونبہا بہی ہے

ایضاً

اُنسے جانبر ہو کوئی کیا ممکن　　حضرت عشق ہین عجیب کو لے

ایضاً

قبر پر کشتۂ ابرو کی چہڑہاتی ہین تری　　دم شمشیر سے جو پہول جہڑا کرتا ہے

ایضاً

ہمسر تمہاری قامت موزون ہوتا ہے　　احمق ہے سرو باغ کہ قد کا دراز ہے

مخمس بر غزل نجم الدولہ دبیر الملک حضرت اسد اللہ خان غالب دہلوی مرحوم و مغفور

مہ ہوا [illegible] تجہ سے گال اچہا ہے　　دانت تاروں ہی شفق سے لب لال اچہا ہے
ماہِ نو سے کہین ابرو کا ہلال اچہا ہے　　حسنِ مہ گرچہ بہنگام کمال اچہا ہے
اوس سے میرا مہ خورشید جمال اچہا ہے

سنگدل کیسی ہین واللہ بتانِ گمراہ　　انہین بیرحمی بیرحمی ہے خالق کی پناہ
دیکھنے مفت بری انکے عیاذاً باللہ　　بوسہ دیتی نہین اور دلپہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتی ہین کہ مفت آئی تو مال اچہا ہے

مین ہون مست مئی وحدت نہین کہتا پروا　　محتسب دل شکنی ترے یہ سب ہے بیجا
نہین پابندِ خلائق دل وحشی اپنا　　اور بازار سے لی آئی اگر ٹوٹ گیا
جامِ جم سے یہ مرا جامِ سفال اچہا ہے

مانگنی والونکو جز رنج کی کیا ملتا ہے　　جو کہ تقدیر مین جسکے ہے لکہا ملتا ہے
گر قناعت ہو تو گہر بیٹہے خدا ملتا ہے　　بی طلب دین تو مزا اسمین سوا ملتا ہے
وہ گدا جسکو نہو خوئی سوال اچہا ہے

ہجر مین شکلِ سحر گرچہ مرا رنگ ہے فق　　یہ خبر اونکو ہو کسطرح کہ اسکو ہے قلق

تجکو وہ آئین گے یان پہونچیگی چہرہ پہ شفق
اونکے دیکھے سے تو آجاتی ہے منہ پر رونق

وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہے

دیکھون اب اوسنے مرے حال پہ ہو کیسا فیض
شجر شمع سے کیا پائیگا پروانا فیض

سرو کا قمریہ بلبل پہ ہوا کیا گل کا فیض
دیکھئے پاتی ہین عشاق بتو نسے کیا فیض

اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

آہ بلبل نے کیا چاک گریبان گل کا
شمع کو سوزش پروانہ سے جلنا ہی پڑا

وحشت قیس نے لیلی کو دکھایا صحرا
ہم سخن تیشہ نے فرہاد کو شیرین سے کیا

جسطرح کا کہ کسی مین ہو کمال اچھا ہے

وہی عاشق ہے جو معشوق سراپا ہو جائے
خودنمائی ہو آئینہ اوسے کا ہو جائے

دل سے نقش دوئی اوٹھہ جائی تو یکتا ہو جائے
قطرہ دریا مین جو ملجائی تو دریا ہو جائے

کام اچھا ہی وہ جسکا کہ مآل اچھا ہے

آبرو کوچہ دلدار کے جو ہین ساکن
اونکو کونین سے مطلب نہین اوس کوچہ بن

نامناسب ہے کہ اظہار ہو راز باطن
ہمکو معلوم ہے جنت کے حقیقت لیکن

دل کی خوش رکہنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

نامہ

لیجون سی جو یکتا مثل جان ہو
خدایا وہ نمک خوار فلان ہو

در دولت پہ ہو اقبال حاضر
پریرویون کا جلسہ ہر زمان ہو

وہ در ہے مطلع خورشید تابان
جبین پر داغ سجدہ ہر زمان ہو

ور دولت کا وہ پایہ ہو عالی
زمین اونچی ہو نیچا آسمان ہو

کوئی دربان اگر تلوار کھینچے / سپر خورشید داغ دل نہان ہو
عصائے موسوی دست تمنا / ید بیضا صفت معجز کنان ہو
بہی گر زرد روئی میرے حاجب / تہیدستی عصائی زرفشان ہو
پتہ یوسف وشونکا دل مین لگ جائی / اگر چاہ زنخدان بے نشان ہو
جنون کی تیز دستی گر دکھاؤن / ابھی دامان محشر دھجیان ہو
ہوئی ہم خاک در پامال ہو کر / کرین کیا مہر گر نامہربان ہو
ترے توسن کی ہے کاوی کا چکر / زمین ہو یا محیط آسمان ہو
قدمبوسے نہین قسمت مین اپنی / حنائی پا سے ہمدستی کہان ہو
خداوند جہان خلاق عالم / وہی ہے جان ہو یا جان جان ہو
مجھے کردار پہ بھی رکھدی واعظ / چمک کر قامت دلبر عیان ہو

ادب کو آبرو اب طاق پہ رکھ
ثنائی پاک سے رطب اللسان ہو

وہ پایہ ہن اہل جہان ہو / وہ سایہ سر پرست خاکیان ہو
پرستان مین ہو یا ہندوستان مین / خدا جانے مرے جان تم کہان ہو
لحد مین بھی تمنائین رہین گے / سراسر ہو تمہارا آستان ہو
تمہاری نور سے ہے نار پیدا / وہ جل جائے جو تم سے بدگمان ہو
تل ابرو کا تہ گیسو دکھا دو / شب یلدا ہو یا زاغ کمان ہو
نظر آجائی جب نقشہ تمہارا / زبان پر نالی ہون لب پر فغان ہو
نگاہین تیر بل ہے ابروون پر / لئی کیون پھر رہی تیر و کمان ہو

خدنگِ ناز کا مین ہون نشانہ ؛ رگِ جان پر میرے نشتر روان ہو
گریبان چاک خاک افشان پیرہن ہم ؛ ستم ہے یہ کہ تم دامن کشان ہو
دکھائی گر دمِ تیغ اداکاٹ ؛ ترحم کی نظر دار الامان ہو
دکھائی گر ہجومِ یاس پیری ؛ پڑی ظلِ کرم دل نو جوان ہو
رہون پریون کے جگمہٹ مین ہمیشہ ؛ پڑی آنچل کا سایہ حرزِ جان ہو
اگر مدحت سے وہ چین بر جبین ہون ؛ مرا خطِ امالی کہکشان ہو
دعا کو تری گلچھڑی اوڑائین ؛ دعا کا ہاتھ دستِ زرفشان ہو
رہی سرسبز گلزار جوانی ؛ دو بالا حسن تیرا ہر زمان ہو

سہرا بتقریب شادی خانہ آبادی صاحبزادہ محمد عبد العلیم خانصاحب

خلف الصدق جناب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر

فیروز جنگ سی آیس-آئی نائب الریاست و وائس پریزیڈنٹ محکمہ عالیہ کونسل

آج تیری رخِ پر نور پہ ہے گر سہرا ؛ بن گیا ہے شجرِ طور سراسر سہرا
کہکشان بدر ہی تو ہے عقدِ ثریا طرا ؛ مہرِ پر نور ہے رخ ماہ منور سہرا
میری نوشہ کا نہو حسن دوچندان کیونکر ؛ تار خورشید کا ہے سہر کی اوپر سہرا
شش جہت مین ہی زبس دھوم جو اس شادی کی ؛ گائی زہرہ بھی خوشی سے ہے فلک پر سہرا
حسنِ رخ سے تری پائی ہے نئی بات اسنی ؛ دلکو ہر شخص کے کرتا ہے مسخر سہرا

همسر یکتا اسی خورشید سے اب دعوی ہے — رخ روشن سے ترے ہے یہہ منور سہرا
پہول کیونکر نہ پہیلا مارے خوشی کے کہلجاین — سر پر آئی ہین ترے آج یہ بنکر سہرا
جب بنی میرا اپنا خوب پہنکر پوشاک — قاف مین پریان نکیون گائین بنا کر سہرا
اسکو کہتے ہین خوشی کہتی ہین اسکو شادی — گایا جاتا ہے ترا شہر مین گہر گہر سہرا

فخر دوران ہے بلاشک خلف فخر الملک
آبرو جسکے لئے لایا ہے کہکر سہرا

گلشن دہر مین جبتک کہ رہین گل خندان — خوبیان جتنی ہین سبکا ہو ترے سر سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد یونس خان صاحب آرزو خلف صاحبزادہ محمد اسفندیار خان صاحب بہادر جرنیل لشکر ظفر پیکر بندگان حضور پرنور نواب صاحب بہادر دام اقبالہم

آرزو کی رخ روشن پہ جو آیا سہرا — چمکے تقدیر بنا ماہ دوہفتا سہرا
جب اسا ہے اسے ہر شخص شعاع خورشید — چاند سے رخ پہ ترے ہے جو سنہرا سہرا
چشم خورشید چکا چوند مین کیون ہے اسدم — رخ پرنور سے یہ کسنے اوٹھایا سہرا
چودہین رات کا ہے چاند ترا رخ سہری — آفتاب فلک حسن ہے سر کا سہرا
کیون نہ بشاش ہو دل کیون نہ طبیعت شادان — آج سر پر ترے خالق نے دکھایا سہرا
آبرو یوسف ثانی ہے محمد یونس — کیون تصدق نہو مانند زلیخا سہرا

رسم تزویج مروج ہے الٰہی جبتک
باغ عشرت رہی سرسبز و معطر سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد عبداللطیف خان خلف الصدق افتخار الامرا فخر الملک

جناب صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ سی ایس آئی۔ نائب المہام ریاست و وائس پریزیڈنٹ

محکمہ معتمدہ کونسل ابن حضرت نواب وزیر الدولہ بہادر جنت آرامگاہ

وہ روپ ہے ترے اس زرنگار سہرے پر
بہار گاتی ہیں مرغان گلستان کیا کیا
دلوں کے عقدے کھلے ہیں کہ جن پہ پھول کھلے
جو پیاری پیاری ہے صورت تو گورا گورا رنگ
جو وہ بہار چمن ہے تو یہ ہے خندۂ گل
گلی کا ہار بصد دل بہار عشرت ہے
جو سہرے باندھی ہے عبداللطیف خان نوشہ
زہے ملاحت عارض زہی صباحت حسن

کہ مہر بھی ہے فدا ذرہ دار سہرے پر
یہ کس کے رخ کی ہے چھائے بہار سہرے پر
یہ عکس سرخ ہے کہ رنگ بہار سہرے پر
پیار آتی کیوں ان بار بار سہرے پر
ہیں جوان رخ پہ فدا دل نثار سہرے پر
ہزار جان سے فدا ہے ہزار سہرے پر
خوشی کو ناز ہے سے انتہا سہرے پر
خوش النصیب ہے طرفہ بہار سہرے پر

کیا ہی ابر بہاری نے آبرو چھڑکا ؤ
اب اوڑ کے آئیگا کیونکر غبار سہرے پر

سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد شیر علی خان صاحب شمر خلف

الصدق جناب صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خانصاحب شرف مرحوم شاگرد مصنف

سر پر اوس مہر تجلی کی جو باندھا سہرا
بنگیا نور سے رشک ید بیضا سہرا

ایک تو پہلے ہی رکھتا تھا جواہر کی چمک
اور بھی عارض پر نور سے چمکا سہرا

تو وہ ہی رشک قمر تری لیے زیبا ہی
تار خورشید کا طرّہ ہو ثریا سہرا

مہر تاباں ہے ترا رخ مہ کامل ہے جبین
شام گیسوئی سیہ نور کا ترکا سہرا

سوئی سر شب مین تو ہی سرخی رخ رنگ شفق
طرہ ہے نجم سحر نور کا بگا سہرا

گوری گوری تری عارض مین رسیلی انکھین
پیاری پیاری تری صورت ہے پیارا سہرا

آب و تاب اسکے تری حسن کی ہی بھی ہی چمن
لہرین لیتا ہی پڑا صورت دریا سہرا

شب نے تری لئے انجم سے بنائی بدّھی
روز نے نور سحر لیکے بنایا سہرا

جشن شادی یہ مبارک ہو تجھے شیر علی
آبرو لی تری خاطر یہ بنایا سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی صاحبزادہ محمد الیاس خانصاحب خلف صاحبزادہ حافظ محمد اسحاق خانصاحب بہادر ابن یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علیخانصاحب بہادر

آگیا جسوقت میری نوشہ کے رخ پر سہرا
بنگیا مطلع انوار سراسر سہرا

رشک خورشید ترا روئی منور ہے مگر
پرتو رخ سے نہ کیوں ہو مہ انور سہرا

ہون بہار رخ نوشہ پہ کہ سہرے پہ نثار
اوس سے یہ بڑھکی ہے اور اس سے بڑھکر سہرا

کیوں چکاچوند نہو چشم تماشائی کو
کہ چمک مین نہین کچھ برق سے کمتر سہرا

بڑھکی تو حسن مین ہے اہل جہاں سے نوشہ
سب کے سہروں سے نہ کیوں ہو ترا بہتر سہرا

آگیا اور بھی جوبن تری رخ پر سنبڑے
ہی گر آئینۂ حسن کا جوہر سہرا

نظرِ بد کی حفاظت کی لئے لازم ہے / سورۂ نور پڑہو دیکھکے انور سہرا

کہیئے کسطرح سے آویزشِ بیجا اسکو / کہ بلائیں ترے لیتا ہے یہ جہک کر سہرا

چمنِ دہر میں سرسبز رہے تو الیاس / سایۂ عمرِ خضر کا ہو ترے سر سہرا

ہو مبارک تجھے یہ جشن یہ شادی نوشہ / آبرو تیرے لئے لایا ہے کہکر سہرا

سہرا بتقریب شادی ختم کلام ربانی برخوردار نور الابصار سعادت مشتملے

محمد اشرف علے عرف سید جان فرزند مصنف

صاف گر جاتی کا خورشید کے سر کا سہرا / رخِ نوشاہ سے جو وقت کہ سرکا سہرا

کہدو مالن سے اگر گوندہتی ہے سہرے یکو / لگا لی ہی جائی مبری رشکِ قمر کا سہرا

اہلِ محفل کی نگاہیں جو پڑیں سہری پر / طرۂ اوراد سیہ ہوا تارِ نظر کا سہرا

فرطِ شادی سے یہ پہولا کہ ہوا رشکِ چمن / سر پہ نوشہ کے جو آیا گلِ تر کا سہرا

شادی ہر روز مبارک ہو تجہی سید جان / حق کرے تجہپہ مبارک ترے سر کا سہرا

تیرے ماں باپ کا ٹہنڈا ہو کلیجہ دلشاد / سر رہے ترے سبہے فتح و ظفر کا سہرا

اپنی بیگانی کہیں اسکو نہ کیوں سن سنکر / آبرو خوب کہا لختِ جگر کا سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی خانصاحب محمد عبد القادر خان خلف محمد آمان خانصاحب لغفار سلمہ

واہ کیا رخ پہ ہی نوشہ کی سہانا سہرا / ہو مبارک یہ سدا یارِ خدایا سہرا

سبہہ گہڑی دیکہکے سہرے کو جو لائے مالن / دہوم محفل میں یہ مچی دیکہو وہ آیا سہرا

آئی پھولوں سے ہے بو باس جو پہنے بہنے / کس گل اندام سے پیارا ہے یہ گوندھا سہرا

جلتے رنگ کا جب عکس پڑا نوشہ کے / نظر آنے لگا آنکھوں میں سنہرا سہرا

پھول سب رنگ کی تو گوندھا ہیں مالن / ایسے البیلے کو زیبا ہے چھبیلا سہرا

نظر آنے لگا خورشید کا جلوہ سب کو / اپنی چہرہ سے جو نوشہ نے اوٹھایا سہرا

ٹکٹکی کیوں نہ بندھے دیکھنے والوں کی بھلا / ایک عالم سے نرالا ہے انوکھا سہرا

شادی ہم تم ہو مبارک تجھے عبد القادر / سر پہ زینت زینت ہو ترے ظل ہما کا سہرا

آبرو کیوں دل عالم کو نہ تسخیر کرے
نقش حب کا بخدا رکھتا ہے نقشا سہرا

قطعہ

وہ خال لبہائے رخ سے دل چھین کر ہمارا / اب ایسے ہو گئے ہیں کچھ میل ہے نہ ہیں کا

کہا برمحل مثل ہے ای آبرو یہ بیشک / گویا کہ ان تو نہیں اب تیل ہے نہیں ہے

رباعی

کوئی تو نجوم پر ہے نازاں بے حد / فاخر کوئی یاں ہے با حساب ابجد

رمال کوئی ہے کوئی جفر / ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

قطعۂ تاریخ ترتیب مثنوی حافظ سید محمد حسین صاحب بسمل

خیرآبادی وکیل سرکار ٹونک حاضر باش محکمۂ ریزیڈنسی راجپوتانہ

واہ کیا مثنوی ہے ہوش ربا / اچھے مضموں ہیں اور زباں اچھی

فکر تاریخ آبرو گر ہے / ہے یہ کہہ دو بہار باغ دلی

۱۲ ۹۲

الحمد للہ کہ یہ دیوان بلاغت عنوان بحرِ مثال مسمی بہ خیابانِ خیال تصنیف شاعرِ فصاحت بیان شُستہ زبان ہمزبانِ ناصر علی سوکی منشی حکیم سید محمد اصغر علی آبرو خلف الصدق زُبدۃ الفضلا قدوۃ الحکما حکیم سید محمد انور علی صاحب مصطفےٰ آبادی کے یہ دستخطِ بلی ربط بدیع عنوان ہیچکارۂ زمان حافظ محمد عزیز الرحمن خان اختتام کو پہنچا ۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ آغازِ طبع دیوان من نتائج افکارِ گہربار شاعرِ مُستند جناب نواب محمد سلیمان خانصاحب اسد لکھنوی سلّمہ اللہ القوی

مطبوع کلامِ آبرو شد … دارد اسد او مذاقِ صائب
تاریخ چنین طلسم آن … گفتیم عجائب و غرائب

قطعۂ تاریخ اختتام طبع دیوان از حضرت اسد لکھنوی

شدہ طبع بسکہ درین زمان چو کلامِ شاعرِ خوش بیان … ہمہ پاک صاف زعیبہا بنظر گذشتہ این چنین
چہ فصاحتی چہ بلاغتی چہ مذاقِ شعر و چہ بندشی … پئی سال طبع اسد بگو شدہ آبروی سخن ازین

قطعۂ تاریخ طبعزادِ جناب صاحبزادہ محمد شیر علیخانصاحب تشنہ خلف الصدق جناب صاحبزادہ محمد عبد الرحیم خانصاحب شرف تلمیذ حضرت مصنف

اوستاد کا وہ طبع ہوا انتخاب اب … تھی مدتوں سے جسکے ہر اہلِ سخن کو چاہ
مجھسے کہا یہ ہاتفِ غیبی نے بہرِ سال … کہدو تم اے تشنہ سخنِ بےمثال واہ

قطعۂ تاریخ طبعزاد سید محمد ناظر حسین صاحب ناظر سکندر آبادی شاگرد رشید حضرت مصنف

چو دیوانِ اوستادِ من طبع شد … بصد شوکت و زینتِ دلفریب
کہ ہر شعرِ او ناظر از نکتہ دان … دل از دست بر دست و از دل شکیب
بگفت از سرِ دانش از من سروش … پئی سالِ او مطلعِ علم غیب
۱۳۰۵ھ

ایضاً

چھپا اوستاد کا دیوان جو ناظر ۔۔۔ کہی سب نے بعجلت اوسکی تاریخ

دل بہزاد کُہو کر سینے لکھے ۔۔۔ نگارستان الفت اوسکی تاریخ

۱۳۰۵ھ

ایضاً

چھپا حضرت آبرو کا کلام ۔۔۔ کہ اہل سخن جسکا بھرتے ہین دم

کہا عیسوی سال ناظر نے یون ۔۔۔ دُربی بہار رشک باغ ارم

قطعہ تاریخ موزون کردۂ محمد ابراہیم خان تخلص رمز شاگرد حضرت خسرد

فضل خدا سے رمزیہ دیوان ہوا جو طبع ۔۔۔ غمگین ہوئی حسود تو شاد ان ہوئے حبیب

لکھہ سیف خامہ سی مرا عدا کو کاٹکر ۔۔۔ دیوان سخن کا پہول تو اوستاد عندلیب

۶۱۸ ۸۸

ایضاً

کلام آبرو مرغوب دل ہست ۔۔۔ فراہم گشت رمز این بی بہا گنج

پی تاریخ دیوان گفت ہاتف ۔۔۔ زہجرت یکہزار و سہ صد و پنج

۱۳۰۵

ایضاً

دیوان آبرو چو بشد طبع بہر سال ۔۔۔ طبع رسا بقطعہ تاریخ گشت مست

ہاتف بہ دل زرمز پئے سال زد ندا ۔۔۔ تاریخ طبع این چمن بینظیر ہست

قطعہ تاریخ رقمزدہ صاحبزادہ محمد حمید اللہ خانصاحب وفا ۔ برادر زادۂ جناب ضبط شاگرد حضرت مصنف

جب چھپا دیوان اوستاد زمن ۔۔۔ دل ہوا یون زمزمہ سنج بیان

فرح یہ مین کا تکر لکھدو یہ سال ۔۔۔ ہی وفا بیشک یہ مرغوب جہان

۱۳۰۵ھ

ایضاً

کیا تو نے منتخب چھپا واللہ	جو کہ مجموعہ ہے بلاغت کا
فرق بد بین کو دور کرکے کہو	ہی جہان گلستان فصاحت کا

قطعہ تاریخ من نتائج افکار گہربار مولوی عبدالحلیم خانصاحب تخلص شرر

آبرو آنکہ نام عالی او	سید اصغر علی زبان زد دہر
چون بحسن طبع و صحت تام	طبع دیوان شدش بمطبع شہر
سال تاریخ عیسوی ہجری	بدو مصرع نمود منجز حصر
آبروئی سخن ہمے بخشد	سخن آبروی زبدہ عصر
۱۹۰۸ع	۱۳۰۷ھ

سہرا بتقریب شادی دیگر حکیم مولوی منشی سید محمد اصغر علی صاحب آبرو طبعزاد صاحبزادہ احمد سعید خان صاحب۔ تخلص عاشق خلف اکبر صاحبزادہ محمد سعید خان سعید

سر نوشاہ پہ بندھا سہرا	جامہ زیبی سے کیا کھلا سہرا
سب یہ کہتے ہیں سید اصغر علی	ہو مبارک تجھے ترا سہرا
پہلا سہرا بندھا تھا اچھی گھڑی	کہ بندھا آج دوسرا سہرا
کہہ رہے ہین یہ سب تماشائی	رخ نوشہ سے اب اوٹھا سہرا
رہی آپس مین الفت و اخلاص	کرتا جھک جھک کے ہے دعا سہرا
آملا تجھسے ایک مدت مین	تیرا سہرا ہے باوفا سہرا

یہ خدا سے دعا ہی عاشق کی

کہ مہکتا رہے سدا سہرا

مبارک باد

بیاہ یہ دوسرا مبارک ہو	اک نیا دلربا مبارک ہو
اسم سنین کہہ رہے ہین دلہن سے	تجھے یہ مہ لقا مبارک ہو
تم بھی اُستاد سید اصغر علی سے	سچ تو یہ ہے کہ کیا مبارک ہو
تمنے دُلہن کی کھولدیے قسمت	جب یہ سب نے کہا مبارک ہو
یار دل شاد ہون عدو پامال	تیرے عاشق دعا مبارک ہو

رنگ

الٰہی آج یہ کیا چھا گیا رنگ	ہے شاید شادی اُستاد کا رنگ
کوئے افشان گلابی ہے کوئی یہان	جسے دیکھو تو دیکھو گی نیا رنگ
لب معشوق مین بہی اب نہین ہے	تیری شادی مین کچھہ اتنا ابھرا رنگ
مذاقاً کہتے ہین نوشہ سے ہمدم	کرو خوشیان کہ یہہ ہے دوسرا رنگ

کرو تسلیم عاشق تمسے استاد
یہہ کہتی ہین کہ اچھا تو کہا رنگ

بنے دولہا جو سیّد اصغر علی	دہوم شادی کی ہو گئے گھر گھر
کوئی سہرا کوئی مبارکباد	لکھہ کے لایا کہ خوش ہون سب پڑھکر
مین کہ ایک خوشہ چین ادنےٰ تہا	مجھہ مین کچھہ بھی نہ تہا کوئی جوہر
آخر الامر فکر سال ہوئے	اسمین بہی ناتمام تہا احقر
جیسے کچھہ ہو سکے ابہی کہدے	یہ بُری ہو اگر تو مین ہون بشر

شعر آخر کا مصرعہ ثانی — سال شادی بتاتا ہے یکسر
سن کوئی پوچھے تو ابھی کہدو — اہل اخلاص شادی دیکھو ۱۳۰۰ھ

تقریظ پیچیدہ کلک جواہر سلک مجمع‌البحرین ناظم حسین صاحب ناظر ساکن سکندرآباد ضلع بلندشہر ملازم سرکار ابدقرار ٹونک شاگرد رشید حضرت مصنف

مطبوع دل اہل جہان ہے یہ کلام — ہیں حور و پری اسکے مضامین تمام
ہر شعر نے پایا ہے سراپا موزون — ہر مصرعہ برجستہ ہے اسکا گلفام

اللہ اللہ یہہ دیوان ہے یا مرقعۂ تصاویر نکتہ رانی ؛ اشعار آبدار ہین یا گوہر دریائے معانی + ہر غزل عاشق مزاجونکے حسب حال + ہر بیت مثل بیت ابرو بے‌مثال + ہر فقرہ چلبلی معشوق سے سوا ؛ ہر مصرعہ موزون بیت مین قد رعنا سے طرا + جسجگہ معاملہ بندی کی ہے + اوس عالم کی بعینہ تصویر کھینچدی ہے + جہان کہین مضمون عالی کا خیال آیا ہے زمین شعر کو آسمان ہفتم کر دکھایا ہے + طرز بیان کا انداز سب سے جدا روزمرہ صاف ستہرا منجہا ہوا + الفاظ کی نشست ایک دوسریکا پہلو دبائے ہوئے محاورات کی صفائی عذار مصفا کا رنگ ڈہنگ اوڑائے ہوئے + ردیف و قافیہ عاشق و معشوق کیطرح باہم دست و گریبان چشم و قبیح ابتدائے مطلع غزل سے مثل عدم بے نام و نشان + ادا بندی کا انداز نرالا شکایت کی بوچھار و نکتا بول بالا + بیمہر کے گلے کا ڈہنگ ہی جدا ہے اظہار رشک عدو کا نیا پہلو نکالا ہے + حق تو یہہ ہے کہ شاعری اسیکا نام ہے اور سخنگوئی حضرت آبرو ہی کا کام ہے + انکے اوصاف حمیدہ کی چارسو دہوم ہے + ذات مبارک مجمع العلوم ہے جنکے فیض تحریر کشاف اسرار خفی و جلی ہے + اسم گرامی مولوی منشی سید اصغر علی ہے + علم پارسی مین بیمثال نہایت

نظم و نثر بین یکتا ہے جہان ہین نستعلیق لکہنے کو جب قلم کو اٹہاتے ہین اسم یوسف کو
یوسف ثانی کر دکہاتے ہین انکو سب منصف مزاج جانتے ہین حسد گو بظاہر نہ مانین مگر دلمین جانتے ہین
انکی تعلیم و تفہیم سے اکثر شاعر ہو گئے جنکو کچہہ بہی سلیقہ نتہا وہ ماہر ہو گئے انکا ہر طفل دبستان
اوستاد زمان ہے سچ تو یہہ ہے ایسا اوستاد کہان ہے اور انکی تصنیف و تالیف سے اکثر کتابین اردو و فارسی
نظم و نثر مثل - مثلث ادراک - باغ افکار - خلاصۃ الاخبار فی ذکر الاخیار - معوذات فی تشریح
١٢٩٦ھ ١٣٠٥ھ
التعویذات - خلاصۃ البیان فی ذکر الاعیان - کارآمد طلبہ - کلید امید - گنجینہ نصیحت
جوہر آبرو - حمد نامہ - انشاء صغیر - وغیرہم مکمل و مرتب ہین انشاء اللہ العزیز عنقریب طبع ہو کر
شائقین کی نظر سے سرور ہوکے گذرینگے اس کلام فصاحت انضمام کو مشت نمونہ از خروارے
تصور فرمائین اور مصنف صاحب کے عمر شریف اس قطعہ تاریخ سے معلوم ہو سکتی ہے
ع مشفق من حکیم و ہم سید + یافت فرزند مثل دُرّ نجف + ہاتفی گفت از پئی تاریخ +
کہ بگو آفتاب برج شرف + مصنف صاحب ممدوح المدح علاوہ جمیع کمالات کے عالی خاندان ذی
شریف النسب سردار جہان ہین انکی والد ماجد زبدۃ الحکماء قدوۃ الفضلا مولانا حکیم سید
محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرحوم مغفور فن طبابت مین مشہور نزدیک و دور رہتی بعہد جناب نواب
امیر الدولہ بہادر شمشیر جنگ اپنی وطن دار الریاست مصطفے آباد عرف رامپور سے یہان تشریف
لائے اور معالج خاص حضور مرحوم الصدر رہے اور جناب نواب وزیر الدولہ بہادر نصرت جنگ
مرحوم و مغفور نے بشرف اوستادی خود معزز فرمایا اور تاحیات خود روز بروز ترقی مراتب کا
خیال رکہا شاگردوں مین حکیم مولوی عبد العلی صاحب حکیم مولوی عبد الغفار خان صاحب
مرحوم برادر قاضی مولوی عبد الکریم خانصاحب مغفور وغیرہم بڑی نامی گرامی طبیب و مولوی
ریاست ہذا مین ہوئے ہین اور انکی اکثر شاگرد رامپور مین ہی ہین اور حکیم صاحب موصوف نے

سنہ ۱۲۷۳ ہجری میں بعہد جناب وزیر الدولہ بہادر اس جہان فانی سے بملک جاودانی رحلت فرمائی چنانچہ قطعہ تاریخ رحلت یہ ہے

حکیمے کہ انور علے بود نامش | روانش روان جانب لامکان شد
بتاریخ سالش سر آئید ہاتف | مسیح الزمانے بجنت روان شد

۱۲۷۳ھ

واضح ہو کہ جناب حضرت آبرو کو تلمذ مطلع دیوان نجابت مقطع قصیدہ نقابت مخمس کتاب فصاحت مسدس بیاض بلاغت فارس مضمار ریختہ دانی شناور بحر خوش بیانی غالب شاعران سر دفتر نکتہ سنجان شیر بیشہ سخنوری گوہر دریائے ہنر پروری سلیمان سیرت سلمان طبیعت محاورہ دان اردو صاحب زبان لکھنؤ سرآمد شعرائے پیر خرد جناب نواب محمد سلیمان خان بہادر اسد خلف الصدق نواب محمد موسیٰ خان بہادر مرحوم ابن نواب محبت خان بہادر مغفور شہباز جنگ خلف الرشید مکرم الدولہ حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ والی سابق ملک روہیلکھنڈ نور اللہ مرقدہٗ سے ہے اور وہ شاگرد رشید جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ اسیر مرحوم کی ہیں اور جناب منشی صاحب مغفور کہ زمانہ حال میں اونکو پیغمبر سخن کہا بلکہ خلاق سخن کہنا روا ہے تلامذہ جناب غلام ہمدانی مصحفی مبرور سے تھے سلمہ اللہ تعالیٰ مصنف صاحب کو

سلامت رکھی

تقریظ حسن تاریخ افکار خاکسار سراپا انکسار محمد ابراہیم خان المتخلص بمزاسم تاریخی اصغر ۱۲۹۱ خلف الصدق منشی محمد خان نیٹو ڈاکٹر داروغہ سائر امیر گنج شاگرد جناب خسرو

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا سرور اصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم خاکپائے شعرا نازک خیال محمد ابراہیم خان آرزو ذرہ مثال بخدمت ناظرین باتمکین عرض پرداز ہے کہ جو رنگ ڈھنگ اس دیوان جناب دو بیان یعنی سحر حلال مسمی خیابان خیال معروف بہ منتخب آبرو تصنیف جناب افضل الفضلا زبدۃ العلما جوہر عرض سخندانی گوہر درج ہمہ دانی مقبول حضرت ظل سبحانی

مظہر خفی و جلی مولوی سید محمد اصغر علی صاحب [illegible] آبرو کا ہے بخدا یہہ حسن بیان و ترکیب بندش و لطف مضامین کسی پایا ہے اگرچہ صدہا دیوان شعرا [illegible] اور دہلی کے نظر سے گذری مگر ایسے مضامین دیکھے نہ سُنے۔ ماشاء اللہ دیوان کیا ہی فتنہ محشر [illegible] چشم بد دور عاشق مزاجوں کا کھلونا ہے گلگونہ مضامین ہے ہر غزل کا رنگ دونا نکھر آیا ہے کہ رشک سے گل چمن پانی پانی ہوا جاتا ہے [illegible] ہر شعر انتخاب عجیب مضامین کا آئینہ چمکایا ہی کہ ہر ایک سخنداں انگشت بدندان ششدر و حیران طرفہ رنگ ہے اردو کلام کا عجب ڈھنگ ہی میر ایمان بلا تامل ہے دیکھنے سے قواعد عربی و فارسی میں کیا آئی زبان محاورہ اردو مین مشتہر جہان ہین انکی تصانیف [illegible] عام ہین جنکے یہہ نام ہین ثمرات ادراک - باغ افکار - خلاصۃ الاخبار فی ذکر الاخیار گوہر نایاب - در تذکرہ ۹۶ ۱۲۹۳ نایاب گنجینۂ نصیحت - تعویذات فی تشریح التعویذات کلید امید - کارآمد طلبہ - انشائی صغیر - [illegible] وامد نامہ - خلاصۃ الایمان فی ذکر الایمان - یہہ عجیب و غریب کتاب ہے اسمین کل حال ریاست دار السلام محمد آباد عرف ٹونک کا انتخاب ہے حق تو یہہ ہے کہ مصنف صاحب نے دریا کوزہ مین بند کیا ابتدائی ریاست سے آجتک کی صورت حال کا آئینہ بنایا ہی علاوہ ان کتب مندرجہ کے اور بھی کتابین آپکے تصنیف مین اگرچہ اس کم استعداد کا تقریظ لکھنا گویا چھوٹا منہہ بڑی بات ہے مگر بمصداق مصرعہ ہذا - نہان کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا + مصنف صاحب کا اس شہر پر کیا موقوف دور دور شہرا ہی لہذا یہہ خاکسار اس تحریر تقریظ کو کلمہ دعا پر ختم کرتا ہی حضرت استاد صاحب کے حق مین دعائے خیر و عافیت دارین مانگتا ہی مصرعہ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

تمت بالخیر

۸۹۱۶ ۷۳۱۶   ۸ - ر

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۳۰/۱/۸۶
۱۱/۱۱/۱۲

۸۹۱۶/۳۱۶

نسخہ حکیم سید محمد اصغر علی صاحب

دیباچہ منتخب آبرو

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ ...

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ ...

۳۔ طلبا ...

۴۔ ...

۵۔ ...

۶۔ ...

۷۔ ...

۸۔ ...